رامائن فرحت نظم اردو

حرف بحرف مطابق تلسی کرت



مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہو کر شائع ہوئی

[illegible]ن منظوم اردو فرحت بخش مطابق تلسی کرت

अयोध्यापुरविहाराय राजाधिराजाय श्रीरामचन्द्रजी ॥

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہو کر شایع ہوئی

بار ہفتم [illegible] سنہ ۱۹۳۸ء

فہرست رامائن فرحت

مضمون	صفحہ
	۲۸۰

سری گنیش انیمہ

زبان پہ ہر نفس ہے رام کا نام
سدا روشن چراغِ جان ہو اُن سے
دوئی سے دور یکتا ہے وہی ذات
کبھی قالب مین ہو خود صورتِ دم
وہی گم ہے وہی ہے آشکارا
چراغ ایسا جو ذرے سے لگے لو
کرے گر مثل صندل جبہہ سائی
بیان پاک کیا ناپاک سے ہو
کہان انسان کہان وہ ذات اقدس
رکھا عالم مین اول مچھ اوتار

تو را مو تو را مو تو رام
فروغِ مشعل ایمان ہے اُن سے
وجودِ جود و احسان و کرامات
مجسم ہے وہ روحِ نامجسم
وہی مردم کی عین آنکھون کا تارا
تو مثل نیرِ اعظم ہو پر تو
تو ہو اُس گل مین بوئے آشنائی
صفت کیا خاک مشتِ خاک سے ہو
وہ دریائے روان یہ صورتِ خس
ہوئے پھر کچھ کی صورت نمودار

لیے بارہا آہ پھر جا بکتری سے
زمین خشک کو لائے تری سے

ہوئے نرسنگھ بنکر آشکارا
غزال آسا ہرن کشپ کو مارا

لیے باون برائے راجۂ بل
نہال مستمندی کا دیا پھل

ہوئے زان پس پرسرام و سری رام
گنہ بخش خلائق شہرۂ عام

لیے پھر نند کی آنکھوں کے تارے
جناب کرشن رادھا جی کے پیارے

جہاں میں بودھ روپ اب جلوہ گر ہے
پھر آگے نہکلنکی کی خبر ہے

تہو دریا کی صورت بر سر جوش
زبان بے ادب خاموش خاموش

سری سیتا کے اوصاف مبارک
ہویدا ہیں زمین سے آسمان تک

سپے وصف سیا گر منہ سیا ہے
سدا گردش برنگ آسیا ہے

مہادیبی مہامائی وہی ہیں
سزاوار جبین سائی وہی ہیں

بیان کیا ہون مہامایا کے اوصاف
کہ ہے نور گرانمایہ بدن صاف

اگر پائے منور دیکھنے پائے
حنا بنکر شفق پابوس ہو جائے

فلک صدقے کرے خورشید خاور
یہ طفل خال قمر کردے نچھاور

قلم تفتیش وحدت کی نہ کر چاہ
یہ وہ دریا نہیں جسکی ملے تھاہ

زمین صفحہ پر شرط طرب سے
برائے بندگی جھک جا ادب سے

ذکر بالمیک جی مصنف رامائن سنسکرت و تلشی داس مصنف تلسی کرت و کیشو داس و دیگر کبیشران قدیم

رہے تسی رامچندر آئینہ یاد
کہ جس سے خانۂ عشرت ہوا آباد

فقط تسلیم بحر سخن مین سر کے بل پیر — دُر مقصد ملے بے منت غیر
سلف مین رکھ تھے اک اہل کرامات — نکوصورت نکوسیرت نکو ذات
گل شاداب گلزار سعادت — دُر نایاب دریاے عبادت
سخن سنج و سخندان و سخنور — جناب بالمیک نکتہ پرور
گتھا لکھی سری رگھناتھ جی کی — جو مشہور جہان ہے بالمیکی
مگر پیش از ظہور جلوۂ ذات — لکھے مضمون اعجاز و کرامات
جو تھے واقف ہزارون سال پہلے — مفصل لکھدیا احوال پہلے
لکھا ماضی مین استقبال کا حال — دکھایا روے معنی کا خط و خال
ہوا بارے ظہور جلوۂ ذات — وہی صورت وہی قدرت وہی بات
کھلے جوہر وہ سب آئینۂ دل — سند ٹھہری وہ دستاویز کامل
وہ پیش آئی جو کی تھی زیب قرطاس — برنگ نقش پیشانی ہوئی راس
گوسائین تھے جو تلسی داس ذی ہوش — وفادار و وفا کار و وفا کوش
اُنھون نے بھی براہ ہوشیاری — دُر مضمون کو بخشی آبداری
بجائے دیوبانی لکھ کے بھاشا — دکھایا حسن معنی کا تماشا
جلا آئینۂ مضمون نے پائی — سخن نے اک نئی صورت دکھائی
سنوارا اصاف گیسوے سخن کو — کیا تازہ مضامین کہن کو
کبیشر تھے جو کیشو داس نامی — اُنھون نے بھی لکھا ذکر گرامی
بہت سے نکتہ بینون نے اسیطور — بدل رمز مطالب مین کیئے غور
جہانتک تھی غرض جسکی رسائی — بصد فکر رسا جودت دکھائی
ہی مطلب سب بدہاولی مین — وہی ناٹک وہی بشتاولی مین

کتھا سب ہین وہی اک منضبط ہے ۔ تفاوت حسن بندش مین فقط ہے

پرنام کرنا سری مہادیو جی کا سری رامچندر کو صحرا مین اور امتحان لینا ستی جی کا جانکی جی کے روپ مین اور جلجانا ستی جی کا اور پھر بیاہا جانا مہادیو جی سے ہماچل کے یہان اوتار لیکر

رہے ہے لب پہ جناب رام کا ذکر ۔ کہ ہے یہ واقع اندیشۂ و فکر
اودھ سے جب جناب لچھمن و رام ۔ ہوئے داماں صحرا مین سبک گام
ہم آغوش الم ترک وطن سے ۔ کمال درد و غم سیتا ہرن سے
سدا شیو جی مہارانی کے ہمراہ ۔ ہوئے وارد اسی رستے مین ناگاہ
کیا شمبھو نے جب نظارۂ رام ۔ کیا آئین دانائی سے پرنام
ستی جی نے کہا یہ ہین بشر کون ۔ رواں ہین صورت پیک نظر کون
کہا ہان گو یہ جسم زار ہین یہ ۔ ولیکن بشن کا اوتار ہین یہ
پئے قتل ستمگاران ناکام ۔ ہوئے ہین رونق آرائے اودھ رام
قفس آسا ہر اک کے ساتھ ہین یہ ۔ کہ سیتا پت اجودھیا ناتھ ہین یہ
سری سیتا جو بن سے ہو گئین گم ۔ دل اقدس مین ہے جوش تلاطم
ستی جی نے گذارش کی دوبارا ۔ یہ ہین جسم بشر مین آشکارا
تعجب ہے یہ کیسے دیوتا ہین ۔ رواں بن بن مین جو مانند صبا ہین

کہا شیو نے مقامِ شک نہیں ہے
یہاں دخلِ کلامِ شک نہیں ہے

کہا ہاں فی الحقیقت سچ ہے یہ بات
ہے مشکل بشر کیوں ہو بشن کی ذات

غرض جب حسبِ فہمایش نہ مانا
تاسف کر کے یوں بولے وہ دانا

اگر شک ہے تو جا کر امتحان لو
برائے جادۂ مطلب نشان لو

ستی نے جانکی جی کا رکھا روپ
لطیف و دلپسند و خوشنما روپ

رواں جس رہگذر سے تھے سری رام
وہاں پہونچیں وہ مخدومِ دلارام

ادھر رگھبر براہ نکتہ دانی
بدل سمجھے سب اسرارِ نہانی

جھکا کر سر یہ فرمایا زبان سے
کہ اے مادر ادھر آئیں کہاں سے

نہیں اس عالمِ ہو میں کوئی ساتھ
کہاں گم ہیں کہاں تم ہو کہاں ناتھ

سنا جب یہ تو سب جاتا رہا ہوش
دلِ گوری نے رقت میں کیا جوش

اسی دم کر کے چشمِ ظاہری بند
بزیرِ نخلِ تر بیٹھیں دمِ چند

مگر تھیں محوِ حیرت وہ نکو نام
کہ تھی پیشِ نظر شکلِ سری رام

وہی صورت سراسر جلوہ گر تھی
تعجب ہے جدھر دیکھا ادھر تھی

ستی جی اٹھ کے پردسوا اس آئین
حضورِ مالکِ کیلاس آئین

ادھر شمبھو نے یہ دل میں کہی بات
ستی سے ہو نہ اس تن میں ملاقات

نہیں اب کچھ بہارِ صحبتِ فصل
ستی کا رتبہ سیتا ہے در اصل

ہوئے بارے وہ زینت بخشِ کیلاش
دیا آسن ستی کو جانبِ راس

ستی سمجھیں کہ دل نوعِ دگر ہے
مرا ترک انکو منظورِ نظر ہے

یہی بہتر کہ اب چھوڑوں تنِ پاک
کروں اپنا لباسِ زندگی چاک

ستی کا وجھ پرجاپت پدر تھا
عقیل و نکتہ سنج و نکتہ ور تھا

جناب شیو سے تھی رنجش کی صورت
دل دانا پہ تھی گرد کدورت

کیا اک جگیہ پرجاپت نے آغاز
گئے اہل فلک سب حسب انداز

رکھیشر دیوتا جوگی جتی سب
بہم تھے ساکن امرا پتی سب

عداوت کے سبب پہر بھوانی
نہ بھیجا اُس نے پیغام زبانی

پڑی گوش ستی مین جب یہ آواز
سدا شیو سے گذارش کی بصد ناز

بہم سب ہین ہجوم دیوتا آج
ہو بزم طرب چلئے مہاراج

مبادا اگر تامل ہے بے سیر
مجھی کو کیجیے رخصت کہا خیر

چلین بارے گنون کو لے کے ہمراہ
پدر کے گھر ہوئین داخل بصد جاہ

کسی نے کی نہ در تک پیشوائی
نہ پھر ڈنڈوت گردن جھکائی ؟

علاوہ اِسکے وجھ اُلجھا ستی سے
کلام بد کہے کم ہمتی سے

ستی جی دفعتہً کودین ہون مین
چلین وہ نور کامل انجمن مین

بدل منظور اُنھین ترک بدن تھا
یہ جل جانا بھی دانائی کا فن تھا

ہماچل کے یہان مینا کے تن سے
ہوئین پھر جلوہ گر دل کی لگن سے

سری کیلاش باشی سے ہوا بیاہ
وہی پھر رسم اُلفت تھی وہی راہ

جناب بھگوتی کو تھی زبس فکر
کسی دن رام کا چھیڑا وہی ذکر

گذارش کی ادب سے اے نکو نام
مفصل کیجیے سب افسانۂ رام

کہا سیو نے براہِ مہربانی
بگوش دل سنو لیلا بھوانی

آغاز بال کانڈ بیان مہادیو جی کا پاربتی جی سے نالشی ہونا زمین کا اور سننا الہام غیب اور ظہور فرمانا سری رامچندر بھرت لچھمن اور سترہن کا راجہ دسرتھ کے مکان مین بوجہ جگیہ تشنگی زدگی کے

رہے ورد زبان ہر صبح و ہر شام — سیا رام و سیا رام و سیا رام
جناب شمبھو سرگرم بیان ہین — زبان صاف سے گوہر فشان ہین
تریتا جگ کا یعنی جب ہوا دور — ہوئے راجس ہزارون پر سر جور
ہر اک سو سرکشون نے سر اٹھایا — کہ چرخ ناتوان چکر مین آیا
زمین کا یعنی فساد سرکشان سے — قدم جنبان ہوا بار گران سے
جناب اندر سے کی انکساری — مگر تھا عالم بے اختیاری
گئی بزم سری برہما مین دلریش — وہی آئینۂ مطلب کیا پیش
وہان بھی جب دُر مقصد نپایا — سداشیو کے قدم پر سر جھکایا
ہر اک نے روئے مطلب پر نظر کی — مگر دیکھی نہ صورت دفع شر کی
گئے وان ملکے چارون چار ناچار — جہان تھا جلوہ گر نور نرنکار
ادا کی ڈنڈوت فرط طرب سے — ہوئے گوہر فشان نیسان لب سے
کہ اے سرمایۂ نور کرامات — زمین ہے نالشی ہیہات ہیہات
ہر اک جانب فساد شد و مد ہے — کرم کیجیے یہ ہنگام مدد ہے

ندا آئی کہ رام اوتار ہو گا — غریق غم کا بیڑا پار ہو گا
گدا دولت سے مالا مال ہون گے — عدو مثلِ حنا پامال ہون گے
سُنا یہ دیوتون نے جبکہ ارشاد — پھر کر مسکن کو اپنے بادلِ شاد
اُدھر اک ملک بے شک بوستان ہے — میانِ کشورِ ہندوستان ہے
مقام دلفریب و دلنشین ہے — زمین ہمپایۂ عرش برین ہے
مفخر ہو نہ کیون وہ مسکن عام — پڑا وان سایۂ پائے سری رام
قرینہ سے لب سرجو بسا ہے — خرد اوج صفت پر نارسا ہے
وہان اک راجہ عالی گہر تھا — بنامِ نیک دسرت مشتہر تھا
جہانگیر و جہاندار و جہان بخش — فلک قدر و فلک تخت و فلک رخش
شجاعت وہ کہ جسکی ہر طرف دھوم — سخاوت وہ کہ راضی پیر و معصوم
مٹایا صاف طرزِ خود پرستی — زبردستی نہ تھی بستی مین بستی
یہ تھا اوج ہوا پر حکم جاری — کہ تھی عنقا صفت مرغ شکاری
ستاتے تھے نہ مرغ تیز پرواز — عقاب اندازرسانی سے رہے باز
کرے بحری جو صید مرغ بے پر — تو مہ گردان رہے مثلِ کبوتر
براہ گوشمالی وہ پڑے مار — کہ ہو بحری کو سن بحری کا آزار
روان یہ حکم شاہ بحر و بر تھا — دلِ مرغانِ بحری بے خطر تھا
سدا آسودہ دل تھے مرغ آبی — نہ تھی ماہی کو مطلق بیتابی
کشیدہ طائرِ دریا نہوتے — ہمیشہ چاہ سے پانی پہ سوتے
کرے مرغانِ آبی سے جو کچھ جال — جرس سان ہر گھڑی بلائے گھڑیال

اگر ناکا کسی طائر کو تاکے
تو ناکے دیکھے اقلیم فنا کے

چرندون کو بیابان مین نہ ڈر تھا
ہرن کا بچۂ ضیغم مین گھر تھا

غزالونکو پلنگون سے نہ تھا کام
پلنگ عیش پر کرتے تھے آرام

نظر آئے جو میلی مہ کی چادر
تو ہو چرمانہ فراشِ فلک پر

ضیا پھاڑے اگر پیراہن گل کے
سزاوار جزا ہو بے تامل کے

عروس گل جو بلبل سے بگڑ جائے
طپانچہ گردش صرصر کا پڑ جائے

جو نرگس باغ مین آنکھین چرا کے
غضب سے باغبان دیدہ دکھا کے

اکڑ کر بل کی لے گر نخل شمشاد
نہو قمری کی صورت غم سے آزاد

عدالت کا یہ تھا چار و طرف شور
چرا کر آنکھ بھاگے شہر سے چور

رعیت گھر مین سوتی فارغ البال
حفاظت کیلیے کافی تھا اقبال

کھلے بند دن کھلے خلقت کے در تھے
طلایہ مین دو دان شمس و قمر تھے

محل مین تین تھین بانوے سلطان
جلیس بزم و ہمزانوے سلطان

وہ تینون انتخاب چار سو تھین
گلستان اودھ مین مثل بو تھین

وہ کوشلیا تھی اول زوجۂ خاص
سرافراز و شریک بزم اخلاص

زیادہ سب سے منظور نظر تھی
بغل مین شہ کے مانند جگر تھی

وہ بانوئے دوم تھی نازک اندام
پتیت ہرتا عروس کیکئی نام

وہ بانو تیسری نور جہان تھی
سومترا نام مشہور جہان تھی

سمجھ گو سب تھا اسباب نکوئی
نہ تھا حاصل چراغ خانہ کوئی

تہی گوہر سے دامان صدف تھا
اندھیرا اس سبب بیت الشرف تھا

نہ کھلتا تھا کسی دم غنچۂ دل ہمیشہ خشک لب تھا مثل ساحل
عنادل کی روش غمناک رہتا گریبان بیکلی سے چاک رہتا
پڑی پاؤن مین زنجیر ہوس تھی مگر عقل رسا ہے دسترس تھی
تلاش نور مین وہ تیرہ جاہ قمر کی طرح سے گھٹتا تھا ہر ماہ
فقیرون کی بھی کی خدمتگزاری کہ ہو کچھ صورتِ مطلب برآری
تیمون پر کیا دامن کا سایا کنارہ بحر مطلب کا نپایا
مگر سچ ہے بشر بیدل نہ ہو جائے کبھی تدبیر سے غافل نہ ہو جائے
نہ چھوڑے ہاتھ سے نقد صبوری تو ہو گی قربت کلفت سے دوری
اگر پائے تجسس شل نہ ہو جائے یہ کیا معنی کہ مشکل حل نہ ہو جائے
پھر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد
سحر ہوتی ہے بعد از جلوۂ شام ہر اک آغاز کو آخر ہے انجام
جو گذری شہ کی بارے حد سے سختی ہوا کچھ جلوۂ فرخندہ بختی
بنشست اک کہ تھے مخدوم نکوذات فہیم و صاحب کشف و کرامات
جبین سے جلوہ گر شانِ کرامت گلِ نخلِ گلستانِ کرامت
قدم پر انکے اک دن گر پڑا شاہ سنائی داستان دردجانکاہ
کہا گو درجۂ شاہی بہم ہے حکومت مہ سے تا ماہی بہم ہے
ترقی پر ہے ہر دم کوکب بخت مگر ہے رائگان سب بے وارث تخت
مرا کیسہ ہے نقد زر سے خالی صدف ہے جلوۂ گوہر سے خالی
ثمر نخل تمنا مین نہ آیا گلستان جہان سے پھل نپایا

مگر ہان آپ کی گر رہبری ہو — مری سوکھی ہوئی کھیتی ہری ہو
کہا صحرا سے سنگی رکھ جو آئین — جمال شاہد مقصد دکھائین
حصول مدعائے دل ہو آسان — باسانی یہ سب مشکل ہو آسان
پھرا سلطان غرض دولتسرا کو — دیا مجلس مین حکم اک اپسرا کو
ادا سے ناز سے طرز سخن سے — بلا لائے وہ سنگی رکھ کو بن سے
گئی بن مین وہ محبوب زمانہ — زبان پر تکلم پر ترانہ +
وہ رخ جسپر عروس گل ہو مفتون — گلستان صورت بلبل ہو مفتون
روش پر مبتلا کبک دری تھی — شرارت جسم نازک مین بھری تھی
لباس پر تکلف تن مین پہنے — تن گلرنگ مین پھولونکے گہنے
بہار آسا رخ گلگون پہ آنچل — کمر مین بار گیسو سے پڑے بل
غرض گت ناچتی آئی جو بن مین — بہار آئی ہرا اک نخل کہن مین
برنگ سایہ رکھ زیر شجر تھے — نہان مردم سے مانند نظر تھے
سراسر سایۂ گیسو تھا سر پر — پڑا اٹھا پردہ مژگان نظر پر
گئی بن مین جو وہ غارتگر ہوش — تو وحشی ہو گئے از خود فراموش
بہار حسن سے کملا گئے پھول — غزالے جو کڑی بھرنا گئے بھول
پڑی گوش مہامن مین جو آواز — تو دل نے سوز الفت سے کیا ساز
دیے گیسو کی صورت دل کو جھٹکے — دکھایا اُسنے رخ آنچل پلٹ کے
جو دیکھا ہاتھ سے جاتا رہا دل + — ہوئے تیغ ادا سے اسکی بسمل
یہ بھولے دل سے درویشی کا لٹکا — تصور بندھ گیا ناگن سی لٹکا

بصد نرمی کہا اے نازک اندام
خوشی سے کر مرے پہلو مین آرام

نگاہ مہربانی اس طرف کر
مرا گھر غیرت سو برج شرف کر

کہا اُسنے ادب سے اے مہاراج
جہان ہے آپکے درشن کا محتاج

شہ دسرت ادھ مین چشم تر ہے
ہمیشہ خواہش تخت جگر ہے

کرین آپ انکی گر حاجت براری
بچشم و سر کر دن خدمتگزاری

اسیر حلقۂ گیسو جو تھا دل
ہوئے رکھ محفلِ سلطان مین داخل

ادب سے اُٹھ کے دسرتھ نے بٹھالا
پہنایا خوشنما پھولون کا مالا

بچشم وسر جو کی مہمان نوازی
تو کی رکھ نے نگاہ سرفرازی

طلب فرما کے سب جگ کا سرانجام
ہوئے شاغل وہ مخدوم انکو نام

دیے آہت جو سنگی رکھ نے بے ریو
مجسم ہوکے خود نکلے اگن دیوتا

براہِ مہربانی شہ کو دی کھیر
کہا اے سرورِ فرخندہ تقدیر

جو بانو رونق آرائے محل ہون
کھلاؤ انکو کہ آثار حمل ہون

جو زوج اوّل وثانی تھی ممتاز
جلیس واہل توقیر و سرافراز

لہذا شہ نے اپنے گھر مین جاکر
دیے دونون کو دو حصے برابر

جو تھین دونون وہ مخدوم انکو ذات
بہم تھا رشتۂ لطف وعنایات

سومترا کو بھی آئین شرف سے
عطا کی نصف نصف اپنی طرف سے

ستارہ واوج پر تھا مثل خورشید
ہوئین امید سے وہ نخل امید

جو عالم مین چلی باد بہاری
ہوا بادِ صبا کا حکم جاری

پھلے پھولے نہالان چمن سب
شگفتہ ہوگئے سرو وسمن سب

بنی ہر چشم نرگس ساغر نور
ہوئی غنچون کے دل سے بیکلی دور

لیا چیت روز رام نومی کو
وہ روز دل فروز رام نومی

وہ تاریخ مبارک حسب دلخواہ
ہوا لے دلکش و لطف شب ماہ

مجسم ہو کے روح نامجسم
تن خاکی مین آئے صورت دم

کہ یعنی بطن کوشلیا سے اکبار
ہوئی خود جلوہ گر ذات نرنکار

جبین سے جلوہ اعجاز پیدا
تبسم سے نیا انداز پیدا

خطا پوش جہان بخشندہ غیب
جلا بخش رموز پردۂ غیب

نمایان قدرت کامل جبین سے
شجاعت جلوہ گر ابرو کی چین سے

وہ نور دل فروز و عالم آرا
ہوا دسرت کی عین آنکھون کا تارا

نہ آتا تھا کبھی وہم و گمان مین
ہوا وہ جلوہ گر باغ جہان مین

پھلا اہل جہان کا نخل امید
خوشی سے دیوتا پڑھنے لگے وید

زمین پر جب یہ دیکھا جشن معقول
فلک سے اندر برسانے لگے پھول

کیے گلشن کے گل لانے کے صدقے
فلک ہوتا تھا چکر کھا کے صدقے

سرافرازی کی گردون کو ہوئی چاہ
کیا سر پر نچھاور سکۂ ماہ

ہوا یہ مژدہ شادی جو ظاہر
شہنشہ ہو گیا جامے سے باہر

یکایک شہ کو پھر مژدہ ملا اور
کہ باغ کیکئی مین گل کھلا اور

عیان چہرہ سے اعجاز حقیقی
سراسر واقف راز حقیقی

جو پھولا گلشن بانوے ثانی
ہوئی شہ کو دوبالا شادمانی

خبر آئی سہ بارہ انجمن مین
کھلے دو گل سومترا کے چمن مین

نمایاں چہرۂ انور سے اقبال
اندھیرے گھر میں دیکھا جلوۂ شمع
یہ چاروں عنصر جسم پدر تھے
بلا کر جملہ محتاج زمانہ
یہ کی دریادلی سے درفشانی
دیے اہل تمنا کو بے قوت
بر آئی احتیاج و دل جو سب کی
جما گانیکا ایسا جا بجا رنگ
چھٹی کے دن وہ دعوت کی مچی دھوم
دیے شکر براہ مہربانی
وہ کی خوش ہو کے تقسیم لاگی
یہی غل تھا زمین سے آسمان تک
چھٹی کے بعد سب صحبت چھٹی وہ
ملے ہر ایک کو حسب لیاقت
عزیز و اقربا خویش و بیگانہ
بشست نکتہ دان محفل مین آئے
قدم پر گر پڑا سلطان والا
کہا سب نے مبارک اے جوان بخت
ہوے تم بھی پرستش کے سزاوار

جوان دولت جوان بخت و جوان سال
حواسِ خمسہ پر سلطان ہوے جمع
بہم روح و دل و جان و جگر تھے
لٹایا شہ نے اسباب و خزانہ
کہ نیسان ہو گیا خجلت سے پانی
زمرد سبزۂ الماس یاقوت
ہوئی آراستہ محفل طرب کی
کہ زہرہ پردۂ گردوں پہ تھی دنگ
پھڑک اٹھے جوان و پیر و معصوم
غریبوں کو لباسِ پرنیانی
سراسر کیسۂ دریا تھا خالی
مبارک ہو مبارک ہو مبارک
برنگ مجمع انجم گھٹی وہ ٹھ
خطاب و منصب و جاگیر و خلعت
پس از رخصت ہوئے گھر کو روانہ
وہ خورشید طرب منزل مین آئے
سرِ تخت زمرد پر بٹھا لائے
کہ پایا تم نے ایسا وارث تخت
تمہارے گھر مین ہے نور نرنکار

ہوا جو بطن کوشلیا سے پیدا — اُسی سے نورِ قدرت ہے ہویدا
کہین گلشن کہین صحرا کہین خس — ہر اک جا ہے یہی ذاتِ مقدس
کروڑون نام ہین کیا نام کہیے — یہی بہتر جنابِ رام کہیے
رکھو فرزند ثانی کا بھرت نام — یہ ہے عقل و ہنر مین شہرۂ عام
سومترا کے جو دو نورِ نظر ہین — سخندان و فہیم و نکتہ در ہین
ز بس ہین سربلند و اہل اکرام — رکھو اُنکا لچھمن اور سترہن نام
غرض یان پرورش پاتے تھے چارون — دکھاتے تھے کراماتین ہزارون
ترقی پہ تھا ہر دم جوشِ مادر — عجب تھی رونقِ آغوشِ مادر
وہ ہنسنا کھیلنا رونا مچلنا — جھجکنا چونکنا اُٹھنا سنبھلنا
میانِ دامنِ مادر لیے وہ — بڑھا دل مان کا جب گھٹنون چلے وہ
ہوئے جب سیکھنے پڑھنے کے لائق — ہوئے منت کش اُستاد فائق
رکھین کیا دید پڑھنے کی وہ امید — کہ تھے وید اُنسے لرزان صورتِ بید
بنایا جسنے کل علم و حلم سب ہو — وہ کب محتاجِ تعلیمِ ادب ہو
ولیکن حسبِ آئینِ بشر سب — کیے حاصل تو آئین ہنر سب

آنا بسوامتر کا راجہ دسرتھ کے پاس اور لیجانا رامچندر اور لچھمن جی کو واسطے قتل کرنے ماریچ سوباہو اور تاڑکا کے

جنابِ رام ادھر بھی سایۂ فیض — بہم ہو سربسر سرمایۂ فیض
کہین پر ایک دشت خوشنما تھا — وسیع و دلپسند و دلکشا تھا

بہار لالۂ خودرو عجب تھی
نگاہ نرگس شہلا غضب تھی

بھرا کلیوں سے سارا دامن دشت
بہار جانفزا تھی محو گلگشت

بچھا صحرا میں فرش سبزۂ تر
رواں ہر سو نسیم روح پرور

ہر اک جانب ہجوم دام و دد تھے
پلنگ و آہو و گرگ و اسد تھے

وہاں رہتے تھے بسوامتر نامی
مفخر اہل توقیر و گرامی

جبیں سے شعلۂ انوار پیدا
سخن سے قدرت کامل ہویدا

ہوائے دنیوی سے پاک تھے وہ
تجلی بخش فرش خاک تھے وہ

انھیں راچھس ستاتے تھے ہمیشہ
کہ تھا جنکا دل آزاری کا پیشہ

سباہو تاڑکا ماریچ آکر
ستاتے عالم غفلت میں پاکر

جو رکھ ساماں جگ کرتے فراہم
وہ سب برباد کرتے ہو کے باہم

اگر کچھ پھول پھل چن چن کے لاتے
برنگ بو وہ صحرا سے اڑاتے

دل زکھ اُن سے پامالِ ستم تھا
اسیر حلقۂ درد و الم تھا

کسی دن چشم باطن سے کیا غور
تو سمجھے عشرت تازہ کا ہے دور

پئے سرکوبی خیل جفا کار
ہوا ہے خانۂ دسرت میں اوتار

خیال آیا کہ میں چل کر قدم لوں
پناہ دامن دولت میں دم لوں

برائے رفع شر صحرا میں لاؤں
گھر اپنا غیرت گلشن بناؤں

زبس تھا شوق دیدار سریرام
ہوئے رکھ دیدۂ سر سے سبک گام

کمال شوق سے آئے ادھر میں
قدم خود رنجہ فرمائے ادھر میں

اٹھے شاہنشہ دسرت ادب سے
قدم پر گر پڑے فرط طرب سے

خوشی سے رسم مہمانی ادا کر — بٹھالا اُن کو سنگاسن پہ لا کر
قدم گوشہ نے آب تر سے دھویا — غبار آئینۂ خاطر سے کھویا
کہا کیا اوج پر آیا ستارا — جو دیکھا مین نے روئے عالم آرا
یہ عاجز لائق اس دولت کے کب ہے — تمھاری چشم رحمت کا سبب ہے
کرو رازِ نہان سب مجھ سے ظاہر — نہون گا حلقۂ طاعت سے باہر
یہ کی تب رکھ نے تقریر گہر بار — دیتون سے مین ہون پابند آزار
زبس ہی عالم بے اختیاری — نہین کچھ صورت مطلب برآری
جناب رام و لچھمن گر چلین ساتھ — درِ مقصد بآسانی لگے ہاتھ
مری خاطر جو منظور نظر ہو — اودھ سے انکو ارشاد سفر ہو
انھین مارین جو چلکر لچھمن و رام — کرون مین گوشۂ صحرا مین آرام
سنی جب یہ شہ دسرتھ نے تقریر — ہوا سکتے کا عالم شکل تصویر
گذارش کی کہ اے اہل کرامات — بعید از عقل و دانائی کہی بات
زر و لعل و گہر مانگو تو بخشون — متاع جان اگر مانگو تو بخشون
بہارِ زندگانی ہو جو درکار — ابھی ہون سلطنت سے دست بردار
براہ بندگی سر تک جھکا دون — جو شے امکان سے باہر ہو وہ کیا دون
مجھے ہین رام و لچھمن جی سے پیارے — کہ ہین دونون مری آنکھون کے تارے
اودھ آباد ہے ان کے قدم سے — جدا کب جسم رہ سکتا ہی دم سے
نہین فرقت مجھے دم بھر گوارا — یہی ہے زندگانی کا سہارا
سوا اسکے ابھی چھوٹے سے سن ہین — ہنسی کے کھیل کے کھانیکے دن ہین

سنے جب یہ کلام فرحت اندوز
کہا ہنسکر کہ اے شاہِ زمانہ
نہ رکھ دل مین خیال خام طفلی
یہ تنبیہ انبوہِ ستمگار
مجسم ہو گئے خود جسمِ بشر مین
سمجھ کم سن نہ انکو اے نکو ذات
جو سمجھایا بشسٹ نامور نے
قدم چھو کر جناب لچھمن و رام
ہوئے رونق فزا آکر جو بن مین
یہ بسوامتر سے بولے سر پرام
جو رکھ کا غنچۂ خاطر گیا پھول
کمان و تیر لیکر دونون بھائی
سنا یہ تاڑکا نے جب کہ احوال
زبس تھی دیونی پر کالۂ شر
مچایا شور وشر ہو کر غضبناک
وہ تارا رام نے تیر سبک پر
سو بادِ فتنہ گر پہونچا جفا کیش
بنایا تودۂ خاک اسکو پل مین
خبر یا تیچ راچھس نے جو پائی

بشسٹ آکر ہوئے وان رونق افروز
اُٹھین کر جانب صحرا روانہ
نہ کر اندیشۂ ایام طفلی
ہوا ہے پردۂ عالم مین اوتار
ہوے ہین نہ آشکارا تیرے گھر مین
کہ ہین یہ صاحب کشف و کرامات
اجازت دی شہ عالی گہر نے
ہوئے تیر و کمان لیکر سبک گام
بہارِ جاودان آئی چمن مین
خوشی سے سمجھے جگ کا سر انجام
ہوئے محوِ پرستش حسب معمول
رہے حاضر بپاس آشنائی
غضب سے صورتِ آتش ہوئی لال
دکھایا جلوۂ آثار محشر
اُڑائی دشت مین چارونطرف خاک
گرا دھڑ سے تنِ بیجان زمین پر
کیا زیر و زبر جس دم ہوا پیش
سُلایا یعنی آغوشِ اجل مین
تو پہونچا صورتِ تیرِ ہوائی

جناب رام نے ناوک وہ مارا
ہوا صحرا جفا کارون سے خالی
ہوئے از بسکہ بیو امتر دل شاد
رکھا پھر اپنے گھر با صد لطافت

لب قلزم مگر اجا کر صف آرا
وہ گلشن ہو گیا خارون سے خالی
دعائین دے کے بولے آفرین باد
سکھائے جملہ آئین خلافت

استدعا کرنا لچھمن جی کا بشن جی سے خلوت مین واسطے ملاحظہ کیفیت جنگ کے اور بددعا دینا سنکادک کا جے بجے کو اور پیدا ہونا راون اور کمھ کرن کا اور قبضہ کرنا اُن کا لنکا مین اور محصول لینا رکھون سے اور خُم آلودہ خون اور گوشت سپرد کرنا مندودری کو اور نوش کرنا اُسکا اور آثار حمل نمود ہونا اور پھر اسقاط کرنا اور دفن کرنا خم کو شہر جنک پور مین

رہے یاد جمال رام و لچھمن
بدو اے خامۂ فرخندہ بنیاد
قریب اختتام نظم ہر چند
مگر کچھ مختصر یان بھی رقم ہو
جناب بشن بہر لطف و اخلاص
ادب سے کر کے مالش دست و پا کی

یسے دل مین خیال رام لچھمن
رقم کرکچھ شہ راون کی روداد
مشرح ماجرا ہو گا قلمبند
وصال بیتا بد مطلب بہم ہو
کسی دن تھے میان خلوت خاص
جناب لچھمن جی نے دعا کی

بہت شکلین نظر آئین بہت رنگ / مگر دیکھا نہ لطفِ عرصۂ جنگ
کسی سے آپ کو لڑتے نہ دیکھا / سوئے میدان قدم پڑتے نہ دیکھا
کہا ہنسکر اگر ہم ہون صف آرا / تو کانپ اُٹھے دلِ نازک تمھارا
صف آرائی مین نقصان و زیان ہے / تمھین خود تابِ نظارہ کہان ہی
کہا یون لچھمن جی نے دوبارہ / کہ ہے از بس مجھے ذوقِ نظارہ
ہر اک دم کثرتِ جوشِ ہوس ہے / نزاکت کا نہین کچھ پیش و پس ہی
کہا ہوگا جو منظورِ نظر ہے / مگر وقت و محل پر منحصر ہے
سنو اب آگے رودادِ جز و کل / کہ کیا کیا نخلِ قدرت سے کھلے گل
کوئی دو کس تھے اہلِ عز و اکرام / سراپاے سعادت جے بجے نام
گلِ شادابِ نخلِ ارجمندی / سراسر مایۂ ہمت بلندی
معزز سربلند و اہلِ اخلاص / نگہبانِ درِ خلوت گہِ خاص
کسی دن آ گئے سنکادک وہان پر / تو اُلجھے مثلِ گیسو حاجبِ در
کہا خلوت مین جانے کا نہین کام / جنابِ بشن جی ہین محوِ آرام
غرض روکا جو بہرِ دخل یابی / ہوا تب اُنکو جوشِ اضطرابی
کہا تم شاہدِ نخوت پہ غش ہو / جہان مین جا کے شکلِ راچھش ہو
کروگے بشن جی سے تمسر جو آغاز / تو ہو گے تین جنمون مین سرافراز
ہوئے راچھش جہان مین دونون مغرور / وہ ہرناچھ اور ہرن کشپ تھے مشہور
ترنگ آئی یہ ہرناچھ لعین کو / لپیٹا زلف سان فرشِ زمین کو
دبا کر بھر بغل مین پھر بوریا دار / تری مین سو رہا جا کر ستمگار

وہین باراہ کی صورت بناکر
عدو کو قتل فرماکر تہ عرش
ہرن کشیپ تھا مغرور بد انجام
ہوئے پہلاد پیدا اسکے گھر مین
سدا ورد زبان تھا قصۂ رام
ہوا غصہ دیت بد گہر کو
ہوا تب جلوۂ نرسنگھ اوتار
ہوئے بعد اسکے رادن کمبھ کرن وہ
کیا خلقت پہ جب ظلم آشکارا
سہ بارہ پھر ہوئے پیدا بد اقبال
ہوئی جب کرشن کی رکمن سے شادی
عداوت کے سبب اندوہگین تھے
اٹھائے جب فریب و مکر سے سر
جنم تینون جہان مین ہو چکے جب
انھین خدمات ماضی پر گئے وہ
سحر چمکی صعوبت کی کٹی رات
سنبھل اے توسن کلک سبک پر
رقم اب داستان جے بجے کر
ہوئے دوراجہس پیدا جہان مین

لڑے خود بشن جی پانی مین جاکر
زمین کو پھر بچھایا صورت فرش
سراسر دشمن نام سری رام
ثمر آیا نہال بے ثمر مین
یہی تھا دل مین نقش کالحجر نام
ستون سنگ سے باندھا پسر کو
کیا شق سینہ و جسم ستمگار
قوی ہیکل جسیم و کوہ تن وہ
جناب رام نے دونون کو مارا
باسم ونت بکر اور شاہ سسپال
نہیں تھا انکو خار نامرادی
وہ دونون صف شکن چین بر جبین تھی
تراشے کرشن جی نے چکر سے سر
پھلا پھولا ہر اک کا نخل مطلب
چھٹے اندام خاکی تر گئے وہ
وہی درجے وہی رتبے وہی بات
کہان سے اڑ کے آپہونچا کہان پر
مقدم منزل مقصد کو طے کر
پڑا الزرہ زمین و آسمان مین

نظر سے جنکے شور و شر ہویدا / جبین سے جلوۂ محشر ہویدا
ہمیشہ دل نشین تھی نیت بد / قوی ہیکل قوی بازو قوی قد
ہوا اک اہل شر کا کمبھ کرن نام / وہ راون دوسرا تھا شہرۂ عام
بدن مین بیش بازو اور دس سر / کمال زور یکتائی بیشتر
برادر تیسرا اک اُن کا تھا اور / بھبھیکن نکتہ سنج نا خبر جور
ہوئے تینون یہ مشغول عبادت / دکھائے جوہر تیغ سعادت
بہ تیج و بشن و تارا و اندر و سنکاد / ہوئے وان جلوہ افگن با دل شاد
کہا راون سے اظہار ہوس کر / بیان مدعائے بیش و بیس کر
کہا حاصل ہو مجکو تخت شاہی / بہم ہو رتبۂ عالم پناہی
جو پوچھا دوسرے بے خانمان سے / تو مانگا خواب شش ماہی زبان سے
بھبھیکن تھا زبس اہل سعادت / ہوا وہ طالب شغل عبادت
دعائے سرکشان صاحب جوش / اجابت سے ہوئی فوراً ہم آغوش
جو مطلب کمبھ کرن نے پاکے کھویا / تو سبزہ کی روش غفلت سے سویا
ہوا راون جہان مین صاحب تخت / رہا ہر دم فروغ نیر بخت
فلک لرزان تھا اُس سے صورت بید / گھٹا تھا جلوۂ مہتاب و خورشید
جواہر بحر قلزم نے دیے نذر / جناب اندر نے تحفے کیے نذر
دہائی اُسکی بالائے فلک تھی / حکومت ماہ سے ماہی تلک تھی
ہمیشہ آب و باد و آتش و خاک / مطیع حکم سلطانی تھے بیباک
میان قلزم اک سونے کا گھر تھا / یہ اسم شہر لنکا مشتہر تھا

بیان کیا ہون صفات قلعۂ زر
حواس خمسۂ انسان ہون ششدر

بلندی مین سوا شان فلک سے
فزون درجہ مین ایوان فلک سے

کھلے روزن برنگ چشم عشاق
قریب جفت ابروے صنم طاق

لبالب حوض مثل دیدۂ تر
بھرے چشمے برنگ چشم ساغر

نہ کیون بالا نشین ہو شان لنکا
فلک تھا کرسی ایوان لنکا

شعاع قصر سے ہوتی نہ تھی رات
عجب تھا نقشۂ سحر و طلسمات

معنبر کوچۂ و بازار سارے
مکان تھے کوچۂ عطار سارے

نہ تھا نام خزان دفتر مین جاری
سدا تھا موسم باد بہاری

نہالان کہن مین پھل مہیا
وہ خوشے غیرت عقد ثریا

شگفتہ گل جو گلشن مین اگر ہو
سزاوار سزا باد سحر ہو

بسا راون وہان با صد لطافت
قرار اسکو دیا دار الخلافت

طبیعت کو ہوا جوش ہوس اور
کہ ہو حاصل متاع دسترس اور

زبس تھا شوق امداد سداشیو
بدل لی اسنے پھر یاد سداشیو

رہا بشکل صدف دریا کے اندر
نہان آتش مین تھا مثل سمندر

سداشیو پاس خاطر سے گئے پاس
کہا کیون ہے غریق بحر وسواس

دعا مانگی کہ ہو اقبال یاور
رہون اہل جہان پر حملہ آور

کرون باشندگان عرش کو زیر
پرندون پر درندون پر رہون شیر

سداشیو نے نہایت ہوکے خورسند
پذیرا کی دعاے آرزومند

یہ گل پھولے قبول آرزو سے
دماغ دل بسا نخوت کی بو سے

براہ شور بختی شر مچایا
زمین و چرخ کو سر پر اُٹھایا

سری نارد وزیس انجام بین تھے
میانِ عاقلان بالا نشین تھے

سوے لنکا گئے اک دن قضا را
اُٹھا تعظیم کو شاہِ صف آرا

کہا نارد نے اے شاہ جوان بخت
ملا کیا انتقامِ طاعتِ سخت

یہ سُنکر پردہ مضمون کیا فاش
ہوا گرم سخن یون ہو کے بشاش

دعائے شنبھ سے وہ حاصل ہوا زور
مچا ہے جسکا قلزم کی طرح شور

ملا دون خاک مین ارض و سما کو
بلا دون تختۂ تحت الثرا کو

ہلال آسا قمر دہشت سے گھٹ جاے
زمین تھرا اُٹھے گردون سمٹ جاے

کہا نارد نے اے شاہ وفا جو
نہین کچھ اعتبارِ قول شمبھو

جو ہوتا ہے کسی دن نشۂ بنگ
تو کہتے ہین خلافِ عقل فرہنگ

پے عبرت نمائش چاہیے ہے
مقدم آزمائش چاہیے ہے

اُٹھا تو تختۂ کیلاش جا کر
رکھو خود کشورِ لنکا مین لا کر

سخن کا بھی بخوبی امتحان ہو
قدم سے انکے نور افشان مکان ہو

یہ گھر دولت سے مالا مال ہو جائے
عروجِ نیر اقبال ہو جائے

عدو نے جا کے تب پربت اُٹھایا
کہ سنگاسن تلک جنبش مین آیا

سدا شیو چونک اُٹھے بس چھٹ گیا دھیان
سبب گوری سے پوچھا ہو کے حیران

کہا راون سوا کس کو ہے یارا
وہی ہے خادمِ دیرین تمھارا

اُٹھا کر آپ کو گردون پہ یکبار
لیے جاتا ہے لنکا کو ستمگار

سدا شیو چپ رہے غصہ مین آ کر
جمے آسن پہ پھر زانو دبا کر

تہ کوہِ گران بارِ گران سے
ہوا مثلِ حنا بے دسترس وہ
کیے وہ نالہ و فریاد و زاری
سدا شیو شنکے غل چونکے قضارا
غرورِ زور ہے تجکو نہایت
دلیرون سے نہین ہوتا اگر زیر
پھرا یا گر رہائی وہ نگون بخت
اُٹھایا پھر براہِ سرکشی سر
ہزارون دخترِ شاہانِ نامی
نکالا جنکے منھ سے حرفِ انکار
خراج اُسنے لیا. برج سما تک
دیوتون سے کہا لو جا کا محصول
فقیرانِ ریاضت کش سے لو باج
غرض پہونچے وہ اُس بن مین قضارا
سنایا سرکشون نے حکمِ شاہی
تنگ آئے وہ تقریرِ زبون سے
رکھا بہرِ حفاظت منھ پہ سرپوش
سبو دیگر یہ راون سے کہو بات
سبو کا گر کبھی کھلجائے گا سر

دبے ہاتھ اُسکے نیرنگِ جہان سے
رہا محوِ فغان بارہ برس وہ
کہ دریا ہوگیا اشکون سے جاری
کہا راون سے اے شاہِ صف آرا
کہ بھولا شیوۂ لطف و عنایت
کرینگے خرس و میمون و بشر زیر
ہوا لنکا مین پھر رونقِ دہ تخت
وہی باتین وہی گھاتین وہی شر
گرفتار اُس نے کین بہرِ غلامی
ہوا دمِ صعوبت مین گرفتار
زمین سے تختۂ تحت الثرا تک
رکھون سے دامنِ صحرا کا محصول
ندین حاصل تو کردو تاخت و تاراج
جہان پر سبت رکھ تھے جلوہ آرا
دکھایا سب طریق کینہ خواہی
سبو اک پُر کیا قطرات خون سے
یہ فرمایا براہِ دانش و ہوش
یہ ہے سرمایۂ سحر و طلسمات
تو ہوگا جلوہ گہ آثارِ محشر

بپا ہوگا فسادِ عام اس سے
مٹے گا راجھسون کا نام اس سے

کہا جب قاصدون نے جا کے احوال
ہوا محو الم شاہِ بد اقبال

امانت کی سپرد زرجۂ خاص
کہ تھی وہ عقلمند داہل اخلاص

زن مندودری نے اسکو یک چند
میانِ گوشۂ ایوان رکھا بند

مگر ڈر تھا کہ شاید گم نہو جائے
کہ افشا مدعائے خم نہو جائے

رئیس مندودری تھی مایۂ ہوش
وہ خم کو توڑ کر بس کر گئی نوش

یہ پھل پایا گلستانِ اجل سے
نہالِ قد پھلا بارِ حمل سے

شگوفہ ظرف تر لیکن کھلا اور
کہ رخ کو حسن زیبایش ملا اور

جلا زیور نے پائی نور تن سے
چمک تھی بڑھکے سورج کی کرن سے

شبستان مین شہ راون جو آیا
تو مطلق تاب نظارہ نہ لایا

ڈرا رعب تجمل کے سبب سے
رکا مانند دل فرط ادب سے

گیا گھبرا کے بستر سے کنارا
برائے ہمکناری دم نہ مارا

کہا مندودری سے خم کدھر ہے
یہ کیسا ماجرا پیش نظر ہے

مرا دل خود بخود گھبرا رہا ہے
سرِ شوریدہ چکر کھا رہا ہے

کہا اُسنے کہ اے سرمایۂ ہوش
اُسے مین احتیاطاً کر گئی نوش

ڈرا راون کہ اُس خم کا اثر ہے
ابھی سے نور قدرت جلوہ گر ہے

خیال آیا کہ شاید شر ہو پیدا
مبادا فتنۂ محشر ہو پیدا

ہوئی دہشت جو پیکان اجل کی
وہین تدبیر اسقاطِ حمل کی

امانت کو پس از فکر دمِ چند
نگاہِ خم مین نور آسا کیا بند

دیتون سے کہا تم کو کہین جلد / گرو صحرا مین پیوند زمین جلد
سبو کو لے گئے فوراً وہ سفاک / چھپایا شکل گنجینہ تہ خاک
کیا دفن اسکو لیجا کر بہت دور / کنارہ رقبۂ شہر جنک پور
یہان پر نکتہ پوشیدہ ہے اور ایک / سمجھتے ہین سخندان با دل نیک
کہ جب راون نے سیتا کو کیا گم / رکھا آنکھون مین مثلِ نورِ مردم
سراسر چشم ظاہر مین غضب تھا / و لیکن دلنشین پاسِ ادب تھا
بدی مطلق نہ تھی راون کے دل مین / جیسی صورت تھی چشم دل کی تل مین
بظاہر گو تپ غم سے کراہا / بباطن رشتۂ دختر بنایا
سبب یہ ہے کہ تم کو از رہ ہوش / زن راون نے اول کر لیا نوش
کیا اسقاطِ حمل جب بعض وکین سے / سیا پیدا ہوئین بطنِ زمین سے
زمین گو جسم ظاہر سے بری وہ / ہوئین پر دختر مندودری وہ

ظہور فرمانا سری جانکی جی کا شہر جنک پور مین وقت قلبۂ رانی راجہ جنک کے

رہے ہر دم مجھے یاد سری رام / نہ صبح دل پہ ہوتا تاریکیِ شام
جنک پور ایک تھا شہر طرب خیز / دل آرا دلکشا دلکش دل آویز
نظیر اسکا نہ تھا باغ جہان مین / بسا تھا کشورِ ہندوستان مین
عمارت صاف آئینہ کی صورت / مثالِ چشم باطن بے کدورت
چمن سرسبز و شاداب و مطرا / غبار و گرد کلفت سے مبرا

بھرا چشمون مین آب زندگانی ۔ تصدق جسبہ ہونیسان کا پانی
وہان شہ تھا سپہر عز و اکرام ۔ ثریا مرتبت شاہِ جنگ نام
یہ تھا بحر جہان مین عدل کا زور ۔ لب دریا یہ نالون کا تھا شور
سخاوت کا جما تھا اسقدر رنگ ۔ کف گل تھا نہ غنچہ کی روش تنگ
صدف کی آبرو بخشی گہر سے ۔ بھرے غنچون کے دامن نقد زر سے
کسی دن اتفاقاً بہر گلگشت ۔ ہوا رونق فزاے دامنِ دشت
جو دیکھا آپ نے چشمون کو خالی ۔ نظر آیا نشان خشک سالی
کہین پانی نہ جز آب گہر تھا ۔ جہان خشکی کے باعث چشم تر تھا
ہر اک محو فغان تھا مثل بلبل ۔ چمن مین سوکھ کر کانٹا ہوئے گل
بھرا سلطان مسکن پر ہراسان ۔ بلایا مجمع انجم شناسان
براہ انکساری کی گذارش ۔ نمایان ہو کوئی تدبیر بارش
کہا سلطان کرے گر گشتہ کاری ۔ چمن مین آئے پھر بادِ بہاری
جہان کو چین ہو خلقت ہو مسرور ۔ تردد وگشت خاطر سے رہے دور
خرد در تھا زیادہ ایک سے ایک ۔ تعین سے نے کی اک ساعت نیک
شہ دانا براہِ نکتہ دانی ۔ ہوا اسر گرم کار قلبہ رانی
سبو سا تھا جس جگہ جوتا وہین پر ۔ کہ سرسبزی تھی کچھ اس سرزمین پر
سبو شق ہو گیا جس دم چلا ہل ۔ جہان کا عقدۂ لاحل ہوا حل
کہ یعنی لچھمین جی کا وہ اوتار ۔ ہوا اس پردۂ خم سے نمودار
جبین سے جلوہ گر شان کرامت ۔ عیان نور شبستانِ کرامت

نزاکت تن سے اُنکے صاحب ناز ‌‌ ‌ سعادت آنکے قدمون سے سرافراز
[illegible] یہ کھلا بطنِ سبو سے ‌ ‌ ‌ بسا صحرا تنِ اقدس کی بو سے
جو دیکھا جلوۂ دیدار دختر ‌ ‌ ‌ بدل شُکر کیا اقرار دختر
اُٹھا کر گود مین اُس دلربا کو ‌ ‌ ‌ شہِ عالم پھرا دولت سرا کو
جو تھی جانِ پدر وہ نازک اندام ‌ ‌ ‌ رکھا سب نے جناب جانکی نام
بڑھین سیتا برنگ جوشِ مادر ‌ ‌ ‌ رہین رونق دہِ آغوشِ مادر
زبس سلطان دریا دل کو تھی چاہ ‌ ‌ ‌ ہوا باران رحمت حسب دلخواہ
رعیت چین سے پھولی پھلی تھی ‌ ‌ ‌ مٹی باغ جہان سے بیکلی تھی

قرار دینا راجہ جنک کا شادی جانکی جی کی اوپر ٹوٹنے دھنک کے اور تشریف لانا سری رام چندر اور لچھمن جی اور بسوامتر جی کا اور رامچندر کے خاکِ قدم سے مخلصی پانا اہلیہ زوجہ گوتم کا جسم سنگین سے

رہے یاد جناب رام مجھکو ‌ ‌ ‌ ملے سرمایۂ آرام مجھکو
جناب جانکی بالغ ہوئین جب ‌ ‌ ‌ پدر کو فکر شادی کی ہوئی تب
دھنک اک صورتِ کوہ گران تھا ‌ ‌ ‌ پڑا اگلے زمانے سے وہان تھا
اُسے دیکھے تو زردی رخ پہ چھائے ‌ ‌ ‌ ہلالِ آسمان گردن جھکائے

فلک کا آسکے آگے ہوش گم تھا
کرون تھوڑا عرض اسکا اگر طول
گیا شنکھہ یہ اقرار از رہ ہوش
ادائے قول تک یہ سرو آزاد
غرض چرچا قریب و دور پہونچا
شہنشاہان عالم ہوگے مسرور
جو پو پھوٹی برنگ مشک و عنبر
گروہ راچھسان فتنہ ایجاد
بنا کر دیوتا شکل بشر سب
خبر پہونچی یہ اس بن مین قضارا
یکایک قلزم دل مین ہوا جوش
سری لچھمن تھے وان اور رگھوی ناتھ
ہوئے فرش آسکے رستہ مین گل تر
چلے صحرا مین جب دو چار فرسنگ
بفیض جلوہ پاے درخشان
پڑی یعنی جو گرد اُسپر قدم کی
بنائے نور تھی وہ ماہ پارہ
نظر مین تھا طلسم جادوانہ
جناب رام نے جو اُنکو خوشی سے

مثال قول مردان لاتجم تھا
تو ہو جائے بیان مختصر طول
دھنک توڑے جو ہو سیتا سی ہمدوش
رہے بے بر بر تک نخل شمشاد
زمین سے عرش تک سا ند گو رپہونچا
چلے سب جانب شہر جنکپور
مقرر شنکھہ کی بزم سوئمبر
ہوا حاضر بشکل آدمی زاد
ہوئے بزم طرب مین جلوہ گر سب
جہان تھے رام و لچھمن جلوہ آرا
کہ دیکھین محفل شاہان ذیہوش
چلے خوش ہو کے بسوامتر کیساتھ
صبا صدقہ تھی انداز روش پر
تو دیکھا قد آدم پارہ سنگ
وہ پتھر بنگیا لعل بدخشان
زن زہرہ جبین پتھر سے نکلی
کہ جھپکے جوش پر چشم ستارہ
ہوئی صحرا سے شہر کو روانہ
سبب پوچھا یہ بسوامتر جی سے

بیان کرنا بسوامتر کا راجہ اندر کا چندرمان جی کی ساتھ تن سے اہلیہ کے گھر جانا اور بد دعا دینا گوتم کا راجہ اندر و چندرمان جی و اہلیہ و رانجنی کو اور پہونچنا رام چندر کا گنگا کے کنارے

کہا یہ کہ نبے جو تج کنیان ہین مشہور
اہلیہ و ریدہی کنتی و تارا
الکھین مین اک اہلیہ نام ہے یہ
زن گوتم یہ تھے اے مایۂ ہوش
سنو اسکا یہ ہے نادر فسانہ
سری اندر نے خلوت مین بصد سوز
سوا کون آجکل سب سے حسین ہے
کہا جو ہین حسین نازک اندام
تن نازک پہ ہوتی ہے گران دھوپ
پے نظارۂ لطف شب ماہ
عجب کیا چندرمان جی کو خبر ہو
مکر راندر نے پوچھا قمر سے
کہا ہان زوجہ گوتم ہے یکتا
رہی باقی غرض جب دو پہر رات

درِ دریاے وحدت چشمۂ نور
زنِ مندودری سے ہے آشکارا
عفیف و صاحب اکرام ہے یہ
پتیب رتا وفادار و وفا کوش
عجیب و حیرت افزاے زمانہ
سری سورج سے فرمایا کسی روز
زمین حسن پر بالا نشین ہے
نہین اُنکو مرے جلوہ سے کچھ کام
تفاوت ہی کہان سایہ کہان دھوپ
نکلتے ہین حسینان ہوا خواہ
کوئی زہرہ جبین پیش نظر ہو
کوئی شکل آجتک گذری نظر سے
میان پردۂ عالم ہے یکتا
گئے گھر بردہ دریاے کرامات

جناب چندرمان جی نے کیا ساز
گمان صبح سے رکھ اُٹھ کے بارے
نبے بہت سر بشکل گوتم پاک
اہلیہ کھا گئی شوہر کا دھوکا
اُدھر گنگا نے گوتم کو خبر دی
پھر گوتم اُسی دم بے تامل
دعا سر بہت کو دی ہو کر غضبناک
مخاطب چندرمان جی کی طرف ہو
جو تھی دخت اہلیہ اجنی نام ہے
کہا اُس کے غریق بحر غم ہو
تب غم سے جو دق سینہ مین تھا دل
پڑے جس دم کف پائے سریرام
پڑی ہو کر یہ پتھر بر سر خاک
بس اب فیض قدم سے تر گئی یہ
سُنا جب یہ اہلیہ کا فسانہ
رواں رستہ مین دیکھا چشمۂ گنگ
ہوئے گرم سخن رگھ سے سریرام
کہا یہ مایۂ نور گران ہین ہے
انھین سے ہے حصول عز و اکرام

بشکل مرغ دی صحرا مین آواز
پئے غسل سری گنگا سدھارے
دردن خانہ آئے جیست و چالاک
لہذا آبہ در سے نہ روکا ہے
خبر اے بے خبر اپنے گھر کی
ہوا ثابت کہ در پردہ کھلا گل
سراپا چشم بنجائے تن پاک
کہا حاصل تمھین داغ کلف ہو
عفیف دیا کہ اس اہل اکرام
جہان مین نقد بدنامی بہم ہو
اہلیہ سے یہ فرمایا کہ ہو سل
کرے تو گلشن مسر بہ مین آرام
زبس تھا انتظار جلوۂ پاک
سفر باغ جہان سے کر گئی یہ
ہوئے پھر صورت صرصر روانہ
جو تھا سرمایۂ بخشش بھر رنگ
کہ کیا اس چشمۂ خوبی کا ہے نام
سری گنگا یہ مشہور جہان ہین
انھین کا ہی سری بھاگیرتھی نام

تصور مین اگر درشن ہو یکبار — بشر ہو باغ سُرپر کا سزاوار
مرادین ملتی ہین درشن کے پھل سے — پر مرغِ اجل جلتا ہے جل سے

خبر پیدائش سری گنگا یعنی دیوتون کا سُرلوک مین جمع ہونا اور جل ہوکر بہہ جانا بوجہ خوش الحانی مہادیوجی کے اور جل کا برہمج نام ہونا

جو تھی سُرپُر مین اکدن محفل عام — شریکِ بزم تھے سب اہل اکرام
جناب اندر تھے جم تھے برن تھے — رکھیشر اپشر گندھرب من تھے
برنچ و شب جنابِ لچھمین ناتھ — شریکِ بزم عشرت تھے سب اک ساتھ
سدا شیو جی ہوئے محو ترنم — حواس خمسۂ محفل ہوئے گم
در و دیوار تھے سکتہ مین خاموش — ہجوم عام تھا از خود فراموش
یہ آوازِ ترنم کا بندھا تار — ہوئے حضار محفل نقش دیوار
عجب ہے نغمۂ شیرین عجب دھن — کہ سن سُنکر تماشائی ہوئے سُن
سُنی جس دم صدائے پردۂ ساز — تو اڑنے سے پرندے رہ گئے باز
شجر سب جھومتے تھے صورت مست — خمار جام غفلت تھا سر دست
بہے جل ہوکے سب حضار محفل — وہ دریا ہوگیا اور یار محفل
سدا شیو جی نے قدرت سے دوبارا — کیا سب کو بدستور آشکارا

بر تیخ نکتہ بین نے از رہِ ہوش	کیا آب روان یکجا بصد جوش
کمنڈل مین کیا سب آب ترہند	کیا چشمے کو نور آسنا نظر بند
لہذا جل کا برہمدج ہوا نام	جہان مین قدرتین ہین شہرۂ عام

چمرتر دوسرا یعنی قدم بڑھانا بشن کا راجہ بل کے جگ مین اور دھولینا برمہا کا قدم کو اُسی جل مین اور بشن پدی نام ہونا سری گنگا کا

کہا رکھ نے براہ غور سُنیے	سری گنگا کا ذکر اک اور سُنیے
سخی اک تھا بنامِ راجۂ بل	کرم بخش جہان سردار افضل
ریاضت سے بنا کشور کشادہ	ہوا فرمان دہِ تخت الشزادہ
کیا جگ راجۂ بل نے جو یکبار	رکھا خود بشن نے باون کا اوتار
بہ شکل برہمن فرطِ ادب سے	گذارش کی شہ عالی نسب سے
بے مسکن جگہ بخشو قدم مین	جگہ دو مجکو دامان کرم مین
وہ دریا دل جو تھا ابر گہر بار	بچشم و سر ہوا بخشش بہ تیار
بہ دانائی وہان کی سکر نے صرف	ہوئے حائل میانِ رخنۂ ظرف
بے تشنکلب یان پانی کی تھی جاہ	میان ظرف اُدھر مسدود تھی راہ
بہ خس ڈالی کر بل نے کیا زور	ہوئی چشم جناب سکر جی کور
غرض جل لیکے چُلّو مین بہر طور	زمین تشنکلب کی ساطان ذی الفور

سری بادن نے تب بالا کیا قد برون از حیطۂ اندازہ و حد
قدم اک بر سر فرش زمین تھا دوم زینت دہِ عرش برین تھا
زمین و عرش بحر و بر سراپا ہوئے ڈھائی قدم کامل جو ناپا
ہوا سلطان یم حیرت مین غرقاب گذارش کی جھکا کر پشت آداب
ہے باقی کرو پیمایش پشت نہ اُٹھے تاکہ فیاضون مین انگشت
کہا بادن نے تب خوش ہو کے ناگاہ مراد دل طلب کر حسب دلخواہ
گذارش بل نے کی اے بندہ پرور رہو در پر مثال حاجب در
جناب بشن تھے پابند اقرار رہے دربان کیصورت در پہ ناچار
غرض پہونچا قدم سُرلوک مین جب ہوا حیران ہجوم دیوتا سب
سری برہما نے جب دیکھے یہ اوصاف اُٹھی جل مین قدم کو دھولیا صاف
اسی سے بشن ناراین پدی ہین یہی سُرسُر یہی گنگا ندی ہین

جلنا ستی جی کا وجہ بیجا ہتک کے مکان مین اور اوتار رکھکر جلوہ گر ہونا مہادیو جی کی جٹا مین

جر تراب تیسرا خوش ہو کے سُنیے شگوفے گلشن مضمون سے چُنیے
ستی جی اگن مین جب ہو گئین بھسم ادا بھی ہو چکا سب جگیہ کا رسم
ستی کے ہجر مین شیوجی کو غم تھا دلِ اقدس ہم آغوشِ الم تھا
جگر مین تھا ہجوم بیقراری زبان پر نالہ و فریاد و زاری

ستی کے استخوان سب رکھ کے سر پر
بہت مدت تلک ہر سو پھرے وہ
مچا تھا غل زمین و آسمان مین
کیا سب دیوتون نے بشن سے عرض
اُسی دن بشن جی نے چکر مارا
ستی کے استخوان ہو کر جدا سب
دہی پر کچھ تو دیبی ہین مشہور
سدا شیو نے کہا تب ہو کے برہم
تپ فرقت سے تھے سینے مین چھالے
ہماری طرح فرقت کا رہے روگ
خیال آیا پئے عبرت سزا دین
ستی جی تب مجسم ہو کے آئین
حقیقت مین محبت ہے جو ہم سے
مجھے تم سر پہ رکھنے سے جو ہو شاد
پس از چندے یہان آ کر رہونگی
یہ فرما کر ستی جی حسب اقرار
سزاوار پرستش مادرِ عام
سری تار و پربت و اندر سنکاد
کہا شیو جی سے انکا بیاہ کیجے

لگے پھرنے برنگِ باد صرصر
گلستانون مین شکلِ بو پھرے وہ
خلل تھا کاروبارِ دوجہان مین
کہ ہے تدبیر کا حل واجب الفرض
ہوا اعجاز کا حل آشکارا
گرے فرشِ زمین پر جابجا سب
بہ شکلِ مختلف سرمایۂ نور
دیا ناحق جنابِ بشن نے غم
غمِ تازہ دیا بیٹھے بٹھائے
اُنھین بھی ہو جہان مین استری سوگ
ہجومِ دیوتا کو بھی دعا دین
گذارش کی ادب سے حسب آئین
خلائق پر کرم کیجے کرم سے
میانِ گوشۂ دل ہے مری یاد
اسی صورت سے پھر سر پر رہونگی
ہوئین قصرِ ہمنچل مین نمودار
پسندِ جان و دل گنگا ہوا نام
گئے پیشِ ہماچل بادلِ شاد
حصولِ مطلب دلخواہ کیجے

ہما چل نے کہا مادر ہے مختار　　پدر کو کیا ہے دختر سے سروکار
کہا مینا نے دختر ہو جو راضی　　نہین مجکو مجال اعتراضی +
ہنسین گنگا قبولِ مدعا کر　　چلے برہما کمنڈل مین بٹھا کر
ہوا مینا کے دل کو صدمہ و درد　　برنگِ زعفران چہرہ ہوا زرد
کہا اسنے دنون دختر رہی پاس　　دمِ رخصت نہین الفت کی بو باس
نہین میری محبت کا اسے جوش　　بے شادی ہوئی از خود فراموش
دعا دی جل کے دختر کو کہ جل ہو　　بظاہر جسم انسانی سے شل ہو
نہالِ بد دعا سے یہ ملا پھل　　سری گنگا کمنڈل مین ہوئین جل
غرض لاکر سدا شیو سے کیا بیاہ　　ہوئی حاصل مرادِ حسب دلخواہ
وہی شمبھو کے سر پر جلوہ گر ہین　　عزیزِ دل وہ مانند جگر ہین

جلنا راجہ سگر کے لڑکون کا کپل منی کے سراپ سے اور تپشیا کرنا بھاگیرتھ کا اور آنا سری گنگا جی کا مرت لوک مین

کہا مُنی نے کہا اے صاحب فکر　　جہان مین انکی آمد کا سنو ذکر
بزرگ اک تھے تمھارے اہل اکرام　　فلک شوکت شہنشاہِ سگر نام
پسر انکے جہان مین شصت الف تھے　　جوان مرد و دلیر و سر بکف تھے
پسر اک بانوے ثانی سے تھا اور　　بنام نیک اسمنجن بر از جور
یہ اسکا عالمِ طفلی مین تھا حال　　جہان کا کشت دل کرتا تھا پامال

مٹایا تھا حبابِ زندگانی
رعیت جب ہوئی شا کی سگر سے
پسر اِک اُس کا تھا فرخندہ اختر
ہوئی اُمیدِ جگت شہ کو جو منظور
ہوئے وہ شصت الف فرزند ہمراہ
جدھر دریا صفت پہونچے وہ پرشور
پھرا گھوڑا وہ مثلِ بادِ صرصر
چلیں سیدھی پیادون کی قطارین
پھرا گھوڑا وہ مثلِ بادِ صرصر
اگر اُلجھا کوئی پژمردہ خاطر
نہ بن پڑتی تھیں کچھ چالیں سرِ دست
یہ ابتر دستِ بردِ غم سے تھا حال
ہوئے رُخ جملہ شاہانِ نکو ذات
ہر اک کو لشکر آفت نے گھیرا
جنابِ اندر نے دیکھا جو یہ طور
خیال آیا یہ طفلان جوان بخت
غبار آسا فرس یان سے اُڑا ایا
فرس جب ہوگیا غائب نظر سے
زمین و چرخ و دریا دامن دشت

بدل تھا مایلِ ایذا رسانی
غبار آسا نکالا اُسکو گھر سے
بہ اِسمِ انسمانِ نکتہ پرور
فرس چھوڑا خوشی سے حسبِ دستور
لیے فوج و سپاہ و خیمہ خرگاہ
دبے شاہانِ عالم صورتِ مور
مثالِ مہرۂ شطرنج گھر گھر
جو بےبل کی تو ترچھی ہوکے مارین
دبے چیتے کی صورت پیلتن زر
لگایا شہ رُخ مانندِ شاطر
ہر اِک تھا اپنے منصوبہ مین سرمست
گرِ کشتِ خاطرِ عالم تھا پامال
مقامِ تخت گہ پر کھا گئے مات
نہ شہزوری سے رُخ لڑنے کو پھیرا
ہوا تنگ خاطرِ عاطر کو فی الفور
کرین قبضہ نہ اندرا سن پہ یک لخت
کپل مُن کے مکان مین جا چھپایا
اُڑے تب ہوش نامردون کے سر سے
ہر اک جا صورتِ صرصر کیا گشت

گئے اتبر تہ و بالا طبق سب ‎ ‎ برنگ گنجفہ دیکھے ورق سب

بلند و پست و صحرا دامن کوہ ‎ ‎ پھر کر ہر سو غریق یاس و اندوہ

غرض کھودا سمندر ہو کے نمناک ‎ ‎ براہِ عقلمندی کھا گئے خاک

کپل کے گھر پہ جا پہونچے وہ ذیہوش ‎ ‎ تو دیکھا بندگی مین مُن کو خاموش

فرس دیکھا تو بول اُٹھے وہ شہزور ‎ ‎ لگی محنت ٹھکانے ملگیا چور

نظر کی من نے با چشم غضبناک ‎ ‎ ہوا لشکر وہ جل کر تودہ خاک

ہوئے جب جلکے خاکستر پسر وہ ‎ ‎ رہے یک چند مفقود الخبر وہ

خرد درافشان نکتہ پہ در ‎ ‎ چلا بہر تجسس مثل صرصر

بیابان مین پریشان مثل بو تھا ‎ ‎ ہزار افسوس کے محوِ جستجو تھا

گرڑنے جلوہ درشن دکھایا ‎ ‎ براہ راستی رستہ بتایا

گئے دونون کپل من کی مکان مین ‎ ‎ بہار آسا وہ پہونچے بوستان مین

سنایا رکھ کو سب حال گذشتہ ‎ ‎ کہا رو رو کے احوال گذشتہ

کہا مُن نے سری گنگا اگر آئین ‎ ‎ فشانِ جلوہ قدرت منظر آئین

قیام کشور پہ سر پر کرین یہ ‎ ‎ متاع آرزو پائین ترین یہ

پھرا بیشِ سگر وہ دل شکستہ ‎ ‎ کہا حالِ خرابی دست بستہ

پس از چندے سگر بے توشہ و برگ ‎ ‎ ہوا بس رہگرلے جادہ مرگ

خرو درافشانِ نکتہ آگاہ + ‎ ‎ ہوا اقلیم عالم مین شہنشاہ

دلیپ نکتہ پرور کو دیا تخت ‎ ‎ ہوا صحرا مین محوِ طاعت سخت

پس از طاعت وہ فیاض زمانہ ‎ ‎ ہوا عالم سے سُر پہ کو روانہ

دلیپ نکتہ بین جب کر چکے راج
بیے گنگا ریاضت کی بصد ہوش
یہان بھاگیرتھ ازراہِ شرافت
شگفتہ اک اُنکا فرزندِ جری تھا
اُسے بھی سلطنت دیکر وطن مین
کھلے گردون کی جانب دیدۂ تر
ہزارون سال کی طاعت جو بن مین
دیے برمھا نے درشن آخرکار
کہا بس ہی ہوا ئے چشمۂ گنگ
سری برمھا نے فرمایا بصد جوش
ولیکن رُک سکیگی دھار کس سے
تپشیا سے کرو شنکر کو راضی
وہ بھاگیرتھ جو تھے سرمایۂ داد
کیا بارے سدا شیو جی نے اقرار
ملا ہم جو بہرِ زخم سائل
سری گنگا کو وان طیش و تعب تھا
خیال آیا کہ وہ دکھلایئے زور
کرون فرشِ زمین کو عالمِ آب
سدا شیو کو لیے موج رسا مین

تو بھاگیرتھ کو خوش ہو کر دیا تاج
ہوئے پھر بارِ ہستی سے سبکدوش
رہے رونق دہ تختِ خلافت
درِ بحرِ کرامت گستری تھا
ریاضت کش ہوئے خود جاکے بن مین
کھڑے اک پاسے تھے مثلِ صنوبر
مقابل پردۂ چرخِ کہن مین
ہوئے راغب پئے تفتیشِ اسرار
اسی سے غنچہ سان رہتا ہون دلتنگ
پذیرا کی دعا اے صاحبِ ہوش
اُٹھے گا دہ جہان کا بار کس سے
مٹے دل سے غبارِ دردمندی
ہوئے محوِ پرستش حسبِ ارشاد
سنبھالین گے جو سر پر سے بہی دھار
ہوئے پھر طاعتِ برمھا پہ مائل
دلِ فیاض مین جوشِ غضب تھا
سمندر بھی کرے نالہ بصد شور
فلک چکر مین آئے شکلِ دولاب
گرون مین پردۂ تحت الثرا مین

گرین وہ یہ تصور کر کے فی الحال
سمائین زلف مین خوشبو کی صورت
نکلنے کی زبس گو دل مین کی چاہ
بے شورش رہین ہیم وہ ورسپے
یہ جب نیرنگی قدرت دکھائی ہے
وہ بھاگیرتھ جو تھے اہل سعادت
جو دیکھا شمبھو نے سائل کو بیتاب
ہوئین اُس آب تر سے تین دھارا
سو تیندا جلوہ گر زیر زمین ہین ہے
جہان مین ہین یہ بہر بخشش عام
غرض گنگا چلین ہمراہ سائل
کوئی رستے مین رکھ تھے اہل فرہنگ
کمالِ غصے کی سائل نے فریاد
وہین شق کر کے ران اپنی قضا را
جو رکھ کی ران سے دھارا بہی ہے
چلین ہمراہ سائل آخر کار
پراگ آ کر گئین پھر سوے کاشی
سری گنگا وہی پیش نظر ہین
ہرے کشت مرادِ دل ہوے سب

یہان شب نے بڑھائے زلف کے بال
اُلجھ کر رہ گئین گیسو کی صورت
نپائی اک سرِ موزلف مین راہ
نہ پھر گر منزل کاکل ہوئی طے
سدا شیوجی نے پھر دھونی رمائی
ہوئے پھر غرقۂ بحر عبادت
نچوڑا زلف سے اک قطرۂ آب
باسم مختلف ہین آشکارا
ہوئی مندا کنی فلک پر جا گزین ہین
سری گنگا سری بھاگیرتھی نام
بڑھایا افتخار و جاہ سائل ہے
خوشی سے پی گئے سب چشمۂ گنگ
تو کی رکھ نے نوازش ہا دل شاد
وہ دھارا کی جہان مین آشکارا
نہندا نام اقدس جان ہوئی ہے
ہوئین زینت فزاے شہر ہر دوار
کہ ہے وہ مسکنِ کیلاش باشی ہے
بصد جوشِ کرامت جلوہ گر ہین
وہ بحر موج رحمت کے تر سے اب

سُنے جب رام و لچھمن نے یہ اوصاف
نہائے اُس مین وہ دریاے فرہنگ
وہ بخشش کی نوازش کی نظر سے
چلے بعد اُسکے وہ سرمایۂ نور
نویدِ آمد آمد جبکہ پائی
مہامن کے قدم پر سر جھکایا
غبارِ پا جو تھا فرشِ زمین پر
نظر آئے جو روے لچھمن و رام
کہا رکھ سے کہ اے سرمایۂ جاہ
یہ کس بحرِ لطافت کے گہر ہین
کہا رکھ نے کہ اے شاہِ نکو نام
سومترا اور کوشلیا کے پیارے
ہے نظارۂ محفل قضارا
ہوئی حاصل جنک کو شادمانی
اُتار لا کے اک گلشن مین اُنکو
وہ گلشن پھول اُٹھا فیضِ قدم سے
ہوئے پُرمیوہ سارے نخل بے بر
ہوئی فصلِ خزان گلزار سے دور
ہمیشہ ہو سری بھگوان کی یاد

پئے غسل اُنکے لہرائے دل صاف
بڑھائی آبروے چشمۂ گنگ
برہمن پُر ہوئے لعل و گہر سے
ہوئے پھر داخلِ شہرِ جنک پور
جنک آئے برائے پیشوائی
طریقِ بندگی سے سر دکھایا
لگایا سینہ و چشم و جبین پر
گیا دل سے قرار و صبر و آرام
یہ ہین کس آسمان کے نیر و ماہ
یہ کس کے تختِ دل نورِ نظر ہین
یہ مشہورِ جہان ہین لچھمن و رام
شہ دسرت کے ہین آنکھون کی تارے
ہوئے اس سرزمین پر جلوہ آرا
بجا لایا طریقِ میہمانی
برنگِ روح رکھا تن مین ان کو
چھُٹے مرغِ گلستان قیدِ غم سے
پھلے سب سرو شمشاد و صنوبر
بنین نرگس کی آنکھین ساغرِ نور
رہین شی رام و لچھمن جانکی یاد

تشریف لیجانا رام لچھمن کا واسطے سیر شہر جنک پور کے

اٹھا جب پردۂ لیلائے دیجور — برآمد آفتاب از مطلع نور
جناب رام آئین ادب سے — ہوئے یون درفشان نیسان لب سے
کہ اے گلدستۂ گلزار طاعت — بنائے گرمی بازار طاعت
برائے سیر لچھمن کو ہوس ہے — مگر بے حکم عالی پیش و پس ہے
اگر ہو مرضی اقدس تو جائین — زمین کو تختۂ گلشن بنائین
کہا بہتر انھین لیجا کے ہمراہ — دکھا لاؤ بہار حسب دلخواہ
قدم چھو کر وہ دونون نازپرور — چلے مثل خرام باد صرصر
لکھا صندل کا نقشہ تا بنا گوش — لباس پرنیانی زینت دوش
نشان سربلندی جلوۂ تاج — فلک ہو جنکے نظارے کا محتاج
ملاحت گفتگو سے ذُ زَ برھتی — سخن مین لذت قند و شکر تھی
نوید آمد جب ہوئی عام — ہوئے سب دیدہ و سر سے سبک گام
صعوبت قربت دل سے ہوئی دور — تماشائی ہوا شہر جنک پور
جوان و خرد و سال مرد و زن سب — دریچون سے ہوئے نظارہ زن سب
پھنسے زنجیر گیسو مین دل آزار — تو پٹ سے گر پڑی چوکھٹ پہ یکبار
کھلین آنکھین مثال حلقۂ در — کھڑے حسن رنگیلے بازو پکڑ کر
کوئی دل کوچہ کاکل مین بھٹکا — کوئی شانہ پہ کنگھی بنکے لٹکا
قدم کی سدھ کسی کو تھی نہ سر کی — خرد نے پانون کھینچا عقل سر کی

نہ کہہ سکتے تھے کچھ گردن اُٹھا کر — سسکتے رہ گئے سکتے مین آ کر
کوئی بولی حسین نازک اندام — چلو دیکھو جمالِ لچھمن و رام
اودھ کے رہنے والے ہین بسر یہ — روان ہین صورتِ بادِ سحر یہ
جناب رام لچھمن سے بڑے ہین — روش پر سرو کی صورت کھڑی ہین
ہوئی یون حرف زن اک نازک اندام — زبس ہین لائق سیتا سریام
وہ ہی کیتا یہ بے مثلِ جہان ہین — ضیا بخش زمین و آسمان ہین یہ
شہنشاہِ جنک کرتے جو شادی — مٹے دل سے مراد نامرادی
سمجھا ابتک اُن مین ہر نہ اِن مین — مزا ہی بیاہ کا چھوٹے سے سن مین
کوئی بولی یہ سب سچ ہے ولیکن — دھنک کا ٹوٹنا ہے غیر ممکن
کہان یہ قالب نازک کہان وہ — گران ہی صورتِ کوہِ گران وہ
جنک لیکن اگر پیمان شکن ہو — میان شمع و پروانہ لگن ہو
کوئی بولی انھین کم سن نہ سمجھو — شکستِ قوس ناممکن نہ سمجھو
انھین سے خم ہلال آسمان ہے — قزح گردون یہ مانند کمان ہے
یہی ہین رونقِ بازار ہستی — یہی ہین مالکِ گلزار ہستی
انھین نے تاڑکا کو بن مین مارا — انھین نے زوجۂ گوتم کو تارا
غرض سب اپنے اپنے دھیان مین مست — دل غمدیدہ بار عشق سے پست
ہوا جس دم ظہورِ ظلمت شام — پھرے خیمہ کی جانب لچھمن و رام
ہوے رکھ جب کہ محو خواب راحت — جناب رام نے کی استراحت
لچھمن بھی حسب ارشادِ سر پر رام — ہوئے گوشہ مین جا کر محو آرام

سری رامچندر اور لچھمن جی کا باغ مین جانا اور جانکی جی کا گرجا کی پوجا کے واسطے آنا

جناب رام ادھر بھی مہربانی ٭ بہم ہو انبساط و کامرانی ٭
ہوا جب جلوۂ خورشید خاور ٭ جوان بختون کا جاگا بخت یاور
ہوا یعنے سحر کا جب کہ ہنگام ٭ پلنگ خواب سے اُٹھے سری رام
مہامُن نے اجازت دی کہ جاؤ ٭ خراماں پھول پھل گلشن سے لاؤ
بچشم و سر پے تعمیل احکام ٭ چلے خنداں جناب لچھمن و رام
صبا صدقے ہوئی لطف روش پر ٭ زمین پر گر گئے سرو و صنوبر
ہوا قد دیکھکر نخل سہی پست ٭ شراب دید سے نرگس ہوئی مست
شجر ملتے تھے باہم دست افسوس ٭ جواناں چمن پر پڑ گئی اوس
کھلی حیرت سے چشم چشمۂ آب ٭ دل ہر حوض اُمڈا ہو کے بیتاب
جدھر وہ نخل قد سایہ فگن تھے ٭ ہجوم عندلیبان چمن تھے
وہاں اک تھی سری گوری کی مورت ٭ تمنا بخش ارباب ضرورت
کرم بخش و عطا پاش و خطا پوش ٭ برائے مجرمان عصیان فراموش
جنک پر مین یہ دستور سلف تھا ٭ اسی سے حاصل عز و شرف تھا
کہ زن بیش از رسوم کتخدائی ٭ کرے مندر مین جا کر جبہہ سائی
جو خاک آستان سر پر ملے وہ ٭ برنگ نخل تر پھولے پھلے وہ

بشکلِ نو عروس پاک داماں　　جناب جانکی آئین خراماں
وہ پوشاکِ عرق زینتِ دوش　　عروسِ سبزہ ہوا از خود فراموش
جبین افشاں سے مثلِ گلِ زر افشاں　　وہ گیسوے معنبر عنبر افشاں ؎
جبین پر اک نئی خوبی کا ٹیکا　　انھیں کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا ؎
عیاں بیندی سے شانِ سر بلندی　　برای مرغِ دل چھپکا تھی بندی
جو لو اس کان کی لو سے لگائی　　تجلی شمع ساں جھمکوں نے پائی
ادب سے مجھ سرگوشی کرنپھول ؎　　کریں صدقہ جو انانِ چمن پھول
رہی بجلی ہمیشہ حلقہ در گوش　　قمر ہو عالمِ بالا پہ زردپوش
گلو میں موتیوں کے ہار زیبا　　معطر جامۂ زر کار زیبا
نفیس و خوشنما چنپا کلی تھی　　گلِ چنپا کو ہر دم بے کلی تھی
درخشاں دست نازک میں انگوٹھی　　کہ چاندنی چاند کی ہو جس سے جھوٹی
وہ پہونچی جس سے دل خلقت کا چھن جا　　تصور ہو جو دل پر نقش بنجاے
جلا بازو کو نورِ نورِ تن سے　　دل پیر و جوان چھنتا تھا چھن سے
کڑے سختی سے گو دل کی کڑی تھے　　مگر مثلِ حنا پانوں پڑے تھے
حنا قدموں کا بوسہ کر کے بل لے　　انگوٹھی زرگری سے دل کو چھل لے
بہ سج دھج تھی براے چشم ظاہر　　سراسر غیرتِ بحرِ جواہر
خراماں صورتِ بادِ بہاری　　تصدق جس پہ کبک کوہساری
جلو میں ہمنشینانِ سخن ساز　　خوش الحان خوش گلو خوش گو خوش آواز
ہر اک پوشاک زنگار رنگ پہنے　　بصد چستی لباسِ تنگ پہنے

بسنتی چمپئی گلنار طوسی
اُڑے گُل پھاڑے لباسِ نو عروسی

مصفّا مین کیا کوئی جوڑ ونکے جوڑے
زیادہ جنس قدر لکھے وہ تھوڑے

جہان مین اُنکا جب جوڑا بنایا
فلک نے ہاتھ جوڑے سر جھکایا

وہ ان کے اطلس زرتار کی صاف
قریب برگ گل مغزی وہ سنجاف

لباس شبنمی سے ہوا اک افسوس
بہارِ چادرِ گل پر پڑی اوس

لگی چارون طرف موتی کی جھالر
اگرچہ عقدِ ثریا ہو نچھاور

اگر دیکھے کنارون کی کناری
تو ہو عیش و طرب سے ہمکناری

برنگ برگ گل نازکبدن سب
نگاہ ناز سے نظارہ زن سب

مجسم نازگانے کے بہانے
زبان پر لن ترانی سے ترانے

کوئی بلبل کی صورت نغمہ زن تھی
کوئی محو تماشائے چمن تھی

کوئی دکھلا رہی تھی سرو کو چال
کوئی کرتی تھی دل سبزے کا پامال

کوئی بے پر کی بلبل سے اُڑاتی
صبا کو ناز سے رستہ بتاتی

کوئی کرتی تھی نرگس سے اشارہ
دل سرو سہی کرتی دو پارہ

مہک اُٹھا برنگ عطر دان باغ
گل لالے نے کھائے داغ پر داغ

دکھائے قامت موزون نے کڑکے
صنوبر رہگیا مٹی مین گڑ کے

جو شوخی سے کسی نے چار کی آنکھ
تو جھکی نرگس بیمار کی آنکھ

غرض محو تماشا چار سو تھین
میانِ بوستان مانند بو تھین

کسی کی رام و لچھمن پر پڑی آنکھ
دُرِ دندانِ انور سے لڑی آنکھ

نظر آیا جمال رام و لچھمن
بندھا دل مین خیالِ رام لچھمن

گئی وہ نازنین فرطِ خوشی سے
گذارش کی جناب جانکی سے

چمن مین ہین یہان دو طرفہ تر گل
دلِ پیر و جوان جن پر ہو بلبل

معنبر چین زلفِ پُرشکن ہے
خطا ہو گر کہین مشکِ ختن ہے

لبون پر خندۂ دندان نما ہے
قدم مین جلوۂ ظلِ ہما ہے

عجائب مصرعۂ قامت ہے یکتا
کہ ہو شمشاد کو گلشن مین سکتا

لیے گوشے مین ہین تیر و کمان لیس
پے صیادی ہر مرغ جان لیس

کہا وہ کس طرف کو جلوہ گر ہین
خرامان کس روش پر ہین کدھر ہین

غرض وہ ماہ لیکر ہاتھ مین ہاتھ
بصد حسنِ تجمل لے گئی ساتھ

دہان دریدہ وہ شاخ گل تر
دکھایا جلوۂ روے منور

ہوئے وہ دونون جو سرگرم نظارہ
ملا ابرو کو جنبش کا اشارہ

خرامان ناز سے دونون وفاکیش
کبھی دہنے کبھی بائین کبھی پیش

کبھی بڑھکر کبھی رُک رُک کے دیکھا
نگاہِ شوق سے جھک جھک کے دیکھا

کبھی اوجھل کبھی ظاہر کبھی دور
بے دیدار سے سرشار و مخمور

کبھی آنچل پلٹ کر منھ پہ ڈالا
اُلٹ کر زلفِ مشکین کو سنبھالا

کبھی فرطِ طرب سے مسکرائین
لجائین شرم سے آنکھین چرائین

جو دیکھی جنبشِ ابروے خمدار
تو جنبش ہو گئی اک امر دشوار

ادھر سکتے مین دل مصراعِ قد پر
اُدھر مضمونِ گیسو کا تصور

ہوا سکتا نظر آئی جو صورت
کہ بیحس ہو گئین پتھر کی مورت

گئی تھین وان پے کارِ پرستش
ہوئین اب جو دسہزادار پرستش

سری لچھمن نے کی نطق گہر بار — کہ اے بخشندۂ جرم گنہگار
چمن مین کون یہ نازک بدن ہے — کمالِ شوق سے نظارہ زن ہے
ہوئے تب درفشان ہنسکر سری رام — کہ ہے شاید وہی یہ نازک اندام
جہان مین جسکی شادی کی خبر ہے — شکستِ قوس پر کل منحصر ہے
اُدھر سیتا بمشکل تھام کر دل — گئین مندر مین دیبی کے مقابل
بصد دابِ ادب وہ پیکرِ ناز — ہوئین محوِ پرستش حسبِ انداز
جلا کر دھوپ نیوید آرتی کی — بجا لائین پرستش بھگوتی کی
شوالے مین وہ تھین گو جلوہ آرا — مگر پھر پھر کے کرتی تھین نظارہ
جبین پر آشکارا عشق کا طور — نظر مورت کی جانب دل کہین اور
سرِ مورت یہ ہارِ گل جو ڈالا — گرا فرشِ زمین پر چھٹ کے مالا
یہ صورت بیخودی نے جب دکھائی — تو مورت بے تامل مسکرائی
سری سیتا نے ہو کر دلشکستہ — دعا مانگی ادب سے دست بستہ
کہ اے دانندۂ رازِ نہانی — کرو مجھ پر نگاہِ مہربانی
نمایان ہے جو ہے دل مین مری بات — کہ دریائے کرم ہے آپ کی ذات
کہا مورت نے اے سرمایۂ ہوش — رہو تم شاہدِ مطلب سے ہمدوش
قبول عرض سے وہ پاکدامان — سوئے دولتسرا آئین خرامان
ادھر دونون جنابِ رام و لچھمن — ہوئے خیمے مین آکر جلوہ افگن

تشریف لانا سری رامچندر اور لچھمن جی کا دھنش جگ اور جمع ہونا سب دیوتون کا اور نہ ٹوٹنا کمان کا کسی شخص سے باوجود زور متواتر کے اور ٹوٹنا راجہ رامچندر کے ہاتھ سے اور آنا پرسرام جی کا برہم اور خشم آلودہ ہوکر اور گفتگو ہونا سری رامچندر اور لچھمن سے

رہین وردِ زبان نام سری پت — اجودھیا پت سیاپت جانکی پت
جو نکلا آفتاب عالم آرا — عروس صبح کا چمکا ستارا
بہارِ نو ہوئی رنگِ شفق سے — تو نوشاہِ فلک نکلا اُفق سے
ہوا یعنی ظہورِ جلوۂ روز — اٹھا بستر سے سلطانِ دل افروز
بجاہ وشوکت وشان ومباہی — ہوا زینت فزائے تخت شاہی
فلک داب ادب سے سر پہ گھوما — زمین نے پایۂ خدمت کو چوما
وزیر ومنشی ودیوان وناظر — ہوئے سب بہرِ تسلیمات حاضر
جھکے افسر حضورِ پایۂ تخت — کہ مانند ہوا تھا سایۂ بخت
ہوا شاہِ جنک پھر یون گہر ریز — کہ ہو تیار ہی بزمِ طرب خیز

بنا ہو محفل عامِ دھنش جگ
بنا نازل جو ارشادِ گرامی
بچھایا اس روش سے نور کا فرش
بچھی جاجم عجائب حسب دلخواہ
عجب زیبائش فرش زری تھی
بچھایا درمیان بزمِ اقدس
وہ فرشِ جاجم و زربفت و سنجاب
... حسب ہم سر جاجم نیا یا
درون میں پردہ زرکار زیبا
جبین فرش تھی چین سے مُعرّا
وہ مسند تکیہ گاہِ اہل محفل
تماشائی ہوئے آکر جزو کل
شہنشاہانِ با توقیر آئے
رئیس و تاجر و خوشباش و چاکر
شہنشہ نے براہِ آشنائی
بغلگیری ادا فرما کے سب سے
برائے عام تھی بزمِ طرب خاص
دلون سے تھا خیالِ غم فراموش
مہامُن اور جناب لچھمن و رام

کرد حاضر سرانجامِ دھنش جگ
ہوئے محوِ تکلف اہتمامی
کہ میلی تھی سراسر چادرِ عرش
فدا تھی چاندنی پر چادرِ ماہ
فلک کو حسرت جامہ دری تھی
حریر و پرنیان کمخواب و اطلس
کہ جھپکے آسمان پر چشم مہتاب
فلک نے آنکھ کا پردہ بچھایا
حجاب اطلس و کمخواب و دیبا
غبار گرد کلفت سے مبرّا
پھسلتی تھی نگاہِ اہل محفل
ہر اک سو آمد آمد کا مچا غل
سپہدار و وزیر و میر آئے
ہوئے رونق فزا محفل مین آکر
ادا کی سب کی رسمِ پیشوائی
بٹھایا لا کے آئین ادب سے
برابر تھا ہر اک سے لطف و اخلاص
ہر اک تھا شاہد عشرت سے ہمدوش
ہوئے پھر جانب محفل سبک گام

قریب آئے جو وہ زینت دہ عرش — شہنشہ نے لیا آکر لبِ فرش
بصد لطف تکلم ساتھ لایا — قدم پر گر کے ہاتھون ہاتھ لایا
ملا سب سے براہِ پاکبازی — دکھایا شیوۂ مہمان نوازی
جبین پر چشم پر سر پر بٹھالا — ہراک کو کرسیِ زر پہ بٹھالا
برنگِ رونقِ انس محفل مین آئے — وہ نور آسا نگاہ و دل مین آئے
ہوئی وہ سرزمین ہمپایہ عرش — ہوا روشن برنگ کہکشان فرش
جو رخسارِ مقدس پر نظر کی — تو آنکھین کھل گئین شمس و قمر کی
جو باصفا مین تھے وان حضارِ محفل — پھڑک اُٹھے مثالِ دیدۂ دل
ہراک کو اسطرح آئے نظر وہ — کہ خود ہر رنگ مین تھے جلوہ گر وہ
کوئی سر حلقہ و سردار سمجھا — کوئی مردم کوئی اوتار سمجھا
کھلی اہل نظر کی چشم ادراک — کہ تھی کحل الجواہر پانون کی خاک
مبصر چشم دل کا نور سمجھے — قریب دل دوئی سے دور سمجھے
نگاہِ بزدلان مین ضیغمِ نر — بچشمِ بزدلان مردِ دلاور
جنھین تھا حوصلہ جنگ و جدل کا — وہ سرکش کھا گئے دھوکا اجل کا
کسی کو نور قدرت کا گمان تھا — کسی دل کو نشانِ بے نشان تھا
سپہداران و شاہانِ زبردست — ہراک تھا اپنے دھیان مین مست
شہنشہ آکے محفل مین پکارا — کہ اے خیل جوانان صف آرا
تونگر ہو غنی ہو یا گدا ہو — رئیس شہر ہو فرمان روا ہو
دھنک توڑے وہ ہو سیتا کے قابل — مثالِ آئینہ ٹھہر کر مقابل

جسے جوشِ شجاعت ہو وہ آئے
مجھے یہ امتحان مدِ نظر ہے
سُنا جب یہ تو سب کو آگیا جوش
اُٹھا ہر اک براہِ کج ادائی
ہر ایک پر پیچ و خم گیسو کی صورت
مگر کس کس نے سرِ محفل مین ٹیکا
گرے سر سے کیے جب پیچ پر پیچ
خجالت جب سرِ محفل یہ پائی
بہ کثرت کسر تین کر کر کے لینے لگے
چڑھا کر آستین کرنے لگے زور
کمان مطلق ہوئی لیکن نہ خم وہ
کیا پھر مشورہ آپس مین یکبار
جو چل جائے کمان پر بات اپنی
کمان کے توڑنے مین گو کہ شک ہے
خطا کچھ ہو نہ بختِ ناتوان سے
یہ سنکر دس ہزار اُٹھے کماندار
گرے جھٹکے سے خود فرشِ زمین پر
اُٹھے کیونکر وہ قوسِ آسمان رنگ
وہ شیو کے دستِ اقدس کی کمان تھی
کمان کو توڑ کر طاقت دکھائے
نہین فرق اس سخن مین بال بھر ہے
سنبھل بیٹھے جوانانِ زرہ پوش
کمان پر سب نے کی زور آزمائی
نہ جنبش دے سکے ابرو کی صورت
گرے فرشِ زمین پر کھا کے جھٹکا
وہ جیغہ طرہ و دستار و سرپیچ
تو مانندِ کمان گردن جھکائی +
گرے خرمن پہ برق آسا تڑپ کے
فغان لب پر بہ رنگِ قلزمِ شور
نہ سر کی صورت ثابت قدم وہ
کہ توڑین پل کے سب شاہانِ جرار
تو ہو بالا جہان مین بات اپنی
ولے گر آبرو جائے ہتک ہے
نہ سبکی ہو کہین قوسِ گران سے
جھکے قوسِ گران پر ملکے یکبار
عرق تھا عارض و چشم و جبین پر +
کہ سنگ اُسکی گرانی کا تھا پاسنگ
طویل و سخت و سنگین و گران تھی

کسی جگ مین وہ شیو کی بددعا سے
گری تھی اُڑ کے وان اوجِ ہوا سے

برنگِ کوہ سخت آ کر پڑی تھی
کمان وہ سقفِ گردون کی گرہ تھی

شہِ راون نے آکر غائبانہ
کیا زور اُس کمان پر غائبانہ

سراسر دست و پا باز و گیے شل
نہ ہرگز عقدۂ لاحل ہوا حل

ہوا از بس پشیمان وہ جفا کوش
تو بھاگا کشورِ لنکا کو جا ہوش

شہِ عالم مخاطب ہو کے سب سے
پکارے بزم مین جوشِ غضب سے

اکڑ کر بل دکھانا رایگان ہے
یہ محفل مین نشانِ کسرِ شان ہے

کہان جاتا رہا سب جوشِ مردی
جو ہو پروردۂ آغوشِ مردی

اگر تم تند خو مثلِ صبا ہو
چلو بس ہو چکی محفل ہوا ہو

سمجھکر کیا ادہر تشریف لائے
برنگِ تیغ کیا جوہر دکھائے

فروغِ حسن پر مغرور ہو تم
چراغِ صبح سان کافور ہو تم

سنا جب یہ تو سینون مین اُٹھا درد
ہوئے چہرے برنگِ زعفران زرد

سری لچھمن اُٹھے جوشِ غضب سے
سری رگھناتھ سے بولے ادب سے

بدولت آپکی حاصل ہے وہ زور
کہ ہی جسکا میانِ بحر و بر شور

پے تسلیم ہے پشتِ جہان خم
ہلال آسا ہے قوسِ آسمان خم

اگر ہو مرضیِ اقدس تو جاؤن
جہان کو جلوۂ قدرت دکھاؤن

کمان کو توڑ کر پھینکون فلک پر
چڑھے لرزہ تنِ جن و ملک پر

سرِ ناخن پہ از راہِ صفائی
اُٹھا لون صورتِ رنگِ حنائی

جناب رام نے ہنسکر قضا را
دکھایا اپنے ابرو کا اشارا

کسی جاگ مین وہ شیو کی بددعا سے
گری تھی اُڑ کے وان اوج ہوا سے

برنگِ کوہ سخت آکر پڑی تھی
کمان وہ سقفِ گردون کی کڑی تھی

شہہ راون نے آکر غائبانہ
کیا زور اُس کمان پر غائبانہ

سراسر وست دیا بازو گیے شل
نہ ہرگز عقدہٗ لاحل ہوا حل

ہوا از بس پشیمان وہ جفا کوش
تو بھاگا کشورِ لنکا کو جا ہوش

شہہ عالم مخاطب ہو کے سب سے
پکارے بزم مین جوشِ غضب سے

اکڑ کر بل دکھانا رایگان ہے
یہ محفل مین نشانِ کسرِ شان ہے

کہان جاتا رہا سب جوشِ مردی
جو ہو یہ دردہٗ آغوش مردی

اگر تم تند خو مثلِ صبا ہو
چلو بس ہو چکی محفل ہوا ہو

سمجھکر کیا ادھر تشریف لائے
برنگِ تیغ کیا جوہر دکھائے

فروغ حسن پر مغرور ہو تم
چراغ صبح سان کافور ہو تم

سُنا جب یہ تو سینون مین اٹھا درد
ہوئے چہرے برنگِ زعفران زرد

سری لچھمن اُٹھے جوشِ غضب سے
سری رگھناتھ سے پوچھا ادب سے

بدولت آپکے حاصل ہے وہ زور
کہ ہی جسکا میانِ بحر و بر شور

پے تسلیم ہے پشتِ جہان خم
ہلال آسا ہے قوسِ آسمان خم

اگر ہو مرضیِ اقدس تو جاؤن
جہان کو جلوۂ قدرت دکھاؤن

کمان کو توڑ کر پھینکون فلک پر
چڑھے لرزہ تنِ جن و ملک پر

سرِ ناخن یہ از راہِ صفا کی
اٹھا لون صورتِ رنگِ حنائی

جناب رام نے ہنسکر قضا را
دکھایا اپنے ابرو کا اشارا

دیے بوسے لب و چشم و جبین پر
میان گوشۂ پہلو دل آسا
ہوئے از بس خجل سردار محفل
ہوائین نے کمال خرمی سے
اٹھوا اب باعث تاخیر کیا ہے
[illegible] بڑھ کر و سیتا کو بشاش
قدم چھو کر اٹھے رگھبر جو صف سے
قریب قوس جب پہونچے سری رام
دھنک کو توڑ کر پھینکا زمین پر
ہوئے آثار محشر مچ گیا شور
درندے چھپ رہے سب جی چھپا کر
پرندوں کے اڑے ہاتھوں کے طوطے
رخ خورشید پر زردی سی چھائی
یقین تھا تختہ گردون پلٹ جائے
بدن مین دیوتا پھولے جز و کل
پھڑک اٹھے جنک سیتا ہوئین شاد
بہ ہمراہِ جلیسان حسب آئین
لباس نو عروسی زینت بر
پہننے نے یہ زیور پر جلا کی

رخ شفاف پہ ابرو کی چین پر
بٹھالا لطف سے دیکر دلاسا
پشیمان ہو گئے حضار محفل
یہ فرمایا سری رگھناتھ جی سے
خموشی صورت تصویر کیا ہے
خوشی سے پردۂ قدرت کرو فاش
کھلی چشم تحیر ہر طرف سے
قدم سے دامن غبرا لیا تھام
اندھیرا چھا گیا عرش برین پر
چھپے گوشون مین مرغ و ماہی و مور
پرندے اڑ گئے اوج ہوا پر
یکایک چونک اٹھے دریا کے سوتے
قمر کے منھ پہ اڑتی تھی ہوائی
زمین شق ہو قمر دہشت سے گھٹ جائے
تو کی اوجِ ہوا سے بارشِ گل
خوشی سے خانۂ خاطر تھے آباد
جناب جانکی محفل مین آئین
بسا عطر و گلاب و مشک و عنبر
ہوئی بو موتیون مین موتیا کی

مکٹ سر پر نشانِ ارجمندی
عیان ماتھے سے شانِ سربلندی

جنابِ رام کے قریب آ کے فی الحال
پنہادی پھول کر پھولونکی جیمال

ہوئے شادان دلِ ناشاد ہر سو
مچا شورِ مبارکباد ہر سو

سپہدارون نے جب دیکھا یہ عالم
غزال آسا چمن سے کر گئے رم

براہِ سرکشی دو چار بولے
اکڑ کر یون سرِ دربار بولے

نہین اندیشہ گر توڑا دھنش خیر
سیا لیجائین گے دیکھین گے تب سیر

کرینگے لڑکے ان کو دل شکستہ
سیا کو لے کے تبلا دین گے رستہ

دھنک کا ہو گیا مضمون سب انجام
بگوشِ دل سُنو ذکر پرسرام

کوئی اقلیم ہندستان مین بن تھا
شگفتہ سربسر مثلِ چمن تھا

پرسرام اُس مین کرتے تھے عبادت
عیان چہرے سے آثارِ سعادت

صف افگن صف شکن صفدر صف آرا
شجاعت لوحِ رُخ سے آشکارا

پئے حفظِ خلائق کا رکن تھے
چراغِ خانۂ جمدگن مُن تھے

برائے قتلِ شاہانِ ستمگار
ہوا تھا جلوہ گر نورِ نرنکار

برہمن زادہ و سرمایۂ ہوش
پئے عالم عطا پاش و خطاپوش

بنائے بخشش و سرمایۂ نور
عیان نورِ قدم سے سایۂ نور

شجاعت سے زمین سر باریا کی
مگر خیلِ برہمن کو عطا کی

وہی پیش از ظہورِ جلوۂ رام
میانِ بحر دبر کرتے تھے آرام

کمان کے ٹوٹنے کا جب سُنا غل
چلے جوشِ غضب سے بے تامُّل

خرد شان آئے اُس بزمِ کمان مین
پڑا لرزہ زمین و آسمان مین

نگاہ و چشم کا دیکھا جو یہ رنگ
ہر اک کا ہاتھ سے جاتا رہا ہوش
ہر اک مثلِ صنوبر یا یہ گلِ تھا
میانِ دیدہ اشک آسا تھمے تھے
جو برق آسا تبر محفل مین چمکا
ہوئے سکتے کے عالم مین صف افگن
متاعِ ہوش تھا شاہون کا تاراج
چھپے گوشون مین جا کر اہل توقیر
گریزان ہو گئے کچھ ہو کے بیدم
وہ شیر افگن جو حاضر تھے شہنشاہ
پرسرام آکے یون بولے غضب سے
سدا شیو کی کمان جسنے کہ توڑی
مناسب ہے وہ محفل سے نکل آئے
صفِ شاہان سے اُٹھکر یک طرف ہو
کہا شاہ جنک سے اے جفا کار
ترا نابود تخت و تاج کر دون
مناسب ہے یہی اے فتنہ ایجاد
اگر دشمن مرا محفل سے نکلے
جو بسوامتر نے دیکھی یہ تقریر
چھپے اہلِ نظر گوشون مین دلتنگ
ہوئے سکتے مین شاہان زرہ پوش
نہ پہلو مین جگر سینے مین دل تھا
برنگِ نقشِ پا بے حس جمے تھے
قدم ٹھہرا نہ اک ثابت قدم کا
نہ تھا مطلق حواس جامۂ تن
کہین جیغہ کہین کلغی کہین تاج
عدو چلا کے بھاگے صورتِ تیر
ہوئے کچھ سہم کر تشکلِ کمان خم
وہ بھاگے دُم دبا کر مثلِ روباہ
خطا سرزد ہوئی گستاخی ادب سے
سزا جو کچھ مین دون اُسکو وہ تھوڑی
عبث حضارِ محفل پر خلل آئے
وہی تیر صعوبت کا ہدف ہو
کیا کیا فتنۂ محشر نمودار
جنک پر گو ابھی تاراج کر دون
مٹا دون سلطنت کی بیخ بنیاد
غبار آسا دل بے دل سے نکلے
برنگِ دل بنے آکر بنا لگیے

کہا خیر اب کوئی طرزِ عطا ہو — کہ تم بخشندۂ جرم و خطا ہو
کہا ایسادہ افسون ساز ہے کون — کمان توڑے وہ تیر انداز ہے کون
مجھے یہ فتنہ منظورِ نظر ہے — تبر میرا ہے اُس سرکش کا سر ہے
سنے جب یہ کلام ہیبت انجام — ہوئے حاضر جناب لچھمن و رام
گذارش کی ادب سے اے نکوکار — نہین شاہ جنک اسکا خطاوار
خطا کی صاحب تقصیر ہون مین — بلا شک واجب التعزیر ہون مین
مجھے جو چاہیے کہیے مہاراج — کہ ظلِ دامن دولت مین ہون آج
سری لچھمن نے فرمایا عجب ہے — شکستِ قوس پر جوش غضب ہے
جنک کا یا سری رگھناتھ جی کا — نہین جرم اسمین دونون سے کسی کا
زبس قوسِ کہن تھی زنگ خوردہ — پڑی تھی صورتِ بسمل فسردہ
کھچے تھے خود بخود گوشے کمان کے — جدا تھے بند بند اس ناتوان کے
جناب رام نے سہواً چھوئی قوس — کشیدہ صورتِ ابرو ہوئی قوس
بچی بارِ نقاہت سے جو ٹوٹی — اگر سچ پوچھیے سستی یہ چھوٹی
گران تھی زندگی سینے مین تھا جوش — ہوئی اب ناتوانی سے سبکدوش
نہین ثابت ہے جرم اسمین کسی کا — بہانہ ہو گیا رگھناتھ جی کا
مقامِ حیرت و جائے عجب ہے — عتابِ بے سبب کا کیا سبب ہے
رہا ایامِ طفلی مین یہ عالم — کمانین بارہا توڑا کیے ہم
نہ یون لیکن کبھی برہم ہوئے آپ — نہ ہرگز ہمکنارِ غم ہوئے آپ
زیادہ فوقیت اسمین اگر تھی — سوا کچھ آپ کو مدِّ نظر تھی

بصد جوشِ غضب بولے پرسرام
بڑے کو کچھ ادب مدِ نظر ہے
بظاہر گو ستانا باطن مین ہی قہر
اکڑ کر بات مین لیتا ہے بل کی
متاع زندگانی ہو جو درکار
جنک اسکو ہٹا لیجاؤ یان سے
کہا لچھمن نے اے پیر خردمند
جہان آنکھون سے گویا دور ہو جائے
کہا دیکھو وہ پھر گرم سخن ہے
نہایت بے ادب ہے طفل گمراہ
مجھے سیدھا برہمن جانتا ہے
تبر وہ ہے کہ جس نے سر تراشے
مٹا کر راجھسانِ اہل کین کو
کیے رہ پیچ و خم سے داؤ کے ہاتھ
زمین کو یک صد و یکبار جیتا
نہین معلوم کیا اے شوخ پُرفن
کہا لچھمن نے سب طاقت عیان ہی
شجاعت ہے جہان مین آشکارا
شجاعت جبینِ ابرو سے عیان ہے

کہ ہین برگشتہ اِن دونون کے ایام
مگر چھوٹا بنا ہے شور و شر ہے
سبوئے زر مین ہو جس طرح سے زہر
مگر خواہش ہے پیکانِ اجل کی
نظر سے دور ہو جائے گنہگار
یہ عاجز ہے متاعِ جسم و جان سے
بس اب آپ اپنی آنکھین کیجیے بند
سحر مثلِ شبِ دیجور ہو جائے
ابھی تک ہر ادا مین بانکپن ہے
نہین شاید مری طاقت سے آگاہ
تبر مطلق نہین پہچانتا ہے
عقابِ موت کے شہپر تراشے
کیا صاف اِس نے دامانِ زمین کو
تراشے پر سہسرا باہو کے ہاتھ
نہ چھوڑا کوئی بدکردار جیتا
کہ نسل چھتری کا ہون مین دشمن
نہین کچھ احتیاج داستان ہے
کہ خود نادر کو ہے تقصیر یارا
دلیری تندیِ خو سے عیان ہے

به آن مشک است وصفِ خود بوید — مگر برعکس او عطار گوید
ہوا ثابت زبانی ہے فقط بل — جو گرجین گے وہ کیا برسین گے بادل
سُنے جب یہ کلام عبرت انجام — تو خورشید غضب آیا لبِ بام
تبز بجلی سا چمکا یا کڑک کے — کہا یون صورتِ آتش بھڑک کے
چمک اسکی نگاہِ شر تو دیکھو — جبین پر چین ہی تیور تو دیکھو
بہت کی در گذر مین نے پر افسوس — جدا ہوتا ہے دم بھر مین سر افسوس
مری ہر گز نہین ثابت ہی تقصیر — قضا ہے اسکی طوق آسا گلو گیر
اِسے خود خواہشِ جام اجل ہے — سخن گویا یہ پیغام اجل ہے
مروت سے ہے نہین مجکو کسی کی — فقط خاطر ہے بسوامترجی کی
انھین بھی ہی طریقِ مکر و فن یاد — کیا خوب اپنے شاگردون کو اُستاد
عجب ہے اِنکی تعلیم ادب ہو — بشر وہ باعث رنج و تعب ہو
مبدل صورتِ آہن نہو جائے — ملے پارس سے پر کندن نہو جائے
سری لچھمن قضا را مسکرائے — پرسرام اور بھی غصہ مین آئے
کہا ابتک وہی بل ہے وہی بات — وہی چتون وہی تیور وہی گھات
مجھے در پردہ ہنستا ہے یہ گستاخ — قلم سر اُسکا ہوگا صورت شاخ
بڑھاتا ہے یہ اک جوشِ تعب اور — سوا ہوتا ہے رہ رہکر غضب اور
جنابِ رام سے بولے کہ اے رام — برادر ہے تمھارا سخت ناکام
شریر و بے ادب سرکش ہے بھائی — مگر پرکالۂ آتش ہے بھائی
اشارہ آنکھ سے پاکر تمھارا — ہوا اُس کو سخن گوئی کا یارا

تمہاری ذات سے سارا یہ شہر ہے
یقین مجھکو یہ نقش کالحجر ہے

کہا رگھناتھ نے اچھی خرد ہے
خطا لچھمن کی مجھ پر شد و مد ہے

کرم سے کوئی ہو سکتا نہین گرم
کہ آہن شعلۂ آتش سے ہو نرم

مہِ نو کج ادا گردون پہ جب سے
نہین گنجایش راس و ذنب ہے

مہاراج اب عنایت کی نظر ہو
برادر کی خطا سے درگذر ہو

برہمن آپ ہین اے صاحب جود
پرستش سے ہین حاصل ہی بہبود

سنا جب یہ تو سب جاتا رہا ہوش
کھلے مثل ستارہ دیدۂ ہوش

نظر آیا جمالِ قدرت خاص
بڑھا سینہ مین جوش لطف و اخلاص

کمان اپنی عطا فرما کے بولے
براہِ راستی شرما کے بولے

جھکے گر یہ تو مشکل رفع شک ہو
تردد صفحۂ خاطر سے حک ہو

کمان سمٹی وہ مثل جبین بستر
کھچا رودہ برنگ تار مسطر

ہوا ثابت کہ ہے نورِ نرنکار
عیان ہے پردۂ عالم مین اوتار

بڑھی الفت گھٹا جوش غضب وہ
قدم چھو کر ہوئے رخصت طلب وہ

تنِ شاہ جنک مین آگئی جان
ہوئی مشکل ہوا خواہون کی آسان

برنگ غنچہ دل پھولا بغل مین
سری سیتا ہوئین داخل محل مین

شہنشاہون کے رنگِ رخ ہوئے فق
کلیجے خنجر غم سے ہوئے شق

جو دیکھی محفل برخاستہ وہ
اٹھے محفل سے دل گداشتہ وہ

مہامنی اور جنابِ لچھمن و رام
گئے خیمے کو با صد عزّ و اکرام

نامہ لکھنا راجہ جنک کا راجہ دسرت کو مشعر الفائے شرط شکستگی کمان و بشارت تقرر شادی مسرت عنوان

سری رگھبر ہم ہو یاری بخت | کروں میں طے سخن کی منزل سخت
برنگ باغ ہے کاغذ زر افشان | قلم ہے صورت طاؤس رقصان
شہنشاہ جنک نے ہو کے مسرور | بلا کے جملہ سرداران مشہور
کہا تیاری بزم طرب ہو | مہیا جلسۂ شاہانہ سب ہو
جو ہوں آ کر شریک میہمانی | کرو تم چشم دیگر قدردانی
بنوک خامۂ عنبر شمامہ | بدین مضمون لکھا دسرت کو نامہ
کہ اے سر حلقۂ شاہان عالم | کرم بخش جہان و جان عالم
سپہر ارجمندی دانش آگاہ | فلک حشمت فلک شوکت فلک جاہ
مہاراج الدھراج آسائش خلق | بنائے بخشش و زیبائش خلق
تمھیں وہ شوکت شاہی بہم ہے | کہ پشت آسمان طاعت کو خم ہے
اگر گرمی پہ ہو تیغ شرر بار | تو ہو ہنگامۂ محشر نمودار
وہ ہو ابر تبر سے بارش خون | پکارے الاماں جلاد گردون
مجھے اک عہد منظور نظر تھا | جو لوح دل پہ نقش کالحجر تھا
سدا شبو کا دھنش توڑے جو ذی جاہ | کروں دختر کی شادی حسب دلخواہ
خلائق بھر کے پروانے ہوئے جمع | پتنگے اڑ کے آ پہونچے پئے شمع

ہجومِ جملہ شاہانِ سرافراز
ہر اک آنے کی تقدیر آزمائی
ہوا مطلب نہ کچھ جب شور و شر سے
لیے دیدارِ لطفِ محفلِ عام
اشارہ پا کے بسوامتر جی سے
کہ یعنی رام نے توڑا کمان کو
مجھے شادی رقیبوں کو ہوا غم
بہم ہے جملہ سامان طرب ناک
مع خیل و خدم تشریف لاؤ
میں ہوں اک بندۂ ارکانِ دولت
ملے مجکو رسوخ ارجمندی
تمنا ہے مری مقبول ہو عرض
بطرزِ مختصر مضمونِ خط ہے
برائے حاصلِ گنجِ مقاصد
اُڑا وہ تیز رو مانندِ صرصر
شہنشہ نے خبر سنکر بلایا
پڑھا جب نامۂ سلطانِ عادل
ہوئی روحِ روان کو تن میں تنگی
نمکخوارانِ شاہی کو بلایا

ہوا یاں شرکتِ محفل میں ممتاز
سپر ہو تو کسی جنبش نہ پائی
گرے مردم سب اشک آسا نظر سے
ہوئے یاں جلوہ افگن لچھمن و رام
دکھائی قدرت اک فرطِ خوشی سے
ہوئی جنبش زمین و آسمان کو
رہا ثابت مرا عہدِ مصمم
فقط ہے انتظارِ مقدمِ پاک
بہارِ جلوۂ درشن دکھاؤ
بدل وابستۂ دامانِ دولت
بہم ہو خاکِ پا سے سربلندی
کہ ہے انجامِ شادی واجب الفرض
تاملِ آمد آمد کا فقط ہے
چلا سوئے اودھ خط لیکے قاصد
دکھایا جلوۂ بالِ کبوتر
میانِ بزمِ سلطانی بٹھایا
منور ہو گیا کاشانۂ دل
خوشی سے تن کو پیراہن میں تنگی
خطِ شادی سرِ محفل سنایا

دعا دی ہو کے بس دلشاد دسرت نے ۔ کہا لفظ مبارکباد دسرت نے
دیا قاصد کو شہ نے خلعتِ زر ۔ عقیق و نیلم و الماس و گوہر
جوابِ نامہ دیکر حسبِ دستور ۔ کیا رخصت اودھ سے شاد و مسرور

راجہ دسرت کا مع سامان برات جنکپور مین پہنچنا اور چارون بیٹون کا بخوشی تمام بیاہ کرکے ملک اودھ مین پھر جانا

رہے ہر دم خیالِ جانکی ناتھ ۔ قصور مین لگے خاکِ قدم ہاتھ
رواں لے توسنِ فکرِ رسا ہو ۔ کہ میدانِ مضامین زیرِ پا ہو
رقم وہ لفظ نو ایجاد ہو جائین ۔ انھین آنکھون سے سب کے صاد ہو جائین
وہ درج اسمین ہون مضمونِ حمیدہ ۔ کہ پھڑکین ناظرین مانند دیدہ
بہارِ جاودان آئی چمن مین ۔ نہ گل پھولے سمائے پیرہن مین
دُرِ شبنم کا تن پر سج کے گہنا ۔ لباسِ ارغوانی گل نے پہنا
بسے عطرِ حنا سے جامۂ گل ۔ معنبر تھی سراسر زلفِ سنبل
عروسِ سبزہ کی دیکھی جو پاکی ۔ فلک نے چادرِ شبنم عطا کی
چٹکنا غنچۂ رعنا گئے بھول ۔ چمن مین کھل کھلائے پھولکر پھول
ہر اک جانب بہارِ جانفزا تھی ۔ خرامِ ناز مین بادِ صبا تھی
زمین سے آسمان تک تھی مچی دھوم ۔ نہ تھا باغِ جہان مین کوئی مغموم
فراخی تھی دلِ چرخِ کہن مین ۔ گئی تنگی حسینون کے دہن مین

بحکم شہ منادی نے ندا کی — کہ ہے یہ موسم ہنگام شادی
بجوش دل ہر اک بجو طرب ہو — عروس خرمی سے لب بہ لب ہو
سرانجام طرب ہو جس کو درکار — وہ ہو ارکان دولت سے طلبگار
رعیت نے بہ تعمیل احکام — بپا کی بے تامل عشرت عام
بہ آئین [illegible] بندی — میان شہر کی آئینہ بندی
در و بام و دیوار و طاق و روزن — کیے رنگین برنگ صحن گلشن
منقش سب مکان و شہر و بازار — جہان تھا جنس عشرت کا خریدار
مکانون سے عیان شان لطافت — دکانین نگینین کان لطافت
سجی چھت پردۂ دیوار گیری — بہم ہر جا پہ سامان امیری
در دن مین پردۂ سنجاب پر زر — مثال پردۂ چشم منور +
خجل لطف نگارستان چین ہو — خجالت سے حلب چین بر جبین ہو
جوان و پیر و معصوم و زن و مرد — ہر اک تھا شاہد عشرت کا ہمدرد
پے مہمانیِ ارباب دعوت — بہم تھا ہر جگہ اسباب دعوت
جا بجا بجا تھا راگ کا رنگ — بدل تھا مطرب پیر فلک تنگ
رباب و ارغنون چنگ و چغانہ — وہ بر ربط عشرت افزاے زمانہ
کوئی مائل تھا گلگشت چمن پر — کوئی راغب بہار انجمن پر
کسی کو دختر انگور کی تاک — کسی کو دیدۂ مخمور کی تاک
کہین نغمہ ترنم اور کہین تان — خوشی کی دھن کسی کو عیش کا دھیان
کسی کو فصل گل مین جوش مستی — کوئی آمادۂ عشرت پرستی

کوئی پردہ نشین در پردہ ساز — بیان سوز کرتی تھی بصد ناز
غرض سب اپنے اپنے دھیان مین مست — بموجب شعر استاد زبردست
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد — کسے را با کسے کارے نباشد
لکھون گر سب بیان جشن معقول ہے — برائے عرض مطلب ہو گیا طول ہے
مگر ہے مختصر مین لطف دونا ہے — ز خروارے سخن مشتے نمونہ
گلستانِ جہان مین غنچۂ دل — شگفتہ ہو گئے مثل عنادل
شہنشہ نے برسم خسروانہ — کئے چارون طرف قاصد روانہ
پیام الفت و اخلاص بھیجے — تحائف بہر خاص الخاص بھیجے
غریب و اہل زر کو مژدۂ عام — سرافرازون کو خط شاہون کو پیغام
کمال شوکت و جاہ و حشم سے — ہوئے سب جلوہ گر خیل و خدم سے
بچشم و سر چلے سن سن کے پیغام — ہوا ملک اودھ مین مجمع عام
شہنشہ نے براہ سرفرازی — دکھایا شیوۂ مہمان نوازی
کسی کو دیدۂ سر پر بٹھالا — کسی کو مسندِ زر پر بٹھالائے
کئے دستِ کرم سے گنج تقسیم — کسی کو زر کسی کو گوہر و سیم
بڑا احسن ہو وقتِ ہمایون — چلا سلطان برنگِ سیل جیحون
روان تھے صورتِ بحر روان تخت — طلائی نقرئی گوہر فشان تخت
سراسر خوشۂ یاقوت و الماس — گلون کی نقرئی بھولنین بو باس
عجائب تخت تیلی کے وہ دلکش — کہ پتلی چشم مردم کی ہوئی غش
وہ آرائش تھی اک آرائشِ شہر — دو بالا جس سے تھی زیبائشِ شہر

کھلا تھا منزلون تک تختۂ باغ — فلک کو عالمِ حسرت سے تھا داغ
سوارانِ دلاور گرز بر دوش — پیادے برق رفتار و زرہ پوش
سجے فرطِ طرب سے تن پہ ہتھیار — معرّق طرّہ و سرپیچ و دستار
فرس سرمایۂ چابکتری تھے — صبا چلنے مین اڑنے مین پری تھے
تڑپ مین برقِ تابان سے نہ تھا فرق — سراپا بحرِ زرق و برق مین غرق
سواری جب چلی شاہِ جہان کی — ادب سے جھک گئی پشت آسمان کی
بجاہ و حشمت و شانِ تجمل — جلو مین جملہ شاہانِ جز و کل تھے
بھرت اور سترہن با خوشنمائی — سوارِ فیل ہودج دونون بھائی
نظر آیا جو یہ سامانِ شادی — خوشی سے پیر گردون نے دعا دی
ہمیشہ در جہان باشی باقبال — جوان بخت و جوان دولت جوان سال
ہجوم جملہ خلقت فرحت اندوز — نشستہ اک رتھ پر اپنے جلوہ افروز
چلا اب لشکرِ شاہی بصد جاہ — روان منزل بمنزل صورتِ ماہ
برات آئی جو نزدیکِ جنک پور — ہوا شاہِ جنک بشاش و مسرور
رئیس و جملہ سرداران نامی — ہوا خواہ و مشیر و اہتمامی
وزیر و مرشد و دانا ستانند — امیر و اہلکارانِ خرد مند
سبھون کو بہرِ استقبال بھیجا — بجاہ و حشمت و اجلال بھیجا
ہوئی جب آمد آمد شہرۂ عام — ملے جا کر جنابِ لچھمن و رام
جھکایا سر کو آئینِ ادب سے — ملے درجہ بدرجہ جا کے سب سے
نگاہِ شہ نے پایا نسخۂ نور — پھڑک اٹھا برنگِ چشمِ مخمور

دلیے بوسے زنخدان وجبین پر — لب و رخسار اور گیسو کی چین پر
منگا کر شتہ نے خوش رفتار رہوار — کیا بس جیت و جابک اُنکو اسوار
فرس تھے یا شمیمِ روح پرور تھے — نسیمِ صبح یا بوئے گلِ تر
چھلاوہ تھے پری تھے یا ہوا تھے — فرس کہنے کو پر کیا جانے کیا تھے
ملے رستے مین بسوامتر جا کر — تو شتہ نے ڈنڈوت کی سر جھکا کر
سرِ تختِ روان پر لا بٹھالا — کیا رتبہ سرافرازون سے بالا
خبر جس دم ہوئی آوازۂ گوش — کہ آئے جملہ شاہان زرہ پوش
عزیز واقربا کو لے کے ہمراہ — جنک نے پیشوائی کی بصد جاہ
برات آئی درِ شاہِ جہان پر — تجلی تھی زمین و آسمان پر
ہوا ایسا فروغِ شمع کا نور — کہ فانوسِ فلک تھی جس سے بے نور
ہزارون بجھتا تھے جلوہ آرا — کھلا تھا باغ عالم مین ہزارا
جھمکتی تھی وہان چشمِ جز دکل — فلک پر مشعلِ خورشید تھی گل
چھٹین جب چرخیان گھبرا گیا چرخ — برنگِ چرخ چکر کھا گیا چرخ
رُخِ خورشید پر زردی سی چھائی — اڑی مہتاب کے منھ پر ہوائی
پشیمان ہو گئے سیارۂ چرخ — دھوئین سے بھر گیا غبارۂ چرخ
گلون سے تھی بہارِ لالہ ہر سو — دوان تھے شعلۂ جوالہ ہر سو
نظر آئے جو نخلِ سرو مین پھول — فلک گلزار انجم کو گیا بھول
جنک نے رسمِ دروازہ ادا کی — دلون کو فرحتِ تازہ عطا کی
میانِ رقبۂ شہر جنک پور — مکان اک تھا قریبِ مطلع نور

اُسی مین میہمانون کو اُتارا
رہے وان حسبِ دستورِ سلف وہ
کیے حاضر جنک نے تحفۂ عام
ہزارون خوان حلوائے معطر
ہزارون لولیان صاحبِ ناز
لگین گت ناچنے وہ اہلِ دارِ
جہان کو صحبتِ عشرت بہم تھی
وزیرِ شاہ نے فرطِ طرب سے
مبارک روز دل افروز ہے آج
گھڑی اچھی لگن اچھی دن اچھا
عروجِ آفتابِ برتری ہے
سُنی جب یہ نویدِ روح پرور
ہوئے سب برمحل داخل محل مین
ہوا اِک جا یہ خیلِ دیوتا مین
بشر بن بن کے اَز بہرِ تماشا
برہنج و بشن و سنکادو مہادیو
اگن تھے اندر تھے جم تھے برن تھی
وہ کنز جچھ گندھرب ایشر اسب
عطارد مشتری مریخ و زہرہ

ہوئے شاہان نامی جلوہ آرا
ہوا گھر غیرتِ برجِ شرف وہ
لذیذ و دلپسند و پختہ و خام
نفیس و خوشگوار و روح پرور
ہوئین محو ترنم حسبِ انداز
کہ زہرہ غش ہوئی اوجِ سما پر
نیے عاشق مگر ہر تال سم تھی
دعا دسرت کو دی آکر ادب سے
ادائے رسم بجا لور ہے مہاراج
تھا اچھی ساعت اچھی ہی چھین اچھا
قرانِ ماہتاب و مشتری ہے
براتی آئے سب قصرِ جنک پر
گئے سیارہ سان برجِ حمل مین
کہ ہے جشنِ طرب دولتسرا مین
ہوئے وان جلوہ افگن بے تحاشا
ہوئے شریک کے سب رونق فزا دیو
شریکِ انصرام و کارکن تھے
ہوئے رونق دہِ دولتسرا سب
مہ و مہر آئے سب سُن سُن کے شہرہ

ستارے جملہ آئے بہر تسلیم
فلک حاضر ہوا خود لیکے تقویم

بہ بھانور جناب رام سب بیٹھے
اور سب جملہ خاص و عام بیٹھے

سری سیتا کو پھر بٹھلا دیا پاس
خواصین تھین پس و پیش و چپ و راس

ہوئی حاصل عدد گور و سفیدی
بنائی اُٹھکے برہما جی نے بیدی

مزہ تھا لائق دید اُس جگہ کا
کہ خود گھٹ کے عوض بیٹھی تھین گنگا

پرستش کیلیے حاضر تھین فی الفور
سری گنیت سری درگا سری گور

ہوئی جس جس کی مورت کی ضرورت
ہوئی پیش نظر صاف اُسکی مورت

سیا کو رام سے بیاہا جنک نے
مبارک ہو کہا پیر فلک نے

غرض اک اور تھی دخت شہنشاہ
سر دست اُسکا لچھمن سے کیا بیاہ

کوئی کس کیت تھا شہ کا برادر
تھین اُسکی دختریں دو نیک منظر

جنک نے رسم و دستور کہن سے
اُنھین بیاہا بھرت اور سترہن سے

حقوق رسم شادی سب نے پائے
بصد دریا دلی گوہر لٹائے

جو دیکھے ایک جا چارون دلاور
شہنشہ نے کیے موتی نچھاور

بشسٹ آئے حضور شاہ نامی
کہا اے فخر شاہان گرامی

بہم گو جملہ سامان طرب ہے
پر اب شاہ اودھ رخصت طلب ہے

بصد شادی اجازت دیجیے آپ
مناسب ہے کہ رخصت کیجیے آپ

جنک بولے کہ اے سرمایۂ ہوش
شہنشہ ہین عطا پاش و خطا پوش

نہین ہین عہدہ برا انکے کرم سے
سرافرازی ہوئی خاک قدم سے

بیان کب ہون صفات گرمجوشی
قلم کے لب پہ ہے مہر خموشی

کرم بخشی سے خود جلوہ دکھایا — عطا کی آبرو رتبہ بڑھایا

لیے رخصت نہ مجھے تکرار کیا ہے — مطیع حکم کو انکار کیا ہے

ہوئی تیاری رخصت محل مین — لیا ماں نے سیتا کو بغل مین

ہر اک سو تھی بپا فریاد و زاری — جگر مین سوز اشک آنکھون سے جاری

کیا سکھپال مین سیتا کو اسوار — بندھا تھا آنسوؤں کا چشم سے تار

جہیز اتنا دیا شاہِ جنک نے — نہ دیکھا تھا کبھی چشمِ فلک نے

ہزارون طاقہ کمخواب و اطلس — حریر و قاقم و سنجاب و اطلس

ہوادار و فرس فیلِ عماری — روش سے ہو خجل بادِ بہاری

پرستار و خواصانِ خوش اخلاص — سپاہی ہمنشین و ہمدم خاص

دمِ رخصت براہِ مہربانی — شہ دسرتھ نے کی گوہر فشانی

کیے جوڑے ہزارون شہ نے تقسیم — دیے الماس و یاقوت و زر و سیم

لٹائے اسقدر انبارِ گوہر — کہ سستا ہو گیا بازارِ گوہر

جہیز اٹھا یکایک مچ گیا غل — چلے شادان براتی با تجمل

زبانون پر صفات قدردانی — جنک کی یاد تقریر زبانی ہو

غرض سب فوج و شاہان ہوا خواہ — اودھ مین ہو گئے داخل بصد جاہ

سیا کو قصرِ شاہی مین اتارا — محل کا ہر محل چمکا ستارا

ہوئین دلشاد ملکہ اور رام — ہوئی حاصل دونکو عشرت عام

رہے چارون برادر شاد و خرم — انیس و محرم و ہمراز و ہمدم

شروع اجودھیا کانڈ راجہ دسرت کا راجہ رامچندر کیواسطے سلطنت اودھ تجویز فرمانا اور بن باس ہونا راجہ رامچندر کا بوجہ رانی کیکئی کے

سدا نام سیاپت بر زبان ہو — ہمہ نقد نشاطِ جاودان ہو
زبس پیرِ فلک سے ہے فتنہ پرور — کہ ہے اُس کا خمیر کینہ و شر
ازل سے تفرقہ پرداز ہے چرخ — پئے دود لِ افسون ساز ہے چرخ
ہزارون کے مٹائے گھر فلک نے — دیئے مثلِ صبا چکر فلک نے
گلون کے حق مین ہی یہ صورتِ خار — نہین لطف و محبت کا روا دار
جہان کو اِسکی گردش سے خلل ہی — کہا گویا یہی ضرب المثل ہے
کہ جب سے رام و سیتا کا ہوا بیاہ — دلِ گردون کو گردش کی ہوئی چاہ
یہ تھا اندیشۂ چرخِ سیہ مست — کہ ہاتھ آئے کوئی پہلو سرِ دست
مگر جوئندہ یابندہ جو ہے نقل — نکالا تفرقہ اک از رہِ عقل
کہ پہنے ایک دن نارو قضا را — ہوئے مالک اودھ مین جلوہ آرا
لباس زعفرانی زینتِ دوش — سراپا دانش و سرمایۂ ہوش
صدائے بین فریبِ نکتہ بینان — پسندِ پردۂ گوشِ حسینان
نوید آمد آمد جب کہ پائی — جناب رام نے کی پیشوائی
خوشی سے اپنی محفل مین جگہ دی — بٹھا لا آنکھ پر دل مین جگہ دی
کہا نارو نے اے سرمایۂ ہوش — کیا قولِ کہن شاید فراموش

ہوا ہے جب لیے عالم مین اوتار
مخالف بر سرِ طیش و تعب ہین
فروغِ قدرتِ کامل عیان ہو
کہا وعدہ وفا بیشک کرینگے ٭
کلامِ دلنشین کہہ کے سخن بارے
نہان اک دل مین امرِ دلنشین تھا
روایت ہے شہ دسرت کسی روز
ہجومِ بندگانِ بادشاہی
خیالِ زینت کاکل جو آیا ٭
سفید آئے نظر کچھ تار کاکل
چمک دیکھی جو مثلِ تارِ مقیش ٭
دل اُلجھا حلقۂ گیسو کی صورت
خیال آیا تصور مین کہ افسوس
یہ تاج و تخت شاہی رائگان ہی
بہارِ کاکلِ مشکین ہے کافور ٭
شبِ گیسو مبدل ہے سحر سے
مناسب ہے کہ بخشون رام کو راج
رہون مین گوشۂ دنیا مین دلگیر
بشسٹِ نکتہ بین کے پاس جا کر

نہین ابتک کوئی صورت نمودار
ہجومِ دردمندان جان بلب ہین
پے بیچارگان مشکل امان ہو
حروفِ غم دلون سے حک کرینگے
سری نارد قدم چھو کر سدھارے
یہ آنا خالی از علت نہین تھا
ہوئے تختِ شہی پر جلوہ افروز
کھڑا تھا سامنے باصد مباہی
مقابل رُخ کے آئینہ منگایا
سراپا سرد تھا بازار کاکل ٭
مکدر ہو گیا آئینۂ عیش
شکن دل مین پڑی ابرو کی صورت
نہالِ نوجوانی پر پڑی اوس
چمن مین آمدِ فصلِ خزان ہے
بنا مرمر کے مرمر سنگ بلور
مسافر غافل ابتک ہے سفر سے
کہ ہین وہ فی الحقیقت لائقِ تاج
کرون کچھ توشۂ عقبیٰ کی تدبیر
سنایا راز دل گردن جھکا کر ٭

کہا رکھ نے زہے قسمت زہے بخت
مبارک روز ہین فرخندہ ایام
سُنا جب یہ تو رکھ کو لیکے ہمراہ
یہ فرمایا وزیرِ بخت بین سے
کہ کل ہو گا ظہورِ قشقہ رام
سُنا جب حکم شاہِ بحر و بر سے
بہ تجویزِ بشسٹ اہل اور اک
تمامی تیرتھون کے جل منگائے
وہ زینت دی مقامِ تختگہ کو
ہوئے خوش باش عالم مین جزو کل
تلک کا شور وغل گردون تلک تھا
مچی ہر کوچہ و بازار مین دھوم
خوشی تھی سب کو تو دولتسرا مین
خیال آیا کہ ہو گر رام کو تخت
شہ راون کرے خلقت کو تاراج
جناب سرستی جی کو بلایا
کہا گر رام یان شاہی کرینگے
نمایان ہو کوئی تدبیر کامل
نہ بیٹھین رام تختِ پادشاہی

اگر بخشو جناب رام کو تخت
کرو سامان شادی کا سرانجام
ہو دولت سرا آیا شہنشاہ
ہوا خواہ و مشیر و ہمنشین سے
طلوعِ صبح تک سب ہو سرانجام
ہوئے وہ مستعد سب چشم و سر سے
منگایا جملہ سامانِ طربناک
ہر اک صحرا کے پھول اور پھل منگائے
ہوئی حیرت نگاہِ مہر و مہ کو
سب اپنے تن مین پھولے صورت گل
یہ ذکر آویزۂ گوشِ فلک تھا
ہوئے شادان جوان و پیر و معصوم
تردد تھا ہجومِ دیوتا مین
کرین شورش وتیان سیہ بخت
جہان ہو گردشِ گردون سے محتاج
مفصل مطلب خاطر سنایا
اسیر بد دعا کیونکر رہینگے
شگفتہ جسکی ہو ہر غنچۂ دل
سحر کو جانب صحرا ہون راہی

سُنی جب سرستی جی نے یہ گفتار
میانِ رقیبہ شہرِ دلاویز
زمانہ کو حسد کے کچھ نہین کام
جدہر دیکھو حسد کی جنگ و وف ہے
کنیز کیکئی اک تھی بدانجام
مہارانی نے کی عقل اسکی زائل
جو نکلی بے حجابانہ محل سے
ہر اک جانب ہے بزمِ عشرتِ عام
سراپا بحرِ حسرت مین ہوئی غرق
مثالِ دیدۂ مردم پھری وہ
کہا رانی سے اے جانِ شہنشاہ
بھرت کو شہ نے منزل سے نکالا
ملے گا رام کو اورنگ شاہی
خبر کوچہ بکوچہ مشتہر ہے
نہو سلطان یہ ہرگز بر سرِ ناز
بباطن شہ کے ہے کوشلیا پہ مائل
اُسی کا ہے فریب و مکر و نیرنگ
غضب سے کیکئی بولی کہ بدبخت
بھرت اور رام ہین سو دل سے پیارے

گئین ملکِ اودھ مین چار ناچار
نظر آئی بہارِ فرحت انگیز
ہر اک دل سے ہے ہوا خواہ سرِ بام
چراغستان کا عالم ہر طرف ہے
سیہ کار و سیہ دل منتھرا نام
ہوئی سیر و تماشا پر وہ مائل
تو دیکھے جشنِ سلطانی کے جلسے
زبان زد ہے نویدِ قشقۂ رام
چلی نارِ غضب مین پا سے تا فرق
زمین پر خود سرشک آسا گری وہ
نہین تو مرضی سلطان سے آگاہ
غبار آسا تہِ دل سے نکالا
بھرت پر ہوگا آثارِ تباہی
ظہورِ قشقہ ہنگامِ سحر ہے
یہ ہے سب ظاہری اُلفت کا انداز
دلِ دانا ہے طوق آسا حمائل
کیا لختِ جگر کو زیبِ اورنگ
زبان سے کیا نکالا کلمۂ سخت
برادر ہین مری آنکھوں کے تارے

بھرت سے رام کو الفت بڑی ہے
نظر چشم تصور مین لڑی ہے

بڑھے گا آستان بوسی سے پایہ
پڑے گا دامن دولت کا سایہ

اگر ہون مالک افسر سریر رام
مجھے حاصل ہو پھر اعزاز و اکرام

بھرت کو ہو حصول ارجمندی
ہم ہو افتخار و سربلندی

زہے قسمت زہے تقدیر یاور
کہا ہے قوت بازو برادر

یہ سنکر منتھرا بولی کہ ہیہات
حماقت کی جو کچھ تم سے کہی بات

بُرا تم نے مری باتون کا مانا
نہین شاید کہ نیکی کا زمانہ

کوئی شہ ہو کوئی ہو اہل اکرام
مجھے اپنی پرستاری سے ہی کام

کنیزی چھوڑ کر رانی نہو نگی
جہان مین آپ کی ثانی نہو گی

تم اب سمجھو نہ سمجھو دل کے شک سے
ادا مین ہو چکی حق کے نمک سے

کرو بہتر جو اپنے حق مین جانو
صلاحاً کہدیا مانو نہ مانو +

برادر سا کوئی دشمن نہین ہے
ملے موقع تو مار آستین ہے

خصوصاً جس گھڑی ہو صاحب تاج
برادر کو کرے عالم مین تاراج

کہان کی رسم کیسی آشنائی
خوشی کی بات ہے بھائی نہ بھائی

اگر سمجھے شریک حصۂ مال
کرے مثل حنا قدمون سے پامال

سُنے جب یہ کلام آشنائی +
ہوئی دل کو ہوائے کج ادائی

کہا تب منتھرا نے با دل زار
کیے تھے شاہ نے دو تم سے اقرار

مناسب ہے کہ آج اصرار کیجے
وفائے وعدہ پر تکرار کیجے

سری رگھبر کرین صحرا مین آرام
بھرت یان بادشاہی کا کرین کام

سنے جب یہ کلام وحشت انگیز — زبس نار حرارت ہو گئی تیز
تب رقت سے پیراہن کیا چاک — برنگ برگ گل دامن کیا چاک
کیئے گیسو پریشان مثل سنبل — ہوئی محو فغان مانند بلبل
گری ذرّہ کی صورت بر سر خاک — بنی زہرہ سے مریخ غضبناک
ہوئی جب ظلمت شب آشکارا — ہوا سلطان محل مین جلوہ آرا
نظر آیا عجب اک عالم ہو، — خزان کی گلشن ایوان مین تھی بو
کہ یعنے کیکئی باصد دل زار — زمین پر تھی برنگ نقش دیوار
غبار گرد خاکستر ہے تن مین — مثال مہر تابان ہے گہن مین
شہنشہ نے جو دیکھا حال بانو — ہوا فرط الم سے سر بزانو
ہوا یون جوش رقت سے سخن ساز — ستایا کس نے اے سرمایۂ ناز
قسم ہے رام کی مانگے جو پیاری — ابھی بخشون براہ انکساری
اگر روح روان مانگے تو بخشون — متاع جسم و جان مانگے تو بخشون
کسے مارون کسے بخشون زر و گنج — کرون کس کو اسیر حلقۂ رنج
کسے دون رتبۂ فرمانروائی — کسے دون قید کلفت سے رہائی
کرون مثل حنا پامال کس کو — کرون دولت سے مالا مال کس کو
کہا تب کیکئی نے بادل زار — کیے تھے آپنے دو مجھسے اقرار
یہی بس آپکی خدمت مین ہے عرض — وفاے وعدہ اب ہے واجب الفرض
بھرت ہون زینت اورنگ شاہی — بھرت ہو رتبۂ عالم پناہی
جناب رام جائین بہر گلگشت — رہین چودہ برس آوارۂ دشت

نہ ہرگز پاس خاطر سے رہیں پاس
سُنا جب یہ سخن غارتگرِ ہوش
گرے سبزہ کی صورت بر سرِ خاک
کہا رو رو کے اے سرمایۂ شہ
نہیں ہے رام کو کچھ خواہشِ تاج
اُنھیں پروا شہنشاہی کی کیا ہے
فلک ہے اُنکے آگے دست بستہ
مرادم ہے فقط اک اُنکے دم سے
یہی گر تجکو منظورِ نظر ہے
بصد آئین و انداز شرافت +
خوشی سے بادشاہی کا کریں کام
سوا اِسکے ابھی کچھ سِن نہیں ہے
وہ ہیں ناواقفِ گرمی و سردی
کہاں پائے حنائی مثلِ گل نرم
مناسب ہے کہ اس سے درگذر تو
کردن رخصت انھیں کیونکر میں انجان
کہا اُس نے براہ اعتراضی +
زبانِ شہ بدل سکتی نہیں ہے
صداقت کے سبب عرشِ بریں ہے

برنگِ بوئے گل بن میں کریں باس
شہ دسرت ہوئے از خود فراموش
گریبان کثرتِ غم سے کیا چاک
سخن کس طرح لائی زبان پر
وہ کب فرمانروائی کے ہیں محتاج
قدم کو رتبۂ ظلِ ہما ہے
زمیں ہے اک مطیع و دل شکستہ
بندھی ہے دولتِ دنیا قدم سے
اِنھیں تختِ شہی سے درگذر ہے
بھرت ہوں وارثِ تختِ خلافت
نہیں لیکن گوارا فرقتِ رام
پھریں صحرا میں یہ ممکن نہیں ہے
نہیں ہیں لائقِ صحرا نوردی +
کہاں ریگِ بیابان آتشِ گرم
نہ کر ہر لحظہ اصرارِ سفر تو
انھیں سے قالبِ خاکی میں ہے جان
مناسب ہے وفائے شرطِ ماضی
زمیں گردش سے ٹل سکتی نہیں ہے
ستادہ اک پانوں سے گاؤ زمیں ہے

صداقت سے بنائے شش جہت ہے
سخن کرتے نہین اہل صفا رد
سوا اسکے نظر ہر الفت رام
یہ دل مین ہی شک بیشک بھرا ہے
ہوئے دسرت یہ سنکر خود فراموش
ہوا جس دم گریبان سحر چاک
امیران مبارک ذات آئے
اراکین و مشیران ہوا خواہ
ظہور صبح صادق تک وہ ناکام
سومنت دانش آموز خرد ور
شہنشہ کو بروے خاک دیکھا
دعا دی دست بستہ شہ کو فی الحال
نصیب دشمنان کیا درد دل ہے
سُنین گر بندگان بادشاہی ہے
کہا تم رام کو لاؤ یہان جلد
تب اُسنے رام کو جاکر خبر کی
جناب رام چندر آئے پدر پاس
کہ سلطان صورت ماہی طپان ہے
نہ طرہ ہے نہ کلغی ہی نہ سرپیچ ہے

بظاہر بیستون گردون کی چھت ہے
مثل ہے قول مردان جان دارد
یہ نقش کالحجر ہے ہر الفت رام
حباب آسا ہی کچھ چشمک بھرا ہے
گرے فرش زمین پہ ہوکے بیہوش
عروس شب چھپی پردے مین غمناک
ادب سے پہر تسلیمات آئے
ہوئے حاضر میان کورنش گاہ
رہے امیدوار رقعۂ رام
گیا دولتسرا مین ہوکے مضطر
برنگ گل گریبان چاک دیکھا
ترقی پر رہے خورشید اقبال
طبیعت کے سبب کیون مضمحل ہے
کرین کوشش براہ خیرخواہی
روان ہو صورت روح روان جلد
کہی حالت شہ والا گہر کی
نظر آئی عجب اک صورت یاس
برنگ مرغ بسمل نیمجان ہے
پڑے ہین مثل گیسو پیچ پر پیچ ہے

گزارش کی یہ آئین ادب ہے — ہجوم درد و غم کس سبب ہے
کسی سرکش سے ہو گر خوف آزار — تو گردن کشتہ تیغ شرربار
مری جانب سے گر کچھ حرف شک ہو — تو نوک کارد شفقت سے حک ہو
زہے قسمت جہان مین اس پسر کی — رضاجوئی کرے مادر پدر کی
نہین کچھ تخت سے آرام مجکو — فقط ہے بندگی سے کام مجکو
زبس تھی زندگانی ناگوارا — نہ تھا شہ کو سخن سنجی کا یارا
جگر مین صورت دریا اٹھا جوش — رہا مثل صدف پھیلا کے آغوش
بمشکل رام کو کھینچا بغل مین — کیا نقش محبت کو عمل مین
کہا تب کیکئی نے چار و ناچار — کیے تھے شاہ نے دو مجھسے اقرار
خلاف بادشاہان وفاکیش — وفائے وعدہ مین اب ہے پس و پیش
اگر چاہو جہان مین نیک نامی — کرو تعمیل ارشاد گرامی
جو فرزند سعادتمند ہو تم — وفائے وعدہ کے پابند ہو تم
بھرت ہون زینت اورنگ شاہی — خوشی سے تم ہوے صحرا ہو راہی
کہا صحرا نوردی ہے جو مرغوب — بہت بہتر بہت اچھا بہت خوب
چلے رہبر قدم چھو کر ادب سے — ہوئے رخصت شہ رخصت طلب سے
مچا اک بارگاہ شہ مین کہرام — ہوا عشرت کدہ مین ماتم عام
یہان پیچیدہ گیسوے سخن ہے — جبین صفحہ پر ثابت شکن ہے
ورق ہے صورت مسطر کشیدہ — دوات آسا قلم ہے آب دیدہ
بیان رخصت و عزم سفر پر — حروف تازہ خاک افشان ہین سر پر

جناب جانکی نے جب سنا حال — تو جوش گریہ سے آنکھین ہوئین لال
ہوئی آسائش خاطر فراموش — اڑا اوج ہوا پر طائر ہوش
نہ تھا ضبط شکیبائی کا یارا — ہوئی شوہر کی فرقت ناگوارا
حیا نے آکے گو دامن لیا تھام — مگر جوش محبت نے کیا کام
خیال آیا کہ ہمراہی مین رہیے — صبا بنکر ہوا خواہی مین رہیے
رہے یا بوسئ خوشدامن خاص — ہوئین حاضر براہ لطف و اخلاص
کہا مجکو بھی اب حکم سفر ہو — کہ تسکین دل و جان و جگر ہو
سنی جس دم یہ خوشدامن نے گفتار — کیے دامن کے پرزے جیب کے تار
کہا رو کر کہ اے سرمایۂ عیش — بنائے نازکی پیرایۂ عیش
تمھین سے قالب خاکی مین ہی جان — تمھین سے مشکل لاحل ہی آسان
تمھین ہو رونق کاشانۂ دل — تمھین نور چراغ خانۂ دل
مکان بادشاہی مین کرو چین — رہو دل مین مثال مردم عین
متاع ننگ و ناموس شہنشاہ — کرو غارت نہ بن مین جاکے ہمراہ
سفر مین حاصل بیم و ضرر ہے — حقیقت مین سفر مشکل سقر ہے
کہان پائے حنائی رشک گلزار — کہان نشتر صفت نوک سر خار
کہان یہ چہرۂ پرنور کا نور — کہان وہ ظلمت شبہائے دیجور
رگ گل پائے نازک مین جو گڑ جائے — جبین پر چین شکن ابرو مین پڑ جائے
گران ہے جبکہ خوشبوئے گل تر — سہو گی کب غبار باد صرصر
مناسب ہے کہ دلداری کرو تم — اودھ مین رہکے غمخواری کرو تم

کرو صحرا نوردی مین تامل
جناب جانکی طرز سخن سے
کہ ہے صحرا نوردی کی مجھے چاہ
وہی ہے زوجۂ اہل صداقت
حیاتِ زوجہ ہے شوہر کے دم سے
زنِ عفت گزین ہے سایۂ مرد
کہان فرقِ زن و شوہر بہم ہو
بتاہے کہ رہیے رام کے ساتھ
بیابان پنجۂ مژگان سے جھاڑون
روش سے ہر قدم زیر کفِ پا
بہارِ آسا بسین جس سر زمین پر
نہین کچھ خارِ کلفت کا مجھے داغ
یکایک شاہ دسرت نے سُنا غل
نصیحت کی براہِ نکتہ بینی
جناب جانکی جی نے نہ مانا
سری لچھمن نے وان دیکھا جو یہ رنگ
گئے پیشِ پدر با آہ و زاری
اجازت ہو مجھے بھی اے شہنشاہ
بجالاؤن مین رسمِ شرطِ یاری

نہ چھوڑو دامنِ صبر و تحمل
ہوئین شکر فشان تنگِ دہن سے
رہونگی سایہ سان قدمون کے ہمراہ
کرے سختی مین شوہر کی رفاقت
چھٹے کیونکر غبار آسا قدم سے
لباسِ زیور و پیرایۂ مرد
قدم سے کب جدا نقشِ قدم ہو
کہ نقد دولتِ عظمےٰ لگے ہاتھ
قدم سے دامن غبرا کو جھاڑون
بچھادون پردۂ چشم مصفا
بچھادون پھول کر فرشِ گل تر
بیابان ہے سراسر تختۂ باغ
بلایا جانکی کو بے تامل
ہوا مانع بے صحرا نشینی
ہوئین مسکن سے صحرا کو روانا
کیا مسکن سے ہمراہی کا آہنگ
گذارش کی براہِ انکساری
کہ جاؤن دشت مین بھائی کے ہمراہ
بچشم و سر کرون خدمتگزاری

نہین لطف وطن سے اب مجھے کام
کہ ہے عینِ سعادت خدمتِ رام

رہون آمادۂ کارِ غلامی ٭
کرون حاصل متاعِ نیکنامی

برادر ہے وہ بیشک دشمنِ جان
نہو گر وقتِ مشکل مین نگہبان

نہین ہے اُس مین بوے آشنائی
رفاقت جسکو بھائی کی نہ بھائی

یہ کہکر صورتِ اشکِ پدر روہ
چلے آنسو بہا کر چشمِ تر وہ

شہنشہ نے زبس کی آہ وزاری
رہا کوئی نہ بہرِ غمگساری

ہوئے آنکھون سے لختِ دل رُوانہ
ملا آنسو بہانیکا بہانہ ٭

جو پہلو مین دلِ محزون کو دیکھا
زمین دیکھی کبھی گردون کو دیکھا

کہا اے آسمانِ فتنہ پرور
کیے کیا کیا ستم جانِ حزین پر

سُمِنت صاحبِ عقل وخرد سے
یہ فرمایا کمالِ شدومد سے

دکھا کر چار دن سیرانِ کون مین
مرے پھولون کو لے آنا چمن مین

چلے گھر سے جو وہ سرمایۂ ہوش
تماشائی ہوے ازخود فراموش

در و دیوار پر چھائی اُداسی
ہوئی خلقت کو مسلوب الحواسی

لبِ دریا پہ تھے رقت سے نالے
حبابِ آبلہ پڑے تلوون مین چھالے

بڑھین جھیلین قدمبوسی کو سر کر
بھرین چشمون کی آنکھین آرتب سے

یہ اُمڈے چاہ سے منزل پہ تالاب
نظر آتا تھا کوسون عالمِ آب

کیا موجون نے دریا سے کنارا
سرِ شوریدہ کو پتھر سے مارا ٭

زبس رقت مین آئے چشمۂ بند
ہوا چشمِ صدف مین موتیا بند

رُخِ گلشن پہ تھے آثارِ زردی ٭
صبا کو تھی ہوا سے کوچہ گردی

پریشان نخلِ سنبل نے کیے بال
ہوا سبزہ ہولِ غم سے پامال

شفق نے صبح سا پھاڑا گریبان
ہوا دن غیرتِ شامِ غریبان

ہوے جس دم وہ دروازے سے باہر
گرا غش کھا کے فوراً سایۂ در

جدائی رام کی از بس ہوئی شاق
کھلین حسرت سے چشمِ روزن و طاق

سرِ راون سے لنکا مین گرا تاج
ہوا اُس کا متاعِ ہوش تاراج

بد اقبالی سے اوّل مُنھ کی کھائی
شگون بد نے کیا صورت دکھائی

رکابِ رام مین طفل و زن و مرد
چلے سوئے بیابان صورتِ گرد

ہر اک محوِ فغان مثلِ جرس تھا
ہوائے دل سے پران مثلِ خس تھا

جہان تھا فرقتِ رگھبر سے مغموم
ہجومِ دیوتا مین تھی مچی دھوم

سومنت و لچھمن و سیتا سر رام
ہوئے شب کو کہین پر محوِ آرام

ہجومِ واقفانِ لذتِ غم
پڑا فرشِ زمین پر مثلِ شبنم

جناب رام نے با آشنائی
ہر اک کو آ کے سمجھایا کہ بھائی

وطن کا چھوڑنا اچھا نہین ہے
یہان کیا ہے اودھ مین کیا نہین ہے

کرو تم دل سے غربت کی ہوس دور
نہ ہم دور اور نہ ہین چودہ ۱۴ برس دور

خوشی سے ہو اودھ مین جا کے آباد
ہماری گوشۂ دل مین رکھو یاد

اگر دم ہے تو اک دن آملین گے
تمھارے غنچۂ مطلب کھلین گے

سُنے جب قافلے نے کلمۂ ہوش
دلون مین بحرِ الفت نے کیا جوش

ہوئے مثلِ جرس محوِ فغان اور
اُڑائی سر پہ کچھ ریگِ روان اور

دکھائی رام نے قدرت یہ ناچار
ہوئے سب نشۂ غفلت سے سرشار

جو سوئے بندہ آسا دل جلے وہ — چمن سے صورت صرصر چلے وہ
لبالب گوہر حسرت سے داماں — قریب میر پور آئے خراماں
جو ہنگام سحر آیا انھیں ہوش — دلوں میں بحر حیرت نے کیا جوش
پھرے مثل صبا صحرا میں ہر سو — نہ اُن بوئے مجسم کی ملی بو
دکھائی آسمان نے گردش سخت — پھر کر ملک اودھ کو صورت بخت

آنا نکھا د مردم صحرائی کا راجہ رامچندر کے پاس اور راہ بتانا جنگل کا اور رخصت کرنا سمنت وزیر کو اور تشریف لانا رام چندر کا چترکوٹ پر بعد ملاقات رکھیشروں کے

رہے ہر دم سری رگھناتھ کی یاد — کہ دل ہو جس سے کلفت سے آزاد
نکھاد اک تھا کوئی مرد جہان گشت — شکار افگن میانِ دامنِ دشت
ہمیشہ مائلِ صید دد و دام — دلِ شوریدہ میں یاد سری رام
وفادار و دغا کار و وفا کیش — مثالِ قلب آئینہ صفا کیش
نویدِ آمد آمد سُنکے بن میں — برنگِ گل وہ پھولا پیرہن میں
لیے خویش و عزیز و اقربا ساتھ — ہوا پابوس خدمت باندھکر ہاتھ
ادب سے آکے پرکرمان پھرا وہ — قدم پر اُنکے اشتاب آسا گرا وہ
جو تھا واقف وہ سیاحِ جہان گشت — ہوا وہ رہنمائے جادۂ دشت

سومنت نکتہ بین سے چار و ناچار | سری رگھبر ہوئے سرگرم گفتار
رہو جا کر اودھ مین شاہ کے پاس | نہ ہو ہرگز غریق قلزم یاس
نہ ہو میرے سبب سے خانہ بردوش | خراب و خستہ و از خود فراموش
ملین گے پھر اگر قالب مین ہے دم | وہی تم ہو وہی سب ہین وہی ہم
سومنت بادِ قاتب ہو کے مضطر | ہوا یون درفشان با دیدۂ تر
دمِ رخصت یہ تھا حکم شہنشاہ | رہو تم سایہ سان قدمون کے ہمراہ
تماشا چار دن دکھلا کے بن مین | بنے جس طرح سے لانا وطن مین
بس اب تشریف لیجیے مہاراج | اودھ ہے آپکے درشن کا محتاج
پھلے سلطان کا نخل زندگانی | پڑے سوکھے ہوئے دھانو مین پانی
ضعیفی مین نہ تنہ کو دیجیے داغ | وطن کو کیجیے پھر غیرت باغ
کہا ہنسکر کہ سب سچ ہے و لیکن | پلٹ جانا مرا ہے غیر ممکن
قدم راہِ وفا مین دھر چکے ہم | بس اب عزم مصمم کر چکے ہم
اودھ مین ہم جو پھر جا کر رہین گے | سلاطین زمانہ کیا کہین گے
ہنسین گے باپ پر اہلِ سخن سب | رہین گے تا قیامت طعنہ زن سب
غرض سمجھا بجھا کر کلمۂ پند | کیا رخصت وہ دستورِ خردمند
جناب رام نے بدلا ادھر روپ | کہ پھیکی جسکے پرتو سے ہوئی دھوپ
مثالِ خاکیان تن پر ملی خاک | بظاہر کر لیا خاکی تنِ پاک
بدن کو حسن زیبایش ملا اور | ہوئی آئینۂ رخ پر جلا اور
یہ مضمون صفا دور از ادب ہے | وہ رخ محتاج زیبایش کا کب ہے

مگر ہاں حسن کا پایہ بڑھایا
جلا کو خود جلا دیکر جلایا

بڑھاپے کے سایہ آسا نار گیسو
نزاکت سے گران تھا بار گیسو

لٹون نے کی کف پا تک رسائی
کہ جو مین پنجۂ پا سے حنائی

لباس قاقم و سنجاب و دیبا
برنگ زعفرانی تن پہ زیبا

غرض تینون بہم شکر فشان وہ
روان تھا صورت موج روان وہ

بہار آسا کنار گنگ پہونچے
براہ سرعت و آہنگ پہونچے

یکایک آمد آمد کا مچا غل
برہمن دوڑ کر آئے جزو کل

کوئی بولا اِدھر آکر نہاؤ
مہاراج اسطرف تشریف لاؤ

ہرا گردون سے عزت مین بڑھی گھاٹ
نگاہ موج عالم پر چڑھے گھاٹ

کوئی یہ کہکے کرتا تھا اشارے
برہمن ہون بزرگون کا تمھارے

نہاکے پھر وہ دریاے لطافت
مٹی دل سے وہ سب گرد کثافت

گیا اُن سب کو مالامال زر سے
ہر اک دامن بھرا لعل و گہر سے

بر آئی الغرض حاجت جو سب کی
تو کشتی خود بدولت نے طلب کی

کہا ملاح نے اے بندہ پرور
زمین خاکِ قدم سے ہے مجھے ڈر

جہان مین قاف سے شہرہ ہی تا قاف
غبار پا سے پتھر اُڑ گیا صاف

مری کشتی جو ہو گردون کو راہی
رہون مین غرقۂ بحر تباہی

مری ہر روز کی روزی مین بل ہو
شگوفہ آب کا میرا خلل ہو

قدم سے ہر طرح خوف و خطر ہے
مقدم امتحان مدنظر ہے

قدم دیکھون مین دھوکے اسی کو ذات
وہی شاید کہ دھوکے گی نہو بات

سُنے جب یہ کلام آشنائی
تبسم کرکے فرمایا کہ بھائی

وہی کر جو تہ دل سے ہو منظور
کدورت آئینۂ خاطر سے ہو دور

اُسی دم آزمایش کی نظر سے
قدم کو اُسنے دھویا آب تر سے

کیا پھر کشتیِ چوبی پہ اسوار
چلا مانند موجِ بحرِ ذخار

برنگِ موج تر ساحل پہ پہونچے
سفر طے ہو گیا منزل پہ پہونچے

کیا خوش ہو کے کشتی سے کنارا
ہوئے ریگِ روان پر جلوہ آرا

سری سیتا نے وان جوشِ طرب سے
سری گنگا کی پوجا کی ادب سے

دعا مانگی کہ جب دم لچھمن و رام
وطن کو بن سے جائینگے بآرام

کرونگی مین بدل پوجا تمھاری
مثالِ خادمانِ خدمتگزاری

ندا فوراً لبِ ساحل سے آئی
کہ ہو گی مجلسِ غم سے رہائی

پس از چندے بہم آغوشِ ظفر رام
اودھ مین ہونگے جاکر جلوہ گر رام

ندا سنکر ہوئے گرمِ سفر وہ
چلے آگے بڑھے مثلِ نظر وہ

وہ یون روحِ سہ حرفی جلوہ گر تھے
بہم گویا دل و جان و جگر تھے

سیا جی تھین میانِ لچھمن و رام
دل و روحِ روانِ لچھمن و رام

میان ہر دو چشم اک نور تھین وہ
مگر قربِ دوئی سے دور تھین وہ

پراگ اک ہے مقامِ طاہر و پاک
ہوئے وارد وہان پر چست و چالاک

یہ تیرتھ ہے عجب ہندوستان مین
نظیر اُسکا نہین باغِ جہان مین

ملین ہین سرستی گنگ و جمن سے
بہم روحِ روان ہے جان و تن سے

ہے تربینی اسی سے مشتہر نام
جہان مین قدر ہین ہین شہرۂ عام

وہاں جا کر وہ دریا دل نہا کے
ادا سے ڈنڈوت کو سر جھکا کے

بھردواج ایک رکھ وان جلوہ گر تھے
گرامی رتبہ و عالی گہر تھے

ہوئے مسکن پر انکے جلوہ آرا
مکان رکھ کا چمکا یا ستارا

رہے شب بھر شریکِ میہمانی
سنائی رکھ کو سب اپنی کہانی

برآمد جب ہوا مہرِ شفق پوش
ہوئی شمعِ قمر گردون پہ خاموش

چلے آگے جنابِ لچھمن و رام
ہوئے دامانِ صحرا مین سبک گام

لبِ بحرِ جمن پہونچے وہ ذیجاہ
ہوا رخصت بکھادِ دانش آگاہ

بصد شادی گئے دونون برادر
حضورِ بالمیک نکتہ پرور

ادا کی مُن نے سب رسمِ مدارات
براہِ آشنائی کی ملاقات

منگا کر میوۂ شیرین کیے پیش
کہ برگِ سبز ہے سوغاتِ درویش

کہا جوشِ محبت سے کہ اے رام
کرو چندے یہین پر رہکے آرام

بنامِ چترکوٹ اک ہے یہان کوہ
پسندِ خاطرِ اہلِ جہان کوہ

شکار و سبزہ و دریا ہے موجود
گلاب و عطر و مشک و عنبر و عود

روان ہے اک سری گنگا کی دھارا
نشیبِ کوہ مین ہے جلوہ آرا

رکھیشر جا بجا ہین اہلِ فرہنگ
نہان ظاہر مین مثلِ آتشِ سنگ

طبیعت پر نہ ہو گر ناگوارا
رہو چندے وہان پر رونق آرا

خوشی سے اُٹھ کے ہنگامِ سحر وہ
ہوئے مثلِ صبا گرمِ سفر وہ

نظر آیا عجب لطفِ نیستان
پرستان تھا پئے عشرت پرستان

پھلے پھولے نہال بے ثمر وہ
شگفتہ تازہ و سیراب تر وہ

روان باصد لطافت چشمۂ صاف ۔۔۔ لطیف و دلکش و دلچسپ و شفاف
ہر اک شاخ گلستان جھومتی تھی ۔۔۔ صبا غنچہ کا عارض چومتی تھی
جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ ۔۔۔ تو صاف آئینۂ دل سے مٹے زنگ
غبار آسا اُڑا اسب درد و اندوہ ۔۔۔ ہوئے رونق فزاے دامنِ کوہ
پڑا جس دم غبار پاسے والا ۔۔۔ ہوا اُس کوہ کا رتبہ دوبالا
زمرد کا رُخِ سبزہ پہ تھا رنگ ۔۔۔ بنے لعل بدخشان پارۂ سنگ
فروغِ ذرۂ خاکِ قدم تھا ۔۔۔ وہ صحرا مشرقستان سے نہ کم تھا

پھر آنا سومنت کا اودھ مین اور کہنا راجہ دسرت کا حکایت سرون کی کوشلیا سے اور جان دینا رام کے فراق مین اور آنا بھرت جی کا اپنی ننہال سے

قصور رام کا شام و سحر ہو ۔۔۔ خیال جانکی نقشِ جگر ہو
سومنت آیا جدا ہو کر جو بن سے ۔۔۔ برنگِ بلبل نالان چمن سے
فغان لب پر جگر مین شدت درد ۔۔۔ گلِ عارض برنگِ زعفران زرد
دلِ مضطر مین جوشِ بیقراری ۔۔۔ فغان لب پر سرشک آنکھونسے جاری
سومنت آیا اودھ مین مچگیا غل ۔۔۔ ہوئے محو فغان سب مثلِ بلبل
ہوا آکر وہ پابوسِ شہنشاہ ۔۔۔ کہی سب داستانِ دردِ جانکاہ

دلِ پرغم مین رقت نے کیا جوش — ہوا سلطان خموشی از خود فراموش
کمالِ ضعف سے وقفِ زمین تھا — وہ دم گویا کہ وقتِ واپسین تھا
جنابِ رام کی تھی انتظاری — رہا کرتا تھا محوِ دم شماری
فقط مہمان تھا وہ دیوانۂ رام — چراغِ صبح تھا پروانۂ رام
سرِ بالین طلب کی توجۂ خاص — کہ تھی ہر دم شریکِ لطف و اخلاص
وہ بیٹھی آ کے مثلِ نقشِ بالین — بنی پروانگی سے شمعِ بالین
کہا اُسنے سب حالِ گذشتہ — سُنایا رو کے احوالِ گذشتہ
کہا مین تھا کبھی دن جانبِ دشت — سحر سے شام تک کرتا رہا گشت
پڑا جب پردۂ ظلمت جہان پر — ہوا وارد کنارِ چشمۂ تر
سُنی مین نے صدائے شورشِ آب — ہوا دل مضطرب مانندِ سیماب
ہوا مجکو یکایک وہمِ نخچیر — خطا سے مین نے مارا اُسطرف تیر
قریب آیا تو دیکھا آدمی زاد — برنگِ مرغِ بسمل محوِ فریاد
پڑا ہے خاک پر با صد تباہی — طپان ریگِ روان پر مثلِ ماہی
کہا اُس نے کہ سروَن ہی مرا نام — کیا ناحق اسیرِ دردِ آلام
مرے مان باپ دونون بے بصر ہین — ضعیف و ناتوان با چشمِ تر ہین
چڑھا کر زلف سان شانے پر اُنکو — لیے پھرتا ہون با چشمِ تر اُنکو
ہوئے وہ تشنگی سے بسکہ بیتاب — ادھر مین ناگہان آیا پئے آب
خطا کی بے خطا پر تیر مارا — غضب ہے مجکو بے تقصیر مارا
مجھے واجب ہے جوشِ مہربانی — پلا اِن دونون بیتابون کو پانی

ہُوا آخر وہ کہکر آخر کار
کمالِ غم سے بھر کر کوزۂ آب
کہا آہستہ باصد ناتوانی
صدائے غیر سُنکر دونون بیمار
کہا تو کون ہے سرون کدھر سے
کہا تب مین نے رو رو کر سب احوال
ہوئے وہ تشنہ لب بیہوش دونون
دمِ آخر کہا یون بادلِ زار
ہوئے ہم جسطرح پیری مین دلریش
وہی دن ہو یہ بس اب اے راحت جان
فراقِ رام مین بھر بھر کے آہین
غرض رو رو کے چھوڑا قالبِ خاک
وہ کوشلیا سومترا کیکئی سب
پریشان ہو کے سب سنبل کی صورت
رعیت تھی کفِ افسوس مالان
بھرت اور ستر ہن دونون برادر
کسی نے آنکھ سے آنسو بہا کا
خبر پائی ثبت نکتہ دان نے
تشفی کی اُنسی دم آکے در پر

ہوا مین خنجرِ غم سے دل افگار
گیا اندھون کے آگے سخت بیتاب
پیو لایا ہون مین دریا سے پانی
ہوئے سکتے مین تشکل نقش دیوار
کہان ہے کس طرف با چشم تر ہے
قدم پہ اُنکے اشکِ تر دیے ڈال رہ
اجل سے ہو گئے ہمدوش دونون
کیا دست ہمین ناحق دل افگار
غمِ فرزند ہو تجکو بھی درپیش رہ
حبابِ آب سا کوئی دم کا ہون مہمان
ہر اک سو حسرتون سے کین نگاہین
سوئے سر پر گئی روحِ تن پاک
ہوئین جوشِ الم سے نوحہ بر لب
ہوئین محوِ فغان بلبل کی صورت
پریشان مضطر و مغموم و نالان
بحکمِ شہ جدا فاسکہ تھے گھر
کسی نے غش یہ غش سُن سنکے کھائے
کہ لوٹا باغ شہ بادِ خزان نے
رکھا مرہم ہر اک زخمِ جگر پر

کہا چارہ نہین ممکن اجل کا
شکیبائی مناسب ہے بہر طور
غرض سمجھا کے باصد حسرت و یاس
رکھا لاشہ میان روغنِ تر
سنا نانا کے گھر جب بھرت نے حال
چلے نانا کے گھر سے بے نواسے
بصد جوشِ فغان دونون برادر
نظر آیا شبستان مین اندھیرا
کہا یہ کیکئی سے ہو کے مضطر
کہان سیتا کہان لچھمن کہان رام
کہا تقدیر سے چارہ ہے کس کو
بحکم شہ جنابِ لچھمن و رام
نہ تھی تابِ فراقِ رام و لچھمن
بھرا دریا صفت پیمانۂ عمر
تمھین بخشا پدر نے تاج شاہی
بھرت نے جب سنا احوال جانسوز
پریشانی سے نوچے سر بسر بال
نصیحت کی بشست نکتہ دان نے
الم بیفائدہ غم رائگان ہے

شہِ دسرت کا ساغر بھر کے چھلکا
ہر اک ہے مبتلائے گردشِ دور
گیا قاصد روانہ بھرت کے پاس
کفِ غنچہ مین سونپا کیسۂ زر
پریشان صورتِ سنبل کیے بال
پریشان کثرتِ آہ و بکا سے
ہوئے داخل اودھ مین زار و مضطر
کہ گھر تھا ظلمتِ آفت نے گھیرا
یہ گذرا صدمۂ جانکاہ کیونکر
کہان ہے لاشۂ شاہِ دلارام
قضائے فاش سے یارا ہی کس کو
ہوئے سیرِ بیابان کو سبک گام
شہِ عالم نے چھوڑا جامۂ تن
کہانی ہو گیا افسانۂ عمر
اودھ سے خود ہوئے سُر پر کو راہی
پڑا سینے پر اک تیرِ جگر دوز
طپانچون سے رُخِ گلگون کیا لال
دکھایا دن یہ جورِ آسمان نے
مناسب ہر طرح ضبطِ فغان ہے

امانت ہے ابھی تک لاشۂ شاہ — جلا بخشو ہے رسم اگن داہ
اجازت پیر دانا سے جو پائی — چلے لاشہ اٹھا کر دونون بھائی
اگن دیکر لب سرجو نہائے — خرد شان قصر سلطانی مین آئے
فراغت رسم ماتم سے ہوئی جب — ہوئے مصروف کارِ دنیوی سب
بشسٹ صاحب دانش بہ تکرار — بھرت سے یون ہوئے سرگرم گفتار
خیالِ خواب تھا پچھلا فسانہ — یہی ہر دم ہے نیرنگِ زمانہ
کرو ملک اودھ مین بادشاہی — رعیت تا نہ ہو محوِ تباہی
زمانے کو کرم سے شاد کیجیے — دلِ ویران خلق آباد کیجیے
بھرت جی بول اٹھے تب بھر کے اک آہ — نہین تاج خلافت کی مجھے چاہ
غضب ہے رام ہون صحرا کو راہی — خوشی سے مین کرون یان بادشاہی
ارادہ ہے کہ کل صحرا کو جاؤن — جناب رام و لچھمن کو مناؤن
بہ شان و شوکت و عز و شرافت — کرون زینت وہ تخت خلافت
مثال کفش برداران دلسوز — غلامی مین رہون حاضر شب و روز
ہوئے حضارِ محفل سُنکے بشاش — کہا صد آفرین شاباش شاباش
کسی نے بھرت کے حق مین دعا کی — فراست پر کسی نے واہ وا کی
مچا ملک اودھ مین غل یہ ناگاہ — بھرت جائین گے صحرا کو سحرگاہ

جانا بھرت اور سترہن کا مع مادران و عزیز اقارب کے واسطے لانے رامچندر کے اور نہ آنا انکا اور کاروبار سلطنت کرنا سترہن کا اور بیٹھنا بھرت جی کا گوشہ مین ریاضت کیواسطے

رہون ہر دم فدائے پائے رگھبیت / بچشم و سر جبین فرسائے رگھبیت
سحر کو جبکہ خورشید جہان گرد / ہوا تابندہ بارخسارۂ زرد
بھرت اور سترہن دونون برادر / چلے سوئے بیابان مثل صرصر
ہلال آسا سر تسلیم خم تھا / وہ فرق بندگی جائے قدم تھا
برائے بندگی وقف زمین تھے / سہیل آسمان داغ جبین تھے
برنگ سایہ گر پڑتے تھے ہر گام / دل شوریدہ مین یاد سریرام
محافون مین چڑھین رو رو کے مادر / جلو مین اقربا خویش و برادر
بصد زینت لشکر نکتہ بین ساتھ / ہوا خواہ و مشیر و ہمنشین ساتھ
بھرین اشکون سے آنکھین صورت جام / دلون مین خواہش پابوسی رام
روان مثل نسیم گرم آہنگ / ہوئے وارد کنار چشمۂ گنگ
وہ سب کشتی شکستہ پار پہونچے / نسیم آسا سبک رفتار پہونچے
شہنشاہ جناب تھا نیک تقدیر / ہوا رستے مین بھاردج سے بغلگیر
زبس تھا شوق دیدار سریرام / چلا ہو کر شریک مجمع عام

نکھادیر نے دیکھی جو یہ فوج ۔ تو لہرایا غضب سے صورت موج
خیال آیا بھرت ہیں دشمن رام ۔ بچھایا ہے فریب و مکر کا دام
کیا قبضے میں ملک و افسر و تخت ۔ نکالا رام کو بے توشہ و رخت
ارادہ ہے کہ لیکر فوج جرار ۔ کرے صحرا نشینوں کو گرفتار
بھرا دل میں غبار بغض و کین ہے ۔ یہ لشکر خالی از علت نہیں ہے
بلائے اسنے سب خویش و برادر ۔ رفیق و ہمنشینان دلاور ++
کہا یارو یہی ہے موقع جنگ ۔ بھرت پر عرصۂ ہیجا کرو تنگ
نہیں ہے یہ مقام چشم پوشی ۔ کرو دشت وغا میں سر فروشی
جو سر آئے جناب رام کے کام ۔ کریں سب کشور عقبیٰ میں آرام
دلیروں نے سنے جب کلمۂ ہوش ۔ تو دریائے شجاعت نے کیا جوش
براہ سرکشی چونکے وہ سرکش ۔ سنبھالے اپنے اپنے تیر و ترکش
بڑھے جس دم وہ مردان صف آرا ۔ تو بائیں رخ پہ جھینک آئی قضارا
براہ عقلمندی بول اٹھا ایک ۔ شگون عطسہ ہے فرخندہ و نیک
پھرینگے ہم بہ فتح و شادمانی ۔ ہم آغوش عروس کامرانی
ہوا بلبل صفت اک نغمہ پرداز ۔ صف بھارت میں ہے رونے کی آواز
دل مضطر یہ دیتا ہے گواہی ؎ ۔ بھرت کو ہے ہوائے عذر خواہی
عجب کیا ہے ادھر سے جانب کوہ ۔ منانے کے لیے جاتا ہو انبوہ
نکھادیر بولا سنکے گفتار ۔ میں جاتا ہوں پئے تفتیش اسرار
جو بل ظاہر ہوا موج جبین سے ۔ تو کہدوں گا اشارے میں دہن سے

غرض وہ غرقۂ دریاے وسواس
جھکا‌ئی گردن طاعت قدم پر
بھرت نے صادق الالفت جو پایا
ہوے طرزِ محبت سے سخن سنج
لگا دیں پیراہن مین پھولا
بھرت سے رام و لچھمن کا کہا حال
بلا کر سب وہ صیادِ جوان بخت
نسیم آسا چلا ہمراہ بھارت
بھرت حاضر ہوئے پیشِ بھردواج
مہامن نے بصد حسن لطافت
سری بھارت ہوئے رخصت سحرگاہ
غرض خیلِ بھرت با حالبِ غیر
لگا دیں تھا فرخندہ فرجام
ادب سے پانون پر گردن جھکائی
سری لچھمن جتی نے جب سنا حال
جناب رام سے اٹھکر یہ کی عرض
بھرت کا سب عناد و شور و شر ہے
پے شاہی کیا خارج وطن سے
اجازت ہو اگر مجکو مہاراج
اسی دم صورت نخچیر سب کو

برائے امتحان آیا بھرت پاس
دکھا پائے بھرت بر دیدۂ و سر
بچشم و سر قدم سے سر اٹھایا
دلِ غمگین سے کھویا صدمہ و رنج
برنگِ گل لباسِ تن مین پھولا
شروع سیر سے تا انتہا حال
بنا خود رہنماے جادۂ دشت
کہ تھا دل سے ترقی خواہ بھارت
کہ تھے وہ نکتہ آراؤن کے سرتاج
وہان کی جملہ لشکر کی ضیافت
بیابان کو چلے لشکر کے ہمراہ
قریب چترکوٹ آیا سبک سیر
ہوا بڑھکر قدم بوسِ سری رام
نوید آمدِ بھارت سنائی
تو سرخ آنکھین ہوئین دلمین پڑا بال
کہ تعزیرِ بھرت ہے واجب الفرض
فسادِ تازہ منظور نظر ہے
اڑایا عندلیب آسا چمن سے
کرون سب لشکرِ بھارت کو تاراج
کرون یان سے خدنگِ تیر سبکو

سنی جب خود بدولت نے یہ گفتار — تو کی خوش ہو کے تقریر گہربار
بھرت پر ہے مری چشم عنایت — نہین لب پر کبھی حرف شکایت
بھرت سے سینۂ بے کینہ ہے صفا — مرا دل صورت آئینہ ہے صفا
بھرت قالب مین میرے شکل دم ہین — جدا ظاہر مین باطن مین ہم ہین
بھرت ہین جان و دل سے ہمکو پیارے — بھرت ہین قوت بازو ہمارے
بسا ہے تن بدن الفت کی بو مین — پڑا ہے حلقۂ شفقت گلو مین
ہے یکسان باطن و ظاہر بظاہر — نہین وہ حلقۂ طاعت سے باہر
یہ فرما کر غبار دل مٹایا — سری لچھمن کو پہلو مین بٹھایا
جناب رام نے دیکھا بصد غور — بھرت ہین مبتلائے گردش دور
زمین پر سر پئے تسلیم خم ہے — نہایت شوق دیدار قدم ہے
بھرت اور ستر ہن دونون برادر — گرے آکر سرشک آسا قدم پر
جناب رام نے دست کرم سے — اٹھایا سر نظر آسا قدم سے
عجب وہ جوش رقت کی گھڑی تھی — دورویہ ابر نیسان کی جھڑی تھی
ہوئے پھر بھرت لچھمن سے بغلگیر — ملے دونون برنگ شکر و شیر
گرے مثل سرشک دیدۂ تر — جناب جانکی جی کے قدم پر
دعا سیتا نے دی حاصل ہو آرام — ترقی پر ہو ہر دم الفت رام
سری رگھبر نے چومے پاے مادر — ہوئے سر سے جبین فرسائے مادر
سری لچھمن نے بھی گردن جھکائی — تسلی خاطر مادر نے پائی
دعا دی جب تلک شمس و قمر ہین — زمین و گلشن و شاخ و شجر ہین

سرِ گردون پہ جبتک ہین ستارے
شگفتہ سر بسر باغِ امل ہو
ہوئے محظوظ شکرِ دونون بھائی
سومترا کے قدم پر سر جھکایا
ملے دونون بشسٹ نکتہ بین سے
ملے ایک ایک سے باصد لطافت
بصد دلجوئی و خاطر نوازی
ہوا لشکر فروکش بر سرِ کوہ
سری بھارت بشسٹ اہل اکرام
کہا اے لائق تاجِ خلافت
جدائی سے ہر اک ان نیمجان ہے
جو تھے از بس تپ فرقت سے غمناک
سُنی کیفیتِ مرگِ پدر جب
یہ جوش آنکھون نے رقت کا دکھایا
بشسٹِ نکتہ در بولے مہاراج
یہ بستی میہمانون سے بسی ہے
کسے چارہ ہے منظورِ ازل سے
ہوا جو کچھ مقدر سے ہوا خیر
مناسب ہے بھرت کی سرپرستی

رہین دونون مری آنکھونکے تارے
جگر مین اُلفت اور بازو مین بل ہو
حضور کیکئی گردن جھکائی
ادب سے شیوۂ طاعت دکھایا
مٹایا غم دل اندوہگین سے
دلون سے دور کی گردِ کسافت
ہر اک پر کی نگاہِ سرفرازی
مٹا سب آستان بوسی سے اندوہ
ہوے خلوت مین پابوسِ سریرام
ادودھ پر چھا گئی ہے فوجِ آفت
یہ فرطِ درد و غم بحرِ غمان ہے
لباسِ زندگی تشنہ نے کیا چاک
ہوئے دونون برادر نوحہ بر لب
سرشکِ تر کا اک دریا بہایا
جہان ہی موت کے جھونکون سے تاراج
سحر کو وقت رخصت بے بسی ہے
بچا ہے کون آغوشِ اجل سے
بس اب باغ اودھ کی کیجیے سیر
کہ ہے یہ شیوۂ اقلیم ہستی

نہین کچھ غم اگر سر پر نہین باپ / بھرت کو ہین فقط جاے پدر آپ
کہا بیشک بھرت آنکھون کے ہین نور / قریب دل ہین گو ظاہر مین ہین دور
مگر ٹالون جو ارشادِ پدر کو / دلیری ہو ہر اِک فردِ بشر کو
دروغ و مکر کی خلقت ہو عادی / سخن کی ہو مرے بے اعتمادی
کرونگا جو کہا سُنکے زبان سے / پھرے کب تیر جو نکلے کمان سے
مناسب ہے کہ چھوڑو آہ و زاری / کرو چودہ برس تک انتظاری
بھرت ہون رونق دربار شاہی / کرین سب انتظامِ کار شاہی
رعیت پر خلل آنے نپاوے / متاعِ آبرو جانے نپاوے
بھرت نے رو دیا فرطِ الم سے / کہا دم ہے اِسی نورِ قدم سے
تمنا ہے کہ صحرا مین رہون ساتھ / مثالِ خادمان باندھے ہوئے ہاتھ
بھرت کو رام نے مضطر جو پایا / میانِ گوشہ پہلو بٹھایا
لیے بوسے لب و چشم و جبین سے / سرشک تر کو پونچھا آستین سے
عطا کی پنجۂ اقدس کی نعلین / کہ ہو حاصل دلِ بیتاب کو چین
ہوئے گویا بصد شیرین زبانی / تسلی کو یہ کافی ہے نشانی
رہو تم منتظر چودہ برس تک / در دل پر خوشی کی ہوگی دستک
گذر جائینگے جب ایام میعاد / کرینگے ہم اودھ قدمون سے آباد
نہو اب صدمۂ فرقت سے دلگیر / مشیت پر ہو شاکر تن بہ تقدیر
گذارش کی بھرت نے دست بستہ / کہ اے منزل رسان پا شکستہ
سوا میعاد سے گذرا جو اک روز / اُٹھے گی دل سے اک آہ جگر سوز

تجسّس مین رہیگی روح بیچین — پھریگی شکل مردم مردم عین پر
لباس زندگانی چاک ہوگا — غم فرقت کا قصہ پاک ہوگا
غرض نعلین چوبی رکھ کے سر پر — بجائے جیغہ و تاج منور
ہوئے بھارت سرشک آسا روانہ — ہر اک آنسو بنا موتی کا دانہ
چلا سب قافلہ با حالت زار — پریشان مضطر و ششدر دل افگار
گئے سوئے اودھ با دیدۂ تر — خراب و خستہ و بیتاب و ابتر
بھرت جی نے براہ عقل و فرہنگ — وہ کی نعلین چوبی زیب اورنگ
بنایا سترہن کو کارپرداز — کہ تھے وہ اہل توقیر و سرافراز
بھرت اک گوشۂ مسکن مین بیٹھے — جدا تشکل رکھیشر بن مین بیٹھے

آغاز آرن کانڈ راجہ رامچندر کا چترکوٹ پر سیر کرنا اور آنا جنید راجہ اندر کے بیٹے کا بہ تشکل زاغ اور منقار مارنا جانکی جی کے پانون مین بنظر آزمایش اور تیر مارنا راجہ رامچندر کا اور پناہ نہ پانا جنیکا تینون لوک مین اور مجبور ہوکر گرنا رامچندر کے قدم پر

جناب رام ہو چشم عنایات — کہ ہے دریائے بخشش آپکی ذات
یہان سے اب ہے آغاز آرن کانڈ — زبان ہے کاشف راز آرن کانڈ

سری سیتا سری لچھمن سری رام
زبس محو تماشائے چمن تھے
کہین سبزہ زمرد پوش دیکھا
کہین بلبل خوشی سے نغمہ خوان تھی
گئی سیر چمن سے بیکلی بھول ٭
گلون کا گوندہ کر زیور بنایا
پے سیر گل و سرو و صنوبر ٭
جنید فتنہ پرداز و خرد مند
بنا عقل و ہنر سے صورت زاغ
خیال آیا یہ دل مین بے تحاشا
قدم تک کر کے زلف آسا رسائی
گرایا رے سری سیتا پہ یکبار
ہوا زخمی جو پشت پائے گلگون
ہوئی سرخی عیان مثل گل تر
جناب رام نے دیکھا جو یہ حال
کیا گوشے سے تیر جانستان سر
بصد حسرت پدر کی پاس پہونچا
سری برہما کے در پر دی دہائی
اڑا اوج ہوا پر صورت ہوش

ہوئے اک دن بیابان مین سبک گام
گلون کے رنگ و بو پر خندہ زن تھی
گل و بلبل کو ہم آغوش دیکھا
کہین پر فاختہ رطب اللسان تھی
بہم دامان صحرا سے چنے پھول
تن نازک پہ سیتا کے پہنایا
ہوئے زینت فزا فرش حجر پر
سری سُرپت کا فرزند جگربند
اڑا گردون پہ مثل بلبل باغ
کہ دیکھون زور قدرت کا تماشا
مین دیکھون رام کی زور آزمائی
چبھوئی شکل نشتر نوک منقار
تو جاری ہو گیا فوارۂ خون ٭
نیا قدمون کو ہاتھ آیا بہادر
کمال طیش سے آنکھین ہوئین لال
سوئے گردون اڑا زاغ سیہ پر
حضور مالک کیلاس پہونچا
رہائی تیر آتش سے نہ پائی ٭
ہوا تحت الثرا مین جاکے روپوش

یہ طاقت تھی کسے جز رام و سیتا — جو زخم اُس طائرِ بے پر کا سیتا
غرض ہر سمت سرگرداں پھرا وہ — بہ مجبوری قدم پر آ گرا وہ
پکارا رو کر کہ اے سراپا ہوش — خطا پوش و خطا پوش و خطا پوش
تمھیں نے راچھسوں کو بن میں مارا — براہِ مہربانی سب کو تارا
قدم میں قدرتِ کامل بھری ہے — اہلیہ زوجۂ گوتم تری ہے
نہنگِ جانستاں سے فیل بے زور — چھڑایا درمیانِ قلزمِ شور
خطا ہے دیدہ و دانستہ میری — ولیکن اب ہے چشمِ دستگیری
سُنے جب رام نے یہ کلمۂ ہوش — تو دریائے ترحم نے کیا جوش
امان دی اُسکو تیرِ تیز پر سے — بچایا شدتِ دردِ جگر سے
پئے عبرت مگر اک کور کی چشم — کہ تھی شوخی پہ اُس شہزور کی چشم
امان پائی تو وہ مرغِ قوی پر — قدم چھو کر اُڑا اوجِ ہوا پر

چلنا رامچندر کا چترکوٹ کے پہاڑ سے طرف صحرا کے اور مارنا ایک راچھس کو اور ملاقات ہونا رکھیشروں سے اور مقام کرنا پنچ بٹی اور ڈنڈک بن کے اور چند مدت تک رہنا مع سیتا جی اور لچھمن جی کے

سری رگھبر برائے یادگاری — سخن کو میرے بخشو پائداری
گلِ مضموں میں ہو وحدت کی بو باس — فریبِ تختۂ گلشن ہو قرطاس

بیابان دربیابان لچھمن و رام
پئے سیر تماشا تھے سبک گام

جدھر مثلِ صبا کرتے تھے گلگشت
مہک جاتا تھا سارا دامنِ دشت

عیان تھا مہر کا ذرون مین پرتو
قریب اترا آ پہونچے سبک رو

رگھیشر نے جو دیکھا جلوۂ پاک
قدم کی لے کے ماتھے مین ملی خاک

جگہہ دی گوشۂ مسکن مین انکو
بہار آسا رکھا گلشن مین ان کو

بصد جوش و نشاط شادمانی
ادا کی اسنے رسمِ میہمانی

گئے پھر وان سے دونون صاحبِ جاہ
حضورِ بالمیکِ نکتہ آگاہ

مہامن نے براہ چارہ سازی
دکھایا شیوۂ مہمان نوازی

مہیا کی ہر اک آرام کی شے
وہین پر منزلِ شب رہ کے کی طے

مسافر خانۂ مشرق سے جس دم
ہوا مغرب کو راہی مہرِ اعظم

ہوئے رخصت وہ تینون نازپرور
سوئے صحرا چلے بادیدۂ تر

ہوئے جس سرزمین پر سایہ افگن
وہ رشکِ باغ بستان بنگیا بن

بچھادیتے تھے عین آنکھین غزالے
سراسر سنگ تھے روئی کے گالے

کوئی راچھس تھا رستے مین سیہ کار
ستمگر مردم آزار و ستمگار

نظر مین پردۂ نخوت جو تھا فاش
ہوا آکر مقابل پھر بہ پرخاش

کمان کی طرح تھا مائل کجی پر
گرایا سے جناب جانکی پر

اٹھا کر لے گیا سیتا کو یکبار
کیا زینت وہ دامانِ کہسار

نمایان پھر ہوا ایشِ سری رام
عیان کی رزمگہ مین ظلمتِ شام

کبھی گرجا کبھی تڑپا جہان گرد
اڑائی گہہ بسوئے آسمان گرد

کبھی ظاہر ہوا میدان مین گمراہ — چھلاوہ کی طرح غائب ہوا گاہ
سری لچھمن نے مارے تیر ہر چند — عداوت سے نہ باز آیا تنومند
سری مو کچھ شرارت مین نہ تھا فرق — تڑپتا تھا مقابل صورت برق
مہاراج الدھراج آئے غضبناک — گیا اک تیر سے آغشتہ خاک
گرا جس دم سر شنک آسادہ شہزدر — بجا گردون پہ جے جے کار کا شور
جو تھی چشم حصول عز و اکرام — دم مرگ اسنے کی یاد سری رام
جناب رام نے جوش خوشی سے — جگہ سُر پُر مین بخشی راستی سے
ادھر لچھمن سری سیتا کو لائے — ہوئے شادان قدم آگے بڑھائے
ملے سر بھنگ نام اک نیکو ذات — فہیم و صاحب کشف و کرامات
ز بس پژمردہ مانند گل تر — کھڑے تھے اک پا سے تھے مثل صنوبر
جو پایا نقد دیدار سری رام — قدم پہ گر پڑے وہ اہل اکرام
بھڑک کے آتش الفت سے از بس — ہوا سوزان تن انکا صورت خس
پتنگے کی طرح جلکر ہوئے خاک — شعاع حسن انور پہ ہوئے خاک
جو رکھ نے سوزش الفت دکھائی — چلے آگے خرامان دونون بھائی
سو لچھمن نے سنی جب آمد پاک — گرا آ کر قدم پہ چست و چالاک
جھکایا سر براہ خاکساری — قدم دھوئے بجوش اشکباری
جو دیکھا رمز طاعت مین اسے طاق — مہاراج اس سے پیشتر آگے باخلاق
چلے آگے وہ پھر سرمایۂ جاہ — سو لچھمن سایہ سان قدمون کے ہمراہ
گرفتار اپنے حال زار مین تھے — خرامان دامن کہسار مین تھے

کہین پر اک مکان صاف دیکھا ✦ مثال آئینہ شفاف دیکھا ✦
قرینے سے قطار نخل موزون ✦ دل آرا تھا بہار نخل موزون
اگست اک رکھ وہان تھے جلوہ افروز ✦ ادیب و اوستاد نکتہ [illegible]
جو پابوسی کو آئے وہ نکو ذات ✦ تو پائی دولت لطف ملاقات
دھامن نے رئیس کی مہربانی ✦ بجا لائے طریق میہمانی ✦
زبان نرم سے بولے سری رام ✦ کہ اے دانا دل فرخندہ فرجام
ازل سے ہے رسوخ لطف و اخلاص ✦ مرا ظاہر ہے تم پر مطلب خاص
کرم سے مجکو بتلادو وہ تدبیر ✦ کرون تا فتنہ ایجادون کو تسخیر ✦
کہا رکھ نے کہ ڈنڈک بن مین رہیے ✦ خراماں گوشہ گلشن مین رہیے
خوشی سے کیجیے اس بن مین آرام ✦ پھنسے گا طائر مطلب تہ دام
چلے دونون برادر شاد و مسرور ✦ تردد گوشہ دل سے ہوا دور
نظر آیا وہ صحراے لق و دق ✦ کہ ہو رنگ بیابان عدم فق
ہر اک جانب ہجوم وحشی و طیر ✦ شکار و سبزہ و دریا کی تھی سیر
شجر پانچ اک جگہ آئے نظر سبز ✦ مطرا تازہ و سیراب و سرسبز
جھکی ہر شاخ ترابرو کی صورت ✦ مسلسل حلقہ گیسو کی صورت
پھلین شاخین ہرے پتے گھنی چھاؤن ✦ مجسم سایہ رحمت بنی چھاؤن
مقام جانفزا تھا بہر آرام ✦ میان شش جہت تھا پنچ بٹی نام
نظر آیا بیابان مین جو یہ رنگ ✦ ہو گئے شادان وہ تینون اہل فرہنگ
جناب لچھمن و سیتا سری رام ✦ ہوئے وان جلوہ افگن بہر آرام

خرامان گہ سر کہسار پر تھے ٭	کبھی محوِ تماشاے شجر تھے ٭
کبھی تھے مائلِ صید دد و دام	بصد جوشِ طرب کرتے تھے آرام

آنا سرپ نکھا ہمشیرۂ راون کا اور عاشق ہونا اُسکا رامچندر پر اور ناک کٹنا اُسکا لچھمن جی کے ہاتھ سے اور جانا اُس کا کھر دوکھن کے پاس واسطے فریاد کے

رہے ہر لحظہ یادِ پرتھوی ناتھ ٭	کہ راہِ نظم طے ہو لطف کے ساتھ
بیانِ راوی شیرین سخن ہے	وہی بیانِ تازہ مضمونِ کہن ہے
جہان پر رام و لچھمن کا گذر تھا	وہان ہمشیرۂ راون کا گھر تھا
جسیم و زشت باطن سرپ نکھا نام	برنگ گیسوے مشکین سیہ فام
غریق بحر نخوت پا سے تا فرق ٭	بلاے آسمانی صورتِ برق
کسی دن اتفاقاً بہر گلگشت	ہوئی وارد میان عرصۂ دشت
بچشم دل جو دیکھا جلوۂ رام	اڑا مرغ قرار و صبر و آرام
قدم دیکھا تو صاف عقل اسکی سرکی	ہوئی زخمی جو شمشیر نظر کی
پھنسا دل حلقۂ دام بلا مین ٭	اُلجھ کر رہ گیا زلفِ دوتا مین ٭
جو دیکھین نرگسی آنکھین وہ مخمور	تو دل جام بلور آسا ہوا چور
بڑھا دریاے جوشِ بیقراری	چڑھا زور دن پہ شوقِ ہمکناری

بنی وہ اہل فطرت پیکر حسن
مہر چرخ نزاکت نیر حسن

فریب جلوہ ماہ دو ہفتہ
کہ ہون اہل نظر از خویش رفتہ

وہ گیسو غیرت گیسوئے سنبل
پریشان ہون سراسر موئے سنبل

وہ قد رشک قد سرو صنوبر
قیامت خود کرے تعظیم جھک کر

سخن رشک نبات و شکر و قند
زبان بلبل کی گویائی کرے بند

وہ جام بادہ گلفام آنکھین
فریب دیدہ بادام آنکھین

وہ ابرو رشک تیغ اصفہانی
نظر گویا بلائے ناگہانی

وہ تل میزان دانش مین جو تل جائین
تو آنکھین چرخ کی تاراسی کھلجائین

عرض بنکر وہ محبوب دلارام
ہوئی یون نغمہ زن پیش سر رام

مین ہون شاہنشہ راون کی ہمشیر
مری اہل جہان کرتے ہین توقیر

فلک ہر دم مرے رتبے سے کم ہے
ہلال آسمان طاعت کو خم ہے

بہت ہے مہ جبینون کو مری چاہ
تپ فرقت سے ہر دم بھرتے ہین آہ

بپا شور محبت کر رہے ہین
حباب آسا مرا دم بھر رہے ہین

بہت گو خوش ادا قوم بشر ہے
نہین مجکو کبھی مد نظر ہے

مگر یک گونہ یان تمہین ہون مائل
پسند آئے مجھے حسن و خصایل

رہین باہم کلام گرمجوشی
حباب آسا نہ کیجے چشم پوشی

رہیگی گرمی بازار الفت
کہ تم ہو واقف اسرار الفت

مین اہل حسن ہون تم صاحب ناز
کند ہمجنس باہمجنس پرواز

ہوئی گرم سخن یون جب وہ ناکام
تو بولے خندہ فرما کر سری رام

نہین ہی مجکو اس دولت سے بہرہ ‌‌ کہ ہون آوارۂ صحرا بہ صحرا
نبھے گی کس طرح اے مایۂ ہوش ‌‌ کہ تو پردہ نشین ہین خانہ بردوش
سری لچھمن مگر ہان قدردان ہین ‌‌ جوان مرد و شکیل و خوش بیان ہین
حصول خرمی ہے بے غم و رنج ‌‌ زبس ہین زیرک و دانا سخن سنج
کہے اُنسے جو اسرار نہانی ‌‌ عجب کیا گر کرین کچھ قدردانی
گئی تب جانب لچھمن وہ دلگیر ‌‌ دکھائی مطلب باطن کی تصویر
کہا اس حلقۂ گیسو کے صدقے ‌‌ بہار جنبش ابرو کے صدقے
مجھے کیجے اگر خدمت مین مقبول ‌‌ سدا عرض محبت کو رہے طول
کہا لچھمن نے ہنسکر اے نکوکار ‌‌ نہین مجکو یہ گستاخی سزاوار
ہمیشہ بندگی سے ہے مجھے کام ‌‌ مین ہون پابند ارشاد سریرام
اُنھین زیبا ہے سب اے پیکر ناز ‌‌ کرین تجکو جو خدمت مین سرافراز
اُنھین سے پھر بیان مدعا کر ‌‌ لجاجت کر سماجت کر دعا کر
گئی پھر شپ نکھا قرب سریرام ‌‌ پریشان صورت زلف سیہ فام
کہا رگھبر نے اے سرمایۂ نور ‌‌ مری شان فراست سے یہ ہے دور
گریبان میرا دست غیر مین ہے ‌‌ کہ زنجیر تعلق پیر مین ہے
عروس مدعا سے دور ہون مین ‌‌ ہوس سب کچھ ہی پر مجبور ہون مین
ابھی کم سن ہین لچھمن چشم بد دور ‌‌ بدن سے ہے فروغ شعلۂ نور
اُنھین سے پھر گذارش کر قدم لے ‌‌ اُنھین کے دامن الفت مین دم لے
گئی وہ پیش لچھمن بادل زار ‌‌ ہوئی رو رو کے یون سرگرم گفتار

نہ زلف آسا سخن کو طول کیجے
غلامی مین مجھے مقبول کیجے

کہا لچھمن نے ہنسکر اے وفا کیش
مجھے اس امر مین ہی سو پس و پیش

کہ ہون مین ہمرکاب رام و سیتا
ہوا خواہ جناب رام و سیتا

سیاکی اے وجود با تمیزی
گوارا انکو کب ہو گی کنیزی

اُنھین کے پاس جا اے صاحب نال
انھین سے کر مکرر عرض احوال

غرض یون ہی گئی آئی کئی بار
بر آئی پر نہ امید دل زار

زبس جب آمد و شد سے ہوئی تنگ
تو جامہ سے ہوئی باہر وہ بے ننگ

خروشان جانب لچھمن گئی وہ
غضب آندھی کا جھونکا بنگئی وہ

کہا تمنے مجھے دیوانہ سمجھا
چراغ حسن کا پروانہ سمجھا

جلایا دل لگی کر کرکے جی کو
بجھایا پر نہ اس دل کی لگی کو

بنائے مکر و تزویر و دغا ہو
حقیقت مین سزاوار سزا ہو

جناب رام نے ہنسکر قضارا
کیا ابرو سے لچھمن کو اشارا

اُسی دم کر کے لچھمن نے گرفتار
تراشے بینی و گوش گنہگار

کئے جب سب نکھا کے بینی و گوش
برنگ برق تڑپی وہ جفا کوش

غضب سے اشک ریزان با دل زار
ہوئی بن سے گریزان سوئے کہسار

وہان رہتے تھے دو اُسکے برادر
بنائے نخوت و پیرایۂ شر

قریب نکتہ سنجان عقل سے دور
کھر و دوکھن مے نخوت سے مخمور

کمال زور و نخوت تھا سلف سے
مقرر تھے وہ راون کی طرف سے

زبس تھی کان خود بینی وہ ناپاک
گئی پاس اُن کے با چشم غضبناک

کبھی رو کر برنگِ ابرِ پرجوش ۔ بنا ہے بینی و حال بنا گوش
سنائی سب بتفصیل اپنی روداد ۔ مچایا فرطِ غم سے شور و فریاد
کہا دو آدمی آئے ہین بن مین ۔ غضب ور تو انائی ہے تن مین
جما قدمون سے ہے رنگ حنائی ۔ گہر نے آبرو داتون سے پائی
صفا لوحِ جبین پر برملا ہے ۔ مجسم نور سانچے مین ڈھلا ہے
وہاں جان کٹے گیسو کی بو سے ۔ نہ الجھے دل بلائے چار سو سے
اودھ کے رہنے والے لچھمن و رام ۔ یہان ہین شائقِ صید و دام
لیے تیر و کمان پھرتے ہین بن مین ۔ نسیم آسا خرامان ہین چمن مین
عجب اک نازنین کمسن سی ہے ساتھ ۔ تصور مین نزاکت چوم لے ہاتھ
تنِ نازک مین پوشاک معرق ۔ کہ خورشیدِ افق کا رنگ ہو فق
بہم پوشاک کو رونق ہے تن سے ۔ جلا زیور کو ہے نورِ بدن سے
قدم بوسی سے مہندی کی بڑھی شان ۔ تنِ زیور مین گویا پڑ گئی جان
وہ زلفِ پرشکن ہے سایۂ نور ۔ بہ اسم جانکی سرمایۂ نور
گئی تھی مین سوے صحرا خرامان ۔ کیے سب پرزے پرزے جیب و دامان
پکڑ کر مجکو رستے مین بصد جوش ۔ تراشے بے تامل بینی و گوش
تمھین گو مین نے دی رو رو کے آواز ۔ مدد کو پر کوئی پہونچا نہ جانباز
نہ دیکھی جانبری اپنی کسی طور ۔ گریزان ہو کے یان آئی مین فی الفور
مقامِ حیف ہے جائے عجب ہے ۔ بشر غصہ کرین مجھپر غضب ہے
تم ایسے جسکے بھائی ہون زبردست ۔ وہ ہو یون صورتِ نقشِ قدم پست

سراسر دامنِ حرمت ہوا چاک
اگر کچھ پاسِ غیرت ہے تو بھائی
اگر شاہنشہِ لنکا کا ڈر ہو تجھے
لگے گی پھر نہ ایسی نازنین ہاتھ
جو نام رام و لچھمن ہے زبان پر
سُنی یہ سوپ نکھا سے جبکہ روداد
چڑھا زوردن پہ دریائے حرارت
کماندار و دلیر و ناوک انداز
لیے چودہ ہزار افسر زرہ پوش
گئے بن مین وہ سب ہمپایۂ ابر
جو دیکھی شورشِ فوجِ سیہ کام
مخالف صورتِ مژگان پھری ہین
سیا کو دامنِ کہسار مین تم لے
کرون مین دشمنون کو کشتۂ تیر
غرض لیکر سری سیتا کو ہمراہ
پہونچکر وان کہا لچھمن نے کہ سر ہے
اسیر حلقۂ خوداری نہ کیجے
رسائی جو مطلب ہاتھ آجائے
یہ کہکر الغرض بیکِ سبک گام

مثل ہی کیا رہی جب کٹگئی ناک
مرے بدلے کرو زور آزمائی
تو مانند سپر سینہ سپر ہو
رہو گے رکھ کے بالائے جبین ہاتھ
دماغ خام ہے کہ آج آسمان پر
جلے نارِ غضب سے فتنہ ایجاد
چلے شورش کو از راہِ شرارت
صف افگن صفدر و سرکش ستم ساز
چلے جوشان خروشان گرز بر دوش
ہوا گویا چمن پر سایۂ ابر
سری لچھمن سے یون بولے سری رام
چمن پر آکے ابر آسا گھری ہین
کرو پنہان برنگِ نورِ مردم
کہ واجب ہے گنہگارون کو تعزیر
گئے کہسار مین لچھمن بصد جاہ
نہین ہی فائدہ جنگ دو سر سے
غریبون کی دل آزاری نہ کیجے
تو کیون ہو کشت خون پھر بیٹھے بٹھلائے
کیا گھر نے روانہ جانبِ رام

کہا قاصد سے کہدینا خبردار — کہ آپہونچی سپاہ گرز بردار
گروا کر ادب سے جبہہ سائی — اجل سے ورنہ ہے مشکل رہائی
جسی دل مین جو بوئی شور و شر ہے — نہین شاید شہ لنکا کا ڈر ہے
وہ راون ہی شہنشاہ زبردست — ہجوم دیوتا جسکی کیا پست
بلا قامت غضب ہے زور جس کا — مچا ہے بحر و بر مین شور جس کا
اسی راون کی ہم دونون ہین بھائی — مسلح ہین لیے زور آزمائی
اسی شہ کی وہ سب تیکھا ہی شمشیر — شرارت جس سے کی بے جرم و تقصیر
کہان نخوت کہان صحرا نشینی — تراشی اسکی خود بینی سے بینی
حیات اپنی اگر ہو تمکو منظور — تکبر گوشۂ دل سے کرو دور
بلا سر پر نہ لو بیٹھے بٹھائے — کرو سیتا کو راون کے حوالے
سنا جب قاصدِ کھر سے یہ پیغام — زبانِ نرم سے بولے سری رام
شہ دسرتھ کے ہم لختِ جگر ہین — بہ اسم رام و لچھمن مشتہر ہین
پے صید پلنگ و آہو و شیر — میانِ کوہسار آئے ہین دل سیر
زبس صید افگنی کی دل مین لو ہے — تمھین سے آہوؤن کی جستجو ہے
در مطلب ملا بیٹھے بٹھائے — کہ آہو سوے صحرا گھر کر آئے
شہ لنکا زبس ہی خود فراموش — عروس خود پسندی سے ہم آغوش
پر از نخوت فراست سے ہے خالی — مناسب اسکی اب ہے گوشمالی
کسی صورت اسے بھی آخر کار — کرینگے کشتۂ تیر شرربار
کہا جا کر یہ جب قاصد نے کھر سے — جلین جوشان صفین آہن شرر سے

ہر اک جانب سے کی تیروں کی بوچھار
ہوا میدان سراسر تیرہ و تار

کوئی بھڑکا برنگِ آتشِ تیز
کوئی گرجا بسانِ برقِ خونریز

کسی نے میان سے خنجر نکالا
کسی نے سر کے بل بھالا سنبھالا

جو دیکھی رام نے تیروں کی بوچھار
برابر کھینچے تیرِ شرربار

سوارِ سنگدل گھوڑوں کی زین سے
گرے جل جل کے تیرِ آتشین سے

گرے کٹ کٹ کے دوش و بازو و سر
کہین جیغہ کہین کلغی کہین سر

جو بھاگے کچھ دیتان صف آرا
اُنھین رن مین تعاقب کر کے مارا

سواروں نے زبس کی تیز پوئی
ولیکن ہو سکا جانبر نہ کوئی

ہوئی غرقِ نساہی فوج ناکام
بھرے جوشِ تبسم سے سری رام

اُدھر لچھمن سری سیتا کو لا کے
ملے باہم قدم پر سر جھکا کے

جانا سپ نکھا کا راون کے پاس فریاد کیواسطے اور آنا اُس کا ماریچ راکھشس کو لیکر پنچ بٹی مین اور ہرن بننا ماریچ کا اور شکار ہونا رامچندر کے ہاتھ سے اور لیجانا راون کا سیتا کو لنکا مین برہمن بنکر اور اُتارنا درمیان اپنے باغ کے

خیال جانکی صبح و مسا ہو
یہ دل ہووے تصور سے بسا ہو

گئی میدان مین جب راون کی ہمشیر ‏ کھر و دوکھن کو دیکھا کشتۂ تیر
کمال درد سے کھینچی دوہائی ‏ پریشانی سے سر پر خاک اڑائی
تڑپ کر پھر برنگِ برق تابان ‏ گئی بن سے سوٗ لنکا شتابان
خروشان محفلِ راون مین آئی ‏ غبار آسا دلِ راون مین آئی
شہ راون مے نخوت سے مدہوش ‏ سریرِ زر پہ بیٹھا تھا بصد جوش
سرِ نخوت پہ دیہیمِ زر افشان ‏ مغرق پر تکلف گوہر افشان
ارا کین دست بستہ صف بصف تھے ‏ مشیر و اہتمامی ہر طرف تھے
جما تھا رنگ جشنِ خسروانہ ‏ سرود و نغمۂ و چنگ و چغانہ
بہم نقل و کباب و ساغر و مے ‏ رباب و ارغنون چنگ و دف و نے
جو دیکھا سب یہ سامان طربناک ‏ غضب سے سُپ نکھا جلکر ہوئی خاک
جلایا آتشِ قہر و غضب نے ‏ عجب نالہ مچایا جان بلب نے
گئی راون کے آگے فتنہ ایجاد ‏ دُہائی دی کہا فریاد فریاد
تجھے کچھ کارِ دنیا کا نہین ہوش ‏ مےِ نخوت سے ہے از خود فراموش
جہان مین ہی ہم آغوشِ طرب کون ‏ الم سے رو رہا ہے جان بلب کون
طلوعِ نشۂ مستی ہے کس پر ‏ ستم کس پر زبردستی ہے کس پر
غضب ہے تجھ سے آزار و ستم ہو ‏ ترے جیتے تری خواہر کو غم ہو
میانِ گوشۂ بزمِ حمیدہ ‏ دکھائے بینی و گوش بریدہ
ہوا راون یہ سنکر برسرِ طیش ‏ پڑا رخنہ میانِ محفلِ عیش
کہا ایسا وہ کون آیا جوانمرد ‏ کیا جس نے اسیرِ حلقۂ درد

گرو ان جا کر خدنگ تیر کس کو — دکھاؤن بر ترشِ شمشیر کس کو
کہا دو تن بنام لچھمن و رام — ہوئے ہین سوئے ڈنڈک بن سبک گام
فلک تک جلوۂ نور قدم ہے — کمالِ قوتِ بازو بہم ہے
سخن پرور زا ودھ کے رہنے والے — چلن سیدھا بظاہر بھولے بھالے
خطائے ذات انسان سے بری ہین — شہ دسرت کے فرزند جری ہین
زنِ پردہ نشین ہے انکے ہمراہ — کہ جسکے نقش پا ہین نیر و ماہ
بہ اسمِ جانکی سرمایۂ حسن — کف پا سے ہے اُسکے پایۂ حسن
قضارا در میانِ دامنِ دشت — گئی تھی مین خراماں بہر گلگشت
تری خواہر سمجھکر اے شہنشاہ — دیا مجکو نہایت درد جانکاہ
کیے گو نالہ و زاری بصد جوش — زبردستی تراشے بینی و گوش
پکارا سی در لنکا کہ ہیہات — نہ کیون تو نے کہی دو دکھن سے یہ بات
پہونچکر خون ستمگار ونکا پیتے — کبھی دونون کو بے جیتے نہ جیتے
ہوئی گرم سخن راون کی ہمشیر — وہ پہلے ہو چکے ہین کشتۂ تیر
مدد کو جب مری پہونچے وہ جوشان — جناب رامچندر آئے خرد شان
بضرب تیر آتش اسے دغا کوش — کیے تن سر کے بوجھے سے سبکدوش
ہوئی گو آبرو برباد میری — مناسب ہے کہ سن فریاد میری
پڑا راون کے دلمین غم کا چھالا — تسلی دیکے خواہر کو بٹھالا
ہوا از بس اسیر حلقۂ رنج — ہوا دل غرق دریای کشش و پیچ
اٹھا خود بزم سلطانی سے بیتاب — ہوا داخل شبستان مین بیخواب

سحر کو جب کہ خورشید جہانگیر
اُٹھا بستر سے راون بادل زار
بصد چستی سلاح جنگ پہنے
کیے تاجِ مرصع زینت سر
بصد شوکت وہ رتھ پر ہو گئے اسوار
یہان لچھمن سحر کو حسب معمول
سری سیتا سے یون بولے سری رام
سزا اے سرکشان مدِّ نظر ہے
جہان تک ہین ستمگارِ زمانہ
رہو تم اگن مین تا مدتِ چند
سیا جی نے کیے تعمیل ارشاد
تنِ آتش مین آئین صورت دم
مجسم سایۂ سیتا بصد جاہ
سری لچھمن پھرے جب توڑ کر پھول
سیا کا جسم آتش مین سماتا
اُدھر راون سرورِ سے سرشار
کہا اے نکتہ آرا و قوی تن
ازل سے ہمدم و غمخوار ہے تو
مہم اک سخت ہے درپیش مجکو

چمک اُٹھا کرن کی لیکے شمشیر
سرور بادۂ نخوت سے سرشار
لباس صاف و زنگار رنگ پہنے
لیے ہاتھون مین تیر و گرز و خنجر
جلا لنکا سے صحرا کو صبا وار
گئے بن مین خرامان توڑنے پھول
کرو چندے تنِ آتش مین آرام
جہان جنکے ستم سے چشم تر ہے
کرونگا سب کو ناوک کا نشانہ
تنِ آتش مین نور آسا رہو بند
کیا کاشانۂ آتش کو آباد
سمایا نار مین نورِ مجسم
رہا دامن صفت شوہر کے ہمراہ
برادر نے کیے لطف اپنے مبذول
سری لچھمن جتی نے بھی نہ جانا
گیا نزدیک مارتچ ستمگار
کماندار و دلیر و ناوک افگن
شریک محنت و آزار ہے تو
مدد دے اے محبت کیش مجکو

اودھ سے دو برادر لچھمن و رام
ہوئے ہین صورت صرصر سبک گام

نہایت سر پہ زلف آسا چڑھے ہین
برنگ موجۂ دریا بڑھے ہین

تکبر سے ہوئے ہین خود فراموش
تراشے سب نکھا کے بینی و گوش

سزائے کار گستاخی ہے لازم
مین ہون انکی گرفتاری کو عازم

مدد کو میری ہمراہی مین چل تو
دکھا گیسو صفت ملکر کے بل تو

سنا راون سے جب نام سری رام
برنگ بید کانپ اٹھا وہ ناکام

کہا بس اے شہنشاہ وفا کوش
نصیحت کر مری آویزۂ گوش

وہ ہین نور مجسم دونون بھائی
نکر تو خواہش زور آزمائی

دلیر و صفدر و مرد زبردست
کرینگے سرکشون کا حوصلہ پست

وہی یہ ہین جناب لچھمن و رام
جنھون نے تاڑکا ماری سر عام

وہی یہ ہین سمجھنا کم نہ ان کو
بلا لائے تھے بسوامتر جن کو

شریر و فتنہ گر مارے انھین نے
کیے کشتون کے پشتارے انھین نے

انھین نے ناوک اک مارا بصد زور
گرا مین درمیان قلزم شور

اسی دن سے بدن ہے چور میرا
لڑون پھر یہ کہان مقدور میرا

اسی تیر گران سے تنگدل ہون
نحیف و ناتوان و مضمحل ہون

تصور سے لبون پر ہے دم سرد
ابھی تک ہے جگر مین شدت درد

اسی مین خیریت ہے اے شہنشاہ
ابھی سیدھی طرح سے گھر کی لے راہ

خیال سرکشی کر دل سے باہر
کہ زور ان کا مرے دل پہ ہی ظاہر

سنا ماریچ سے جب حرف انکار
ہوا گیسو صفت برہم سیہ کار

کہا ہی لائق زور آوری کون
یہ منھ کس کا کہ آگر منھ دکھائے
ہری ہی ساکنانِ عرش تک دھوم
پرندے دب ہے خوف و خطر سے
نہین ہرگز مجالِ آدمی زاد
خلافِ عقل کی تقریر تو نے ٭
اگر ہے تجکو ہمراہی سے انکار
سُنی جب یہ شہ راون کی تقریر
پڑا اک مصرعۂ خاطر مین سکتا
فتادہ در کشاکش پای ماندن
متاعِ زندگی سے ہاتھ دھو کے
کہا دل مین کہ گو ہے منزلِ سخت
پس مدت مقدر یار ہو گا ٭
سرافرازی ملے گی مین نے جانا
اگر بخشین تو ہے صدق ارادت
ادھر جینے مین عیش بے کدورت
وہان ہی ہر طرح سے شکل بہبود
غرض دونون وہ بدبخت سیہ کام
نظر آیا جو نورِ عارضِ پاک
مقابل ہو وہ ایسا ہی جری کون
دکھائے منھ تو بیشک منھ کی کھائے
ہوا قبضے مین ہی آتش ہے محکوم
درندے چھپ رہے گوشون مین ڈر سے
اکڑ کر مجھ سے لے مانند شمشاد
خطا کی واجب التعزیر تو نے ٭
کرون گا کشتہ تیغ شرربار
یکایک تھر تھرا اُٹھا وہ دلگیر ٭
رہا سکتے کے عالم مین سسکتا
نہ رد رفتن نہ روئے جائے ماندن
چلا راون کی ہمراہی مین رو کے
مگر مجھ سے ہے طلوع کوکب بخت
میسر شربت دیدار ہو گا ٭ ٭
قدمبوسی کا ہاتھ آیا بہانہ
و گر مارین تو ہے عین سعادت
اُدھر مرنے مین نارائن کی صورت
بہم دراصل ہو گا گوہر سود ٭
گئے قرب جناب لچھمن و رام
گرا غش کھا کے راون بر سرِ خاک

فروغ حسن لاثانی تھا بن مین — چمک تھی پردۂ چرخ کہن مین
سنبھل کر دفعتہً خواب غشی سے — نظر کی پھر دوبارہ سرکشی سے
نظر آیا مبدّل چہرۂ پاک — مہیب و وحشت انگیز و غضبناک
یہ چھائی ظلمت شبہاے شامت — قد موزون نظر آیا قیامت
یہ صورت دفعتہً دیکھی جو بن مین — پڑا رعشہ سا راون کے بدن مین
قدم رعب تجمل سے نہ مارا — رہا آگے نہ پھر چلنے کا یارا
کہا ہمدم سے اے پیر خوش اسلوب — کراِس میدامین تدبیر خوش اسلوب
اٹھین صید افگنی کو لچھمن و رام — مین یان سیتا کو لیکر ہون سبک گام
یہ ہون ادجھل جو صحرا مین نظر سے — ملے پھل باغ مطلب کے شجر سے
سُنی جس دم شہ راون سے یہ بات — بنا فوراً وہ آہوے طلسمات
مغرق دوش زیبا پر پڑی جھول — بشکل دلکش و دلچسپ معقول
عیان سر پر بہارِ شاخ زرین — تجلی تھی نثارِ شاخ زرین
مغرق نیلم و الماس و زر سے — چمک تھی جلوہ گر چاندی کی کھر سے
تجمل جس سے غزالان ختن ہون — ہرن کے نشۂ غفلت ہرن ہون
روش سے فتنۂ محشر ہویدا — شرارت اُسکی عین آنکھون سے پیدا
غرض یون بن گئے وہ آہوے خوش رنگ — ہوا میدامین ہرسو گرم آہنگ
فریبِ جانکی آہو جب آیا — نظر مین نقشۂ حیرت سمایا
کہا شوہر سے ہنسکر اے مہاراج — یہ دیکھا آہوے زرین عجب آج
عجب کچھ اُسکی رامش کا چلن ہے — نمایان ہر ادا مین بانکپن ہے

زبس کہ ہوئے مرغوب دل آزار — کسی حکمت سے کر دیجے گرفتار
اسی وحشی کو تنہائی مین پاؤن — غم صحرا کسی حیلہ سے ٹالون
اگر زندہ نہ ہاتھ آئے یہ نخچیر — تو لاچاری سے کیجے کشتۂ تیر
ہے گا مرگ چھالا بھی بہت خوب — نفیس و خوشنما دلچسپ و مرغوب
تبسم کر کے یون بولے سری رام — لچھمن اسکی اسیری سے ہے کیا کام
یہان ہین سرکشان فتنہ ایجاد — طلسم و شیوۂ افسون کے استاد
نہین معلوم کیا نیرنگ و فن ہے — ہوا کہہ ہے یا چھلاوہ یا ہرن ہے
غرض جب جانکی جی نے نہ مانا — ہوئے اٹھکر بمجبوری روانا
کیا تیر اسپہ سے لیکر محنت و غم — زمین پر گر کے آہو کر گیا رم
دوبارہ جبکہ ناوک نے خطا کی — ہوا رخ پر ظہور خشمناکی
سہ بارہ پھر کمان سے تیر مارا — ہوا گم آہوئے زرین قضا را
وہ گم یون اڑ کے ہوتا تھا نظر سے — پرندہ جسطرح پران ہو پر سے
یونہین کچھ دیر تک بن مین رہا حال — نہ چھوڑا رام نے آہو کا دنبال
کبھی ظاہر کبھی غائب تھا مغرور — کبھی مڑ کر کے پاس آیا کبھی دور
گئے کچھ دور جب بن مین وہ ذیجاہ — برآیا مدعا تب حسب دلخواہ
گرا یعنی وہ زخمی ہو کے بے دم — غزال روح فوراً کر گیا رم
زبان رام سے باسحر و انداز — دم مرگ اُسنے دی رو رو کے آواز
کہ اے لچھمن نہایت چشم تر ہے — خبر لو شدت درد جگر ہے
صدائے گریۂ آواز پر جوش — ہوئے سیتا کے نالہ حلقۂ گوش

سری لچھمن سے فرمایا کہ بن مین
کسی کی بوے رقت ہے سخن مین

نصیب دشمنان آفت ہے یہ آئی
فلک نے تازہ کچھ گردش دکھائی

کہا لچھمن نے اے فرخندہ فرجام
نہین ہرگز یہ آواز سری رام

نہین خوف انکو فوج صف شکن سے
نہین کھٹکا طلسم مکر و فن سے

ظفر خود انکی نوکِ تیر مین ہے
شجاعت قبضۂ شمشیر مین ہے

کسی کا دم حباب آسا روان ہے
شکار جان بلب محوِ فغان ہے

کہا سیتا نے اے سرمایۂ ناز
نہو ہمدرد یون رخنہ پرداز

رہے ہر دم شریک گرمجوشی
نہین سختی مین واجب چشم پوشی

برادر کے لیے گھر بار چھوڑا
ہجوم مونس و غمخوار چھوڑا

نہین واجب طریق کج ادائی
خبر لیجے براہِ آشنائی

کہا انکو نہین مطلق خطر ہے
یقین مجکو یہ نقش کالجھر ہے

مگر جب کیا سیتا نے اصرار
چلے سوے بیابان چار و ناچار

مدور خط بہ شکلِ ہالۂ ماہ
دیا کھینچ اس جگہ یہ بھر کے اک آہ

کہا اس حلقۂ خط مین بس اب تم
رہو پنہان مثال نورِ مردم

برنگِ روح تم اس تن مین رہنا
بدن کی طرح پیراہن مین رہنا

محافظ ہے یہی نقشِ مدور
قدم رکھنا نہ اس حلقہ سے باہر

بتاکید اس طرح سمجھا کے بارے
سری لچھمن سوے صحرا سدھارے

نکلکر گوشۂ صحرا سے راون
مبدل ہو گیا بشکل برہمن

بدن مین جامۂ زرتار زیبا
گلو سے تا کمر زنار زیبا

بہارِ قشقۂ صندل جبین پر | غبار آلودہ گیسو بل جبین پر

گیا قرب سری سیتا خرامان | دعائے عمر دی پھیلا کے دامان

کہا سیتا مہا مائی کی جے ہو | مہیا جسکی خواہش ہو وہ شے ہو

کرم کر مجھپر اے فخرِ زمانہ | کئی دن سے ہون مین بے آب و دانہ

اسیرِ حلقۂ درد و تعب ہون | غمِ فاقہ کشی سے جان بلب ہون

جو کچھ موجود ہو اے صاحبِ داد | عنایت کر مجھے با خاطرِ شاد

سُنی جس دم برہمن کی یہ آواز | اُٹھی پھل لیکے وہ سرمایۂ ناز

پدِ بخشش جو کھولا بھگوتی نے | دعا دیگر گذارش کی جتی نے

مجھے حلقہ سے باہر ہو کے دو پھل | تھین بھی تا کہ پھل دینے کا ہو پھل

مہارانی نے کچھ دیکھا نہ بھالا | قدم کو نقش کے باہر نکالا

بغل مین لیکے سیتا کو وہ پرجوش | ہوا صحرا سے غائب صورتِ ہوش

آگاہ ہونا جٹائی گرگس کا اور جنگ کرنا اون سے اور مارا جانا اُسکا اور پہونچنا رام و لچھمن کا تلاش جانکی مین جٹائی کے پاس اور کریا کرم کرنا اُسکا اور تشریف لیجانا وہان سے سیوری کے مکان مین

جناب رام ادھر ہو جوشِ اخلاص | کہ تا بحرِ مضامین مین ہون غواص

اُسی رستے مین اک نخلِ کہن تھا | زمین پر دور تک سایہ فگن تھا

اسی پر تھا مقیم اک کرگس پیر / مبارک طلعت و فرخندہ تقدیر
قوی ہیکل جسیم و نکتہ پرداز / ہمارے اوج دانش عرش پرواز
جٹائی نکتہ آموز و سخنور / شہ شاہین و شہبازِ زیرک پر
سدا دل مین تھی اُسکے رام کی یاد / عروج نخل پر رہتا تھا دلشاد
سُنا نعرہ جو اُس نے عرش پر سے / اُڑا مانند بو شاخِ شجر سے
عقاب آسا لب و چنگل کیے باز / سرِ راون پہ جا پہونچا وہ طناز
طپان دیکھا جناب جانکی کو / ہوئی آشفتگی کرگس کے جی کو
مقابل آکے بولا اے نگون بخت / زبون عقل و زبون کار و زبون بخت
نہ لہرا کر غضب سے جوش مین آ / سنبھل جامے مین اپنے ہوش مین آ
یہ سیتا ہین کرم بخشِ یگانہ / عطا پاش و خطا پوشِ زمانہ
متاع نکہت کی داتا یہی ہین / جنابِ جانکی ماتا یہی ہین
یہی سب پہ یو تو تمین ہین سرافراز / زمین ہے اُنکی پابوسی سے ممتاز
غبارِ پا بس اے اہلِ ستم / پرستش کر ذرا جھک کر قدم سے
نہین سیتا سے ہے گر دست بردار / سنبھل مین سر پہ آ پہونچا خبردار
کہا راون نے چپ اے مشت پر تو / شرارت سے بس اپنی درگذر تو
نہین تجکو خیال و خوف انجام / ترا تن ہے فقط اک لقمۂ خام
سُنی باری جو یہ کرگس نے گفتار / سرِ راون پہ ماری اُڑ کے منقار
اِدھر راون نے بڑھکر سر کیا تیر / جھکا ضیغم صفت بالاے نخچیر
رہی آویزش کامل وہ تا دیر / زبر تھا کرگس دانا کبھی زیر

بدن نوچا دبوچا بر سرِ جنگ / غریقِ خون کیے سب ناخن و چنگ
تنِ شہ پر وہ مارے اُسنے شہپر / غبار آسا گرایا خاکِ رہ پر
بنوکِ تیر منقارِ صف آرا / گیا زخمی تنِ راون وہ سارا
بصد چستی سیا کو فارغ البال / اُٹھا لایا تہِ نخلِ کہن سال
کمالِ جوش شفقت سے بٹھا کر / مقابل پھر ہوا راون سے آ کر
غشی سے خاک پر آیا جو کچھ ہوش / اُٹھا راون غضب سے ہو کے پر جوش
بھڑک کر مثلِ آتش سر کیے تیر / گیا مارے غریقِ آب شمشیر
سراسر شل کیے بال تو ہی بال / تنِ کرگس ہوا تیرون سے پامال
گرا فرشِ زمین پر ہو کے بیہوش / غشی طاری لبِ شیرین تھی خاموش
زبس تھا اشتیاقِ لچھمن و رام / گرانبارِ فراق لچھمن و رام
جو تھی اظہار مطلب کی ضرورت / کھلی آنکھین رہین تالمے کی صورت
تڑپتا تھا بہ فرطِ درد جانکاہ / دم آنکھون مین لبون پر نالہ و آہ
ادھر راون سری سیتا کو لیکر / اُڑا مانند بادِ اوج ہوا پر
سیانے کی زبس فریاد و زاری / کوئی پہونچا نہ بہرِ غمگساری
کلیجہ مین طپش لب پر فغان تھا / قفس مین طائرِ روح روان تھا
کبھی کہتین ہوا سے اے ہوا خواہ / بتا جا کر بتا دینا سرِ راہ
بیان کرنا یہ حالِ اضطرابی / کہ ہے مانند کاکل پیچتابی
پرندون سے کبھی کہتین کہ پردار / خبر جا کر مری کرنا خبردار
کبھی کہتین کہ اے آہِ شرر ریز / پہونچ وان تک اگر چلنے مین ہے تیز

روان گو بر سرِ عرش برین تھین
ہو نیکر ہر جگہ با چشم نمناک
کہین انگشتری پھینکی کہین چھن
نظر آیا کہین بالاے کہسار
لباسِ زعفرانی کے تن سے
غرض راون نے پوشیدہ اُڑا کے
سری سیتا کو گلشن مین جگہ دی
بہت فوج دیتانِ بد اختر
خبر کو کوئی تا آنے نہ پائے
لکھا سب اسطرف کا حال جانسوز
حروفِ غم سے خاک افشان ورق ہی
سیاہی ہے رُخ کاغذ پہ چھائی
اُدھر جب عنقریب جلوۂ شام
سری لچھمن ملے رستہ مین ناگاہ
کہا اے پیر گردون خیر کیجے
سری لچھمن سے فرمایا کہ بھائی
کہان چھوڑا سری سیتا کو ہیہات
یہان ہر سو ستمگارون کا ڈر ہے
کہا لچھمن نے اے عصیان فراموش

مخاطب جانب فرش زمین تھین
نشانی اپنی پھینکی بر سرِ خاک
کہین زیور کہین پیرایۂ تن
ہجوم خرس و میمونان جرار
سری سیتا نے پھینکا عقل و فن سے
بٹھایا کشور لنکا مین جا کے
روان کو گوشۂ تن مین جگہ دی
براے پاسبانی کین مقرر
پرندہ کیا صبا آنے نہ پائے
ادھر کا اب سنو ذکر زبان سوز
جگر شق ہے قلم کا رنگ فق ہے
نہین جوشِ قلم مین روشنائی
ہرن لیکر پھرے بن سے سری رام
تو فرطِ غم سے کھینچی رام نے آہ
غم فرقت نصیب غیر کیجے
عنان عزم کس رُخ کو اٹھائی
سبب کیا وجہ کیا باعث ہی کیا بات
بلا و سحر و افسون کا خطر ہے
مین اس لئے خطا سے ہون سبکدوش

صدا اے غم سے سیتا کو ہوئی یاس
نصیحت کی زبس لیکن نہ مانا
سمجھے آپ کچھ دل مین پس و پیش
بس اقبال آپ کا کافی فقط ہے
کہا سچ ہے پر اے فرخندہ کردار
پھڑکتی بے سبب کیون چشم تر ہے
غرض باہم یہی کرتے ہوئے ذکر
ملی تصویر حیرت جاے سیتا
گیا زخم جگر غنچہ صفت کھل
کیا بس بیکلی سے چاک دامان
ہوئے بے اختیار از خود فراموش
صبا کی طرح ہر سو خاک اڑائی
کبھی نخلون سے پوچھا اشک تر ڈال
سدا نظارہ افگن چارسو ہو
کبھی پتون سے کہتے تھے بتادو
کبھی پھولون سے کہتے بے تامل
تمھاری بوے مطلب پر نظر ہے
کبھی کہتے تھے اے صحرا کے بوٹو
کبھی رو رو کے فرماتے بصد درد

بنت مجکو بھیجا آپ کے پاس
ہوا تب مین مجبوری روانہ
نہین وان کوئی جا سکتا جفا کیش
مرا بھر حفاظت نقش خط ہے
وصال جانکی ہے امر دشوار
شگون بد نما پیش نظر ہے
گئے بن مین وہ دونون صاحب فکر
نپایا کچھ نشان پاے سیتا
رہے دونون برادر تھام کر دل
کمال درد سے پھاڑا گریبان
پریشان دم بخود سکتے مین خاموش
چلے پھر تجسس دونون بھائی
ریاضت سے ہو تم اوڑھے ہوئے چھال
بتادو جس طرف سیتا کی بو ہو
نشان غنچہ مطلب بتادو
چراغ رنگ و بو ہرگز نہ ہو گل
کہو کچھ جانکی جی کی خبر ہے
کہو کچھ غنچہ آسا منہ سے پھوٹو
خبر دو اے غزالان جہان گرد

نہ تھا ہوش انکو خود رقت سے تن کا | نشان کیا دین ہرن سیتا ہرن کا
غرض آگے بڑھے جو دونون محزون | تو دیکھے خار و خس پر قطرۂ خون
چلے آگے تو دیکھے ترکش و تیر | شکستہ قبضہ و پیکان و شمشیر
کہین صحرا کو دیکھا خون مین تر ہے | کہین باز و کہین نوچے ہوئے پر
کہا لچھمن سے یان بیشک ہوئی جنگ | علامت آشکارا ہے بہر رنگ
تجسس کو بڑھے آگے جو ناگاہ | تو آئی اک صداے نعرۂ آہ
کہا بھائی کوئی یان چشم تر ہے | کسی کو شدت درد جگر ہے
غرض آیا نظر اک کرگس پیر | زمین پر ہے پریشان زخمی تیر
زبان پر نالۂ درد و ستم ہے | حباب آسا فقط آنکھون مین دم ہے
بصد شفقت سر بالین پہ جا کر | رکھا سر اُسکا زانو پر اُٹھا کر
کہا رقت سے اے سرمایۂ خیر | طپان ہے کس لیے با حالت غیر
کہا کرگس نے بھر کر نعرۂ آہ | جٹائی ہون مین دسرت کا ہوا خواہ
مری اُنکی نہ تھی مطلق جدائی ہے | سدا تھا اتفاق آشنائی ہے
کیا سرلوک کے لینے کا جب عزم | سوے اوج فلک پہونچے پے رزم
نہ تھی تاب ضیاے مہر افلاک | پھرے فرط غشی سے جانب خاک
قضارا مین عروج شاخ پر تھا | تماشا سب مرے پیش نظر تھا
سنبھالا جا کے مین نے نصف رہ پر | بٹھالا بر سر اورنگ شہ پر ہے
خوشی سے لا کے پربت پر اُتارا | کیا سب مین نے دانائی سے چارا
پرون سے دی ہواے سرد مین نے | مہیا کی دواے درد مین نے

شہ دسرت کو جب آیا ذرا ہوش | گلے مل مل کے فرمایا بصد جوش
مسلسل اب ہوا تارِ محبت | پڑا گردن مین زنارِ محبت
غرض اُس دن سے اے فخرِ زمانہ | رہے سب اتحادِ غائبانہ
بنھی تا زندگانی بات باہم | ہوئے کیا کیا نہ احسانات باہم
سیا کو لیکے اک راچھس قضاکار | اِسی رستے سے کل نکلا ستمگار
پے سیتا ہوا مین بر سرِ جنگ | گرا لیکن زمین پر ہو کے دلتنگ
گرا غش کھا کے مین فرشِ زمین پر | وہ ظالم اُڑ گیا عرشِ برین پر
جو تھا مین اشتیاقِ چشمِ دیدار | دم اٹکا تھا میانِ دیدۂ زار
ملے درشن بس اب عزمِ سفر ہے | کہ ہر دم شدتِ دردِ جگر ہے
سُنی جب یہ جناب رام نے بات | ملے دستِ تاسف کہکے ہیہات
کہا اے رونقِ گلزارِ ہستی | کریگا کون ایسی سرپرستی
تمھاری دید سے آنکھو کو تھا چین | منور ہو گیا تھا خانۂ عین
تمھاری جانکنی سے پردہ غم ہے | غمِ مرگِ پدر گویا کہ کم ہے
اگر جینے کی ہو رغبت جلادون | پے آئینۂ قدرت جلادون
کہا کرگس نے روکر اے مہاراج | بقا کی کچھ مجھے خواہش نہین آج
نہ وقت ایسا پھر آئیگا کبھی ہاتھ | دم اکھڑے آپکے قدمون پہ ابھی ناتھ
یہ کہتا تھا کہ آنکھین ہو گئین بند | سوے سر پڑ گیا مرغِ خردمند
چھٹا مرغِ روان قیدِ بدن سے | پھڑک کر اُڑ گیا بلبل چمن سے
بہت رو رو کے دی دونون نے آواز | نہ لیکن دیدۂ کرگس ہوئے باز

بھرے فرطِ الم سے نعرۂ آہ
بزرگ اپنا سمجھکر بادلِ نرم
چلے آگے تب رقت سے نالان
لکنڈاک راچھس ظلم سیہ کار
جناب رام نے دیکھا جو یہ طور
بہ نرمی اِسکو سمجھاؤ بجھاؤ
طبیعت شست سے تیزی نہین خوب
کہا لچھمن نے جاکر راستی سے
بصد نخوت کہا راچھس نے ہنسکے
شکارِ تازہ ہاتھ آیا بہ شکل
جنابِ رام نے دیکھا جو یہ رنگ
گیا غصے سے تیر آتشین سر
گرا جب مثل اشک دیدۂ زار
جھکایا سر تفاخر کی نظر سے
دعائے بد نے دریا ساکی ناچار
مجھے تھی آپ کی عین انتظاری
برنگِ موجۂ بادِ روان وہ
اُدھر رخصت ہوا وہ اہل اکرام
نظر آیا کسی جا وقت گلگشت

ادا کی آخرش رسمِ اگن داہ
کرم سے برلبِ دریا گیے کرم
بے گرگس کف افسوس نالان
ہوا بن مین مقابل بہر بیکار
تو فرمایا سری لچھمن سے فی الفور
سمجھ جائے تو کیون سختی دکھاؤ
کسی کی مفت خونریزی نہین خوب
عداوت کر نہ رستے مین کجی سے
چھٹو گے کب مرے پنجہ مین پھنسکے
کرونگا انتفائے آتشِ دل
بہ مجبوری ہوئے آمادہ جنگ
گرا جلکر عدو فرشِ زمین پر
ہوا با شکل نورانی نمودار
کہا گندھرب مین تھا پیشتر سے
ہوا مین اک دیّتِ مردم آزار
ہوئی اب صورتِ مطلب برآری
اڑا کہکر سوے آسمان وہ
بڑھے آگے جناب لچھمن و رام
مکان اک درمیانِ دامنِ دشت

مصفا سر بسر سینہ کی صورت
منور صاف آئینہ کی صورت

کوئی سیوری زن فرخندہ بنیاد
اُسی دشتِ لق و دق مین بھی آباد

سُنا تھا اُسنے صحرا مین قضا را
کہ ہین یان رام و لچھمن جلوہ آرا

لہٰذا وہ زن پاکیزہ داماں ٭
سحر کو دشت مین جاتی خراماں

پئے دعوت بر شیرین جو پاتی
وفورِ شوق سے چن چن کے لاتی

کمالِ مہربانی سے کسی روز
ہوئے وان خود بدولت جلوہ افروز

مقدر دفعتہً سیوری کا چمکا ٭
ملا بھینٹی ہوئی درشن قدم کا

قدم بارے چھوئے گردن جھکا کر ٭
بر شیرین کیے پیش اُسنے لاکر ٭

نہال اُسکو کیا پھل چکھ کے یکبار
نہالِ مستمندی کا دیا بار ٭

خبر سیتا کی پوچھی ذوق دل سے
کہ تھے فرقت مین جنکے مضمحل سے

کہا ہان دشت پنپا پر ہے نزدیک
ملے گا آپ کو اُس مین پتہ ٹھیک

ہوئے رخصت وہان سے لچھمن و رام
ہم آغوشِ عروسِ دردو آلام

آغاز کسکن ڈھا کانڈ پہونچنا رام و لچھمن کا صحرائے پنپاپور مین

رہے یادِ جناب رام و لچھمن
بسے دل مین خیالِ رام و لچھمن

سنبھل اے توسنِ کلک سبکرو ٭
بیابانِ سخن مین کرتک و دو

پیے سیتا جنابِ لچھمن و رام ٭
صبا کی طرح تھے ہر سو سبک گام

رخِ انور پہ تھے آثارِ زردی ٭
قدم کو صدمہ صحرا نوردی

فراقِ جانکی مین چشم نمناک ٭
گریبانِ تحمل سر بسر چاک

جدھر مثل صبا کرتے تھے گلگشت — مہک جاتا تھا سارا دامن دشت

خراماں سوے پنپا پور پہونچے — شب ظلمت مین مثل نور پہونچے

نہالان کہین کوسون ہرے تھے — سراسر میوۂ تر سے بھرے تھے

کہین نسرین کہین لالہ کہین گل + — کہین تھا نغمۂ والحان بلبل +

جھکین سب پھولکر شاخ گل تر + — بہار سبزہ و سرو و صنوبر +

کہین جوہی کہین شبو کو دیکھا + — روان صحرا مین آب جو کو دیکھا

اسی صحرا مین اک کوہ گران تھا — بلندی مین نظیر آسمان تھا

جناب رام و لچھمن با صد اندوہ — ہوئے زینت فزاے دامن کوہ

بہار جانفزا دیکھی عجب وان — تصدق جس پہ ہو لطف گلستان

مثال اشک تر چشمے تھے جاری — روان تھی موجۂ باد بہاری

کہین رقصان تھی طاؤس سان طناز — کہین تھے نغمہ زن مرغ خوش آواز

کہین کیفیت رنگ سمن تھی + — کسی جانب بہار نسترن تھی

کہین تھے قمری و شمشاد باہم — کہین تھا مجمع مرغان فراہم

جو دیکھی رام نے کیفیت دشت — ہوئے ہمراہ لچھمن محو گلگشت

متنگ اک رکھ وہان پر تھے فروکش — تہان کوہ گران مین شکل آتش

جناب رام نے جب کی ملاقات — ادا کی رکھ نے تعظیم و مدارات

چلے آگے وہ سیاح سبکرو — ہوے محو بہار نخل خودرو

خراماں ہر طرف مثل صبا تھے — بدل محو بہار دلکشا تھے

وہان بندر تھا اک سگریو نامی — قوی اندام و سردار گرامی

برادر اُسکا تھا بالِ قوی بال — مہ عز و کرم خورشید اقبال
زبس آئینۂ دل مین جو تھے زنگ — اُسے وہ غنچہ سان کرتا تھا دلتنگ
اُسی کے خوف سے وہ دل شکستہ — چھپا تھا بن مین آکر خوار و خستہ
کئی ہمیون تھے ہمراہی مین اُسکی — رفاقت مین ہوا خواہی مین اُسکی
اُنھین مین تھے براہ عزت و شان — جناب کیسری نندن ہنومان

احوال پیدائش سری ہنومان جی کا یعنی راجہ اندر کا گوتم رکھ کے مکان پر آنا اور بد دعا دینا رکھ کا اہلیہ اور انجنی اور راجہ اندر اور چندرمان جی کو اور ظہور فرمانا ہنومان جی کا انجنی کے بطن سے

سری رگھبر ادھر چشم کرم ہو — کہ سر سبزی یہ تا شاخ قلم ہو
سنبھل اے خامۂ فرخندہ تقدیر — رقم کر یان کچھ احوال ہمابیر
کہ جس دم پردۂ سریت ہو افاش — دلِ گوتم یہ تھا زخمِ جگر پاش
دعائے بد نے یہ دکھلا دیا رنگ — ہوئی یعنی اہلیہ پارۂ سنگ
ہوئے داغ اندر کے جسم و جگر مین — کلف کا لگ گیا دھبّہ قمر مین
جو تھی اک دخت گوتم اہل اکرام — عفیف و پاکدامن انجنی نام

اُسے بھی صاف گوتم نے دعا دی | کہ ہو تجکو حصول نامرادی
دعا کے پھل سے حُرمت کا لٹا باغ | میانِ چادرِ عصمت لگے داغ
زبس تھی اجنبی دریاے فرہنگ | رہی جا کر کنارِ چشمہ گنگ
بنایا اک مکان بہرِ عبادت | ریاضت کی بہ آئین سعادت
بظاہر بند ہر جانب سے گھر تھا | نہ ممکن پیکِ صرصر کا گذر تھا
رہین مثلِ گہر بطنِ صدف مین | چھپا مہر ہمابیت الشرف مین
رہین بند اُسمین یک مدت وہ ذیشان | میانِ جسمِ خاکی صورتِ جان
نہ تھا وان سایۂ خورشید کا دخل | نہ پاتا طائرِ عقلِ رسا دخل
فقط اک روزن مخفی تھا در مین + | نہ آتا تھا مبصر کی نظر مین +
بہ فرطِ تشنگی ہوتین جو بیتاب | اُسی روزن سے پیتین قطرۂ آب
یہ سچ ہے لاکھ تدبیرِ خرد ہو | مگر کب ہونے والی بات رد ہو
بشر ہر چند تدبیرین کرے سب | حروفِ نقشِ پیشانی مٹین کب
کوئی راچھس تھا بھسماسُر جفا کوش | سراسر بادۂ نخوت سے مدہوش
سدا شیو کی بذوقِ دل جو کی یاد | دیے درشن کہا بس آفرین باد
بیان اس جانفشانی کا سبب کر | خوشی سے مدعاے دل طلب کر
سری گوری بھی تھین ہمراہ شمبھو | انیس و ہمدم و دلخواہ شمبھو
فروغِ حسن گوری پہ ہوا غش | لگادی عشق نے سینہ مین آتش
ہوا آشفتۂ گوری وہ بدخواہ | نہایت تلاطم دل مین ہوئی چاہ
خیال آیا کہ اب کیجے وہ تدبیر | عروسِ مدعا ہو جس سے تسخیر +

سدا شیو سے گذارش کی کہ ہے ناتھ
سدا شیو ہین جو بھولے ناتھ مشہور
کمال مہربانی سے کہا خیر
قبولِ آرزو سے وہ زبردست
خیال آیا یہی بہرِ نمایش
رکھون ہر دم سری گوری کو ہمراہ
زبس تھا زور نخوت پر چڑھا وہ
جو دیکھا شیو نے یہ حال عجائب
جدھر تھے مثلِ قدرت جلوہ گر وہ
زبس آمادۂ شر تھا جفا کیش
یہ تھا دلمین سرِ اقدس کو چھو لون
سدا شیو جی بصد دسو اسف اندوہ
جنابِ بشن نے دیکھا جو یہ رنگ
سری گوری کی صورت بنکے بیٹھے
ادا سے کر کے ابرو کا اشارا
مری تم کو تو مجکو ہے تری چاہ
ملے دل زین سخن آگاہ باشد
کرے کیا کوئی گر دو دل ہون راضی
مجھے خود صحبتِ شیو سے خذر ہے

چلے وہ جس سر پر مین رکھون ہاتھ
تامل گوشۂ خاطر سے ہے دور
نہ سمجھے ہونے والی ہے کوئی سیر
شراب خود پسندی سے ہوا مست
کرون شمبھو کے سر پر آزمایش
برائے آرزو دے حسبِ دلخواہ
برنگِ سایۂ شمبھو بڑھا وہ
ہوئے مانند بو صحرا سے غائب
روان تھا صورتِ پیکِ نظر وہ
کبھی دہنے کبھی بائین کبھی پیش
نسیمِ آسا گلِ مطلب کی بو لون
چھپے جا کر میانِ دامنِ کوہ
کہ شمبھو دست بر اجیس سے ہے دلتنگ
خرامان سامنے دشمن کے بیٹھے
کہا ہنسکر کہ اے مردِ صف آرا
مثل سچ ہے کہ دل کو دل سے ہے راہ
کہ دلہا را ز دلہا راہ باشد
نہین دخلِ کلامِ اعتراضی
فقط تاج اُن کا منظورِ نظر ہے

سُرین و سر پہ رکھکر ناز سے ہاتھ
وہ گاتے ہین عجب انداز کیساتھ

وہی جلسے دکھائے گر کوئی اور
مطیعِ حکم ہون اُسکی بہر طور

کہا گر ہے یہی مرضی تو تو خیر
وہی گت ناچتا ہون دیکھیے سیر

وہ ناری یہ تنِ خاکی مین بھولا +
کہ سب اندیشۂ انجام بھولا +

رکھا ہاتھ اپنا جب فرقِ وسر پر
تو جلکر گر پڑا فرشِ زمین پر

دکھا کر بشن اعجازِ عجائب
ہوئے خود دفعۃً نظرون سے غائب

خرامان بر سرِ کہسار پہونچے
قریبِ شیو سبک رفتار پہونچے

گذشتہ سرگذشت اپنی سنائی
شبیہِ قدرتِ کامل دکھائی

کہا شیو نے براہِ عقل و فرہنگ
مجھے وہ ایک منظر دکھلایئے رنگ

وہی صورت وہی ہو لطفِ انداز
وہی تیور وہی چتون وہی ناز

جنابِ بشن نے بدلا وہی روپ
شعاعِ رخ سے جھپکی پڑ گئی دھوپ

دکھایا عارضِ تابان کا پرتو +
برنگِ شمع ہر پتی نے دی لو

جو دیکھا شیو نے وہ حسنِ دلارام
گھٹا جوشِ شکیبائی بڑھا کام

جلا نقدِ تحمل صورتِ خس
بہا بیساختہ تخمِ مقدس

جنابِ بشن جی نے مسکرا کر +
لیا قطرہ کو اک برگِ شجر پر

زبس تھا دل مین جوشِ عقل و فرہنگ
اُسے چھوڑا میانِ چشمۂ گنگ

بہا پانی مین لعلِ بے بہا وہ
درخشان سر بسر مثلِ سہا وہ

مہک قطرہ کی لیکن چار سو تھی
کہ کوسون عنبر سارا کی بو تھی

بہا قطرہ غرض زورِ صبا سے
ہوا باہم عروسِ مدعا سے

روان قرب اُس عبادتگہ کے پہونچا | مکان انجنی تک جا کے پہونچا
حفاظت انجنی نے کی تھی ہر چند | مگر چشم بصیرت ہو گئی بند
بیا جل رخنۂ دیوار کی راہ | گیا تخم مقدس منھ مین ناگاہ
رہا گوہر وہ آغوش صدف مین | فروغ مہر تھا بیت الشرف مین
جو گذرا عہد معمولی قضا کار | ہوئے شئی انجنی نندن نمودار
عیان چہرے سے آثار کرامت | طراوت بخش گلزار کرامت
مگر جل سے جو بھکر قطرۂ تر | گیا منھ مین بزور باد صرصر
ہوئی شرکت صبا کی طشت از بام | پون پتر اِس سبب سے ہو گیا نام
یہ بیش انجنی فرط طرب سے | جھکا یا سر کو آئین ادب سے
گذارش کی براہ نکتہ دانی | غذا بخشو بہ فرط مہربانی
جو دیکھی شکل فرزند جگر بند | ہوئین وہ محو حیرانی دم چند
خلاف جنس انسان تھی جو صورت | ہوئی آئینۂ دل پر کدورت
کہا یارے کہ اے فرزند دانا | نظر جو سرخ پھل آئے وہ کھانا
بوقت صبح دامان افق مین | طلوع مہر تھا رنگ شفق مین
یکایک ساغر جرات جو چھلکا | ہوا دھوکا پسر کو لال پھل کا
برنگ شعلۂ آتش وہ لپکے | گئے گردون پہ برق آسا تڑپکے
لیا مہر درخشان کو دہن مین | مچا غل پردۂ چرخ کہن مین
اندھیرا چھا گیا برج سما پر | زمین و طبقۂ تحت الثرا پر
ہجوم دیوتا ششدر رہا جی مین | خلل تھا کاروبار دنیوی مین

جو دیکھا شور و غل بالائے افلاک — سری سرپت ہوئی از بس غضبناک
جو مارا جبر بجرنگی کے تن پر — پڑا وہ ناگہان چاہِ ذقن پر
ذقن کج ہو گئی ضرب گران سے — گرے فرش زمین پر آسمان سے
پڑا تھا پردہ ظلمت جو ہر سو — پریشان تھا ہر اک مانند گیسو
برِ کندرو جو ہوتا ہے زبس لال — کھلایا دیوتون نے لاکی فی الحال
طریق صلح و آئین سخن سے — چھڑایا مہر تابان کو دہن سے
اُدھر جب ظلم سرپت کا سُنا حال — پون جی صورت آتش ہوئی لال
اُسی ساعت براہِ خشمناکی — کشش کی سر بسر باد صبا کی
دکھا کر صورت وسواس و اندوہ — رہے جاگر میان دامن کوہ
ہوئی خلقت غریق قلزم غم — پون کے روک لینے سے رُکا دم
ہر اک تھا خنجر غم سے دل افگار — رہی طاقت نہ دم لینے کی زنہار
ہوئے بےحس طیور و مرغ و ماہی — جہان تھا غرقہ بحر تباہی
غرض سب دیوتا ملکر بصد یاس — سر کہسار پر پہونچے پون پاس
مناجت سے دکھایا لطف تقریر — کیا داب ادب سے عذر تقصیر
پون جی نے جو دیکھی حالتِ زار — رہائی دی صبا کو چار ناچار
ہوئی حاصل جہان کو شادمانی — ملا سب کو متاع زندگانی
ہوئے جاری اُمور دنیوی سب — ہوے پھر حسب چالاک قوی سب
ہجوم دیوتا نے یادِ دلشاد — پون ست سے کہا تب آفرین باد
ہو تر ہو کوئی حربہ نہ تن مین — بڑھے زور توانائی بدن مین

غرض خوش ہو کے آئین تشرف سے ہر اک نے دی دعا اپنی طرف سے
کسی نے دی دعائے کامرانی کسی نے دی حیاتِ جاودانی
کسی نے بل دیا اس صف شکن کو عطا کی سخت سنگینی بدن کو
کلامِ آشتی کہکر زبان سے ہوئے سب دیوتا رخصت وہان سے
مہابیرِ جری با خاطرِ شاد ہوئے پھر جا کے پمپاپُر مین آباد
محبت سے رہے ہمراہ سگریو کے وفادار و ترقی خواہ سگریو کے

آنا مہابیر جی کا رام چندر کے پاس حال دریافت کرنے کے واسطے سگریو کے حکم سے

جنابِ رام بخشش کی نظر ہو سخن کا طے بآسانی سفر ہو
سنبھل اے توسنِ کلکِ رواں تو کہان سے چلکے آ پہونچا کہان تو
جو دیکھے رام و لچھمن بر سرِ کوہ ہوا سگریو دانا محو اندوہ
گمان بد ہوا دلمین یہ فی الحال کہ ہین شاید یہ جاسوس شہ بال
تجسس مین مرے آئے ادھر ہین صبا کی طرح سرگرم سفر ہین
پئے تفتیش مطلب چابکانہ کیا شسی انجنی ست کو روانہ
کہا گر ہون یہ جاسوسِ برادر تو کہدینا اشارے مین سمجھکر
یہان سے تا کہ ہین فورًا روان ہون کسی کوہ و بیابان مین نہان ہون
مبدل ہو کے شکل برہمن وہ ہوئے یون رام سے گرم سخن وہ

رگھبیشر ہو بشر ہو دیوتا ہو | روان کیون صورتِ بادِ صبا ہو
سبب کیا ہے کہ بار خسارۂ زرد | بشکل جوگیان پھرتے ہو بہ درد
طلب ہے یا کسی کی جستجو ہے | کہو کیا غنچۂ مطلب کی بو ہے
کہا سری حلقۂ خیلِ بشر ہین | سری دسرتھ کے ہم نورِ نظر ہین
ملقب ہین بہ اسمِ لچھمن و رام | میانِ ہر دو عالم شہرۂ عام
پدر کے حکم سے از بہر گلگشت | ہوئے تھے رونق آرا جانب دشت
عروسِ جانکی آئی تھین ہمراہ | برنگ بو ہوئین غائب وہ ناگاہ
پھرے مثلِ صبا صحرا مین ہرسو | نپائی اُس گلِ گم گشتہ کی بو
تجسس مین قریب دور پہونچے | میانِ دشت پمپا پور پہونچے
یون سنتے یہ آگاہی جو پائی | بدل کر صورتِ اصلی دکھائی
قدم پر گر پڑے خوش ہو کے فی الحال | سنایا قصۂ پیدائشِ بال

احوال پیدائش سگریو اور بال کا اور جانا رام و لچھمن کا اُنکی ملاقات کو اور مارا جانا بال کا اور تخت نشین ہونا سگریو کا

سری رگھبر گلِ مضمون ہو سرسبز | سخن ہو صورتِ برگِ شجر سبز
تھا بیر جری شکر شکن ہین | بصد لطفِ تکلم حرف زن ہین
بہ اسمِ جامونت اک ہی یہان خرس | قوی ہیکل جسیم و پہلوان خرس
ہمایون طلعت و سردار خرستان | جوان دولت سپہ سالار خرسان

دکن مین نربدا پر گھر ہے اسکا / دل گرگ و اسد مین ڈر ہے اسکا
کسی دن گھر سے نکلا بہر گلگشت / نظر آئی فضائے دامن دشت
شیوا اور گوری دہان پر جلوہ گر تھے / موصل صورت شیر و شکر تھے
بے نظارۂ روے منور / رکھیشر ملکے وان جاتے تھے اکثر
لہذا بزم خلوت مین خلل تھا / بہار لطف صحبت مین خلل تھا
سداشیوجی نے جھنجھلا کر کسی روز / دعا دی بہر سیاجان بصد سوز
گذر جسکا کبھی اس بن مین ہو جاے / بدلکر وہ لباس زن مین ہو جاے
قضارا جا موتمت آیا جو بن مین / تو صاف آثار زن پائے بدن مین
بنا یعنی وہ زن فرخندہ فرجام / حسین و مہ جبین و نازک اندام
ہوا سر بیت کو ذوق ہمکناری / اُدھر سورج کو جوش بیقراری
جناب اندر کا تخم مقدس / الجھکر اُسکے گیسو مین رہا بس
بہا تخم سری سورج زمین پر / گرا طوق گلوے نازنین پر
ہوا بال جری بالون سے پیدا / شجاعت جسکی تھی چالون سے پیدا
گلو سے پھر ہوئے سگریو نامی / جوان بخت و سپہ دار و گرامی
ریاضت کی جو زن نے سالہا سال / تو پایا جسم اصلی ہو کے خوشحال
ادھر وہ بال و سگریو دلاور / رہے اس دشت پنپا پر مین آکر
زبس تھا یاوری پر کوکب بخت / ہوا بال جری زیبندۂ تخت
میان دشت حکم اُسکا ہے جاری / زمانہ ہے پے خدمت گذاری
ہوا اک دن جو باہم عرصۂ جنگ / تو غالب آگیا بال خوش آہنگ

برادر کو طریق شور و شر سے
نہ دیکھا جب کہین اپنا گذارا
خوشی سے کیجیے چلکر ملاقات
کرین اب اُسکی گر مطلب برآری
جناب رام نے جب یہ سُنا حال
ہنومان جری نے قد بڑھایا
کیا رام و لچھمن کو زینت دوش
سر کوہِ گران پر لا اُتارا ہے
خبر سگریو دانا نے جو پائی ہے
گذارش یون کیا رو رو کے احوال
جسیم و صف شکن مغرور ہے وہ
ازل سے رشتۂ الفت تھا باہم
قضارا کوئی راچھس دُندبے نام
بہم دونون ہوئے سرگرم کشتی
دعا تھی میرے بھائی کو ازل سے
نہ ہو بال جری کا بال بیکا ہے
تن اہل وغا سے گھٹ کے رن مین
ہوئی باہم زبس زور آزمائی ہے
صف میدان سے باری تن بہ تقدیم

غبار آسا نکالا اپنے گھر سے
چھپا اس بن مین سگریو صف آرا
بہم ہو رشتۂ لطف و عنایات
وہ حاضر ہوئے خدمت گزاری
رکھی آنکھون پہ عین انگشت اقبال
ہر اک کو دوش [illegible] پر چڑھایا
اُڑے اوج ہوا پر صورت [illegible]
کہا سگریو نے احوال سارا
تو کی فرط ادب سے جبہہ سائی
کہ بھائی ہے مرا شاہنشہ بال
سپہ سالار رنبیا پور ہے وہ
رہے ہوش و حواس آسا فراہم
مقابل بال کے آیا سپہ کام
دکھائے شیوۂ طرز درشتی
نہو کھٹکا کبھی جنگ و جدل سے
اُسی کے سر ہو پامردی کا ٹیکا ہے
بہم ہو ضعف زور اُسکے بدن مین
مخالف نے شکست آخر کو پائی ہے
عدو چلا کے بھاگا صورت تیر

ہوا لہرا کے پیچھے سے روان بال
بڑھا ہم صورت موج روان بال

برائے خبرگیریٔ حال برادر
چلا مین گھر سے دنبال برادر

رہا جس غرقۂ دریائے اندوہ
ہوا پنہان میان دامن کوہ

کہا تب بالی نے مجھسے کہ بھائی
مین جاتا ہون پے زور آزمائی

رہو تم منتظر یان بادل شاد
مقرر پندرہ دن کی ہے میعاد

ہے گر زندہ تو پھر ہونگے فراہم
پئین گے شربتِ دیدار باہم

[illegible] مارا گیا وہ خبثِ عدو سے
تو کرنا درگذر الفت کی بو سے

وہ غنچے کی روش دلتنگ ہونا
خوشی سے مالکِ اورنگ ہونا

گیا وہ درمیانِ درۂ کوہ
رہا مین وان غریقِ بحر اندوہ

مہینا بھر زبس کی انتظاری
ہوا تب سیل خون رخنہ سے جاری

مرے آئینۂ دل مین پڑا بال
کہ دستِ غیر سے مارا گیا بالی

مجھے بھی غار سے شاید نکل کے
ہم آغوشِ اجل کر دے نہ چل کے

رہا محوِ پریشانی دمِ چند
سرِ رہ غار کو پتھر سے کیا بند

بہا کر اشک تر با دیدۂ زار
پھرا چھاتی پہ پتھر رکھ کے ناچار

کہا گھر جا کے احوالِ خرابی
ہوا سب کو ہجومِ اضطرابی

ہوا خواہون نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
کہ بے وارث ہوا دیہیم اورنگ

رکھا تاجِ خلافت میرے سر پر
زبردستی بٹھالا تخت زر پر

مخالف پر ہوا غالب ادھر بال
پھرا گھر کو ہم آغوشِ ظفر بالی

ہر آئینہ جو تھی دلمین کدورت
مقابل آیا آئینہ کی صورت

مجھے دیکھا جو یان اور رنگ زر پر — ہوا مائل فساد و شور و شر پر
عداوت سے وہ دی اک ضربت مشت — سراسر خم ہلال آسا ہوئی پشت
کہا رو رو کے مین نے حال ماضی — رہی لیکن نگاہ اعتراضی
زن و مال و زر و زیور کیا ضبط — شکستہ کر دیا سر رشتۂ ربط
ہوا پھر مین بصد مشکل گریزان — چھپا اس بن مین آ کر اشک ریزان
ازل سے ہے دعاے عابد پاک — جو بال اس کوہ پر آئے تو ہو خاک
لہذا آ نہین سکتا ادھر سے — حفاظت کو دعا شکل سپر ہے
پریشان ہون برنگ زلف برہم — ملا اب تک نہ زخم دل کا مرہم
اگر کچھ آپ کی چشم کرم ہو — متاع مطلب خاطر بہم ہو
سنی جب داستان درد ناکام — براہ آشتی بولے سری رام
شہ بالی دلاور کو بصد سوز — کرونگا کشتۂ تیر جگر دوز
نہو تو صدمۂ غم سے ہراسان — کرونگا عقدۂ مشکل کو آسان
عدو کو کر کے پابند تباہی — تجھے دونگا سر و تاج شاہی
ملا جب آب تسکین تشنہ لب کو — جھکایا گردن فرق ادب کو
گذارش کی بصد ارمان و اندوہ — مین بیٹھا تھا کسی دن بر سر کوہ
صداے گریۂ و آواز پر جوش — پڑی تا گر میان پردۂ گوش
سوے گردون جو دیکھا سر اٹھا کر — تو رتھ آیا نظر اوج ہوا پر
لیے اک نازنین نازک اندام — کوئی راچھس اڑا جاتا تھا ناکام
سنی گو گریۂ و زاری کی آواز — کھلا لیکن نہ مطلق عقدۂ راز

نگریان مجمعِ میمون جو دیکھا
مطابق آپ کا مضمون جو آیا
غریقِ بحرِ حیرانی وہی تھین
یہ کہکر جامۂ اقدس منگایا
ہوا دونون کو اک جوشِ الم اور
لگایا جامۂ زیبا کو سر سے
کہا سگریو نے بس بس مہاراج
بس اب چندے گوارا کیجیے جبر
مجھے پلے مبارک کی قسم ہے
سراغ جانکی جبتک نہ لاؤن
نہ رکھون تاج سلطانی کو سر پر
ولے گر آپ کی چشمِ مدد ہو
ملے مجکو جو نقدِ عیش و آرام
بچشم و سر غبارِ نقشِ پا ہون
جمالِ مطلبِ دل ہو جو ظاہر
جبین و سر سے محوِ جستجو ہون
جو ہون زیرِ زمین یا آسمان پر
اگر رونق فزا ہون زیرِ پاتال
برنگِ بو چمن مین ہون تو لاؤن

دوپٹہ اک ہوا سے اُسنے پھینکا
یقین اب خاطرِ مضطر کو آیا
سری سیتا مہارانی وہی تھین
جنابِ رام و لچھمن کو دکھایا
ترقی پر ہوا دریاے غم اور
سرشکِ خون بہائے چشمِ تر سے
متاعِ ہوشِ دل کیجے نہ تاراج
نہ کیجے پرزے پرزے دامنِ صبر
کرونگا بندگی تا دم مین دم ہے
امورِ سلطنت سے ہاتھ اُٹھاؤن
نہ ہون رونق فزا اورنگِ زر پر
غمِ دشمن دلِ مضطر سے رد ہو
دل و جان سے بجا لاؤن مین سب کام
برنگِ چوبِ صندل جبہ سا ہون
نہون مین حلقۂ طاعت سے باہر
روان صحرا بہ صحرا مثلِ بو ہون
ہوا یا سطحِ آبِ روان پر
تو ڈھونڈھون چاہ سے پانی مین فی الحال
صبا بنکر جو بن مین ہون تو لاؤن

سُنے جب یہ کلام فرحت انجام
ہوئی گویا براہ آشنائی
بدل ہین مستعد بہر مدد ہم
کہا سگریو نے یون با دلِ نیک
ہوئی مدت کہ اک اچھس بد آہنگ
اُسے بالِ دلاور نے پچھاڑا
اُسی راچھس کے یہ سب استخوان ہین
اُٹھا کے جو کوئی اُنکو سرِ دست
سوا اسکے ہی اک اور آزمایش
یہ سات اس جا جو تاڑون کے شجر ہین
کمان سے جو کوئی ناوک کو جوڑے
کمر باندھے وہ اُسکی ہمسری پر
جناب رام نے با صد صفائی
کہ یعنی استخوان راچھس ہست
برنگِ خس اُٹھا کر بن مین پھینکا
کیا پھر ایک تیر آتشین سر
جو دیکھے دست قدرت کے یہ اوصاف
یقین آیا کہ نورِ پاک ہین یہ
قدم پر گرا دا کر جبہہ سائی

تو بولے صبر فرقت سری رام
کرو دشمن سے ہم جنگ آزمائی
جو آئے گی بلا کر دین گے رد ہم
مجھے مدّنظر ہے امتحان ایک
ہوا بھائی سے میرے بر سرِ جنگ
نہالِ زندگی جڑ سے اُکھاڑا
زمین پر صورت کوہ گران ہین
وہی بالِ دلاور کو کرے پست
رخِ مطلب کی ہو جس سے نمائش
مسلسل زلف سان باہمدگر ہین
یکایک تاڑ کر تاڑونکو توڑے
مظفر ہو وہی بالِ جری پر
بہارِ قدرتِ کامل دکھائی
اُٹھائے سب بنوکِ ناخن دست
تماشا سب نے عین آنکھون سے دیکھا
اُڑے نخلِ بیابان صورت پر
تو شک آئینۂ دل سے مٹا صاف
جہان مین صاحبِ ادراک ہین یہ
چلا جو شان پے جنگ آزمائی

وہ صحرا گونج اٹھا نعرہ جو مارا
صدا اسنگر عدو جونش تعب سے
جلا نارِ غضب مین پا سے تا فرق
وہ مارا سر پہ گھونسا زور تن سے
رہا زور وہ صف آرائی نہ اسکو
مرا امیدان سے مثلِ آبِ شمشیر
گیا با چشمِ تر پیش سری رام
کہا خوب آپ نے یاری نباہی
پھنسایا تھا مجھے دیکر دلاسا
گیا ہوتا مرا دم آکے دم مین
ہنسی مین آپکے جاتی مری جان
کہا تب رام نے یہ مسکرا کر
جبین و ابرو و خال و خط و گوش
نہ مین دونون مین مطلق فرق سمجھا
اسی باعث سے کی تاخیر مین نے
زبان پر تکلم سے یہ کہکر
کہا کافی یہ ہے پہر نشانی
گیا دریا صفت ہیمون جو جوشان
بہم وصلی کی صورت آملے وہ

دربال دلاور پکارا
برنگ شعلہ کانپ اٹھا غضب سے
تڑپ کر سر پہ پہونچا صورتِ برق
اڑا مرغِ توانائی بدن سے
مقابل ہو یہ تاب آئی نہ اسکو
پریشان ہو کے بھاگا صورتِ تیر
کہ تھا از بس وفا کیش سری رام
محبت اور غمخواری نباہی
لگایا طائرِ مطلب کو لاسا
عبث مین پھنس گیا قیدِ الم مین
کیا خوب اس مری مشکل کو آسان
کہ تم ہمشکل ہو دونون برادر
ہین یکسان دست و پا و بازو و دوش
برابر تن کے زرق و برق سمجھا
دکھایا کچھ نہ زورِ تیر مین نے
پنھایا اسکو اک بارِ گلِ تر
گرا اب میدان مین جا کر جو تفشانی
تو دشمن شکل رعد آیا خروشان
لگا نیک بیل مست آسا ملے وہ

لڑے باہم گرد دونون دغا کوش ‏ ‏ ملا سینہ سے سینہ دوش سے دوش
جناب رام زیر نخل تر تھے ‏ ‏ کھڑے در پردۂ شاخ شجر تھے
جو دیکھا زور مین سگریو ہارا ‏ ‏ زبر قوت مین ہے بال صف آرا
کیا گوشے سے تیر آتشین سر ‏ ‏ گرا بال جری فرش زمین پر
پڑا جسم گران پر زخم کاری ‏ ‏ ہوا فوارۂ خون تن سے جاری
برائے بخشش اعزاز و اکرام ‏ ‏ دم مرگ اسکی بالین پہ گئے رام
کہا بال جری نے اے مہاراج ‏ ‏ عطا پاش اور خطا پوش سبکے سرتاج
تمنا ہے مری ثابت ہو تقصیر ‏ ‏ کیا تم نے کس خطا پر کشتۂ تیر
عدو مین ہون مگر سگریو پیارا ‏ ‏ سبب کیا مجکو بے تقصیر مارا
نہین زیبا شہنشاہون کو کاوش ‏ ‏ برابر چاہیے سب پر نوازش
فروغ صبح صادق ہر طرف ہے ‏ ‏ نہین یہ رسم شاہان سلف ہے
ہر اک جا ہے ضیای ماہ و خورشید ‏ ‏ بلند و پست کی مطلق نہین قید
ہر اک مین ہو رگ مغز سیر پوست ‏ ‏ تمہین یکسان ہین دونون دشمن و دوست
برادر کو اگر مارا تو مارا ہے ‏ ‏ ہوا اک خود بدولت سے صف آرا
جفا کی اسپہ یا مشق عطا کی ہے ‏ ‏ تمہارے مین نے کیا سہواً خطا کی
ہوا کیا اس سے کار خیر خواہی ‏ ‏ فنا کر کے مجھے الفت بنا ہی
کہان کا ہے یہ رسم و شیوہ و داد ‏ ‏ کہ مارا مجکو چھپکر شکل صیاد
ہوا مجرم سے جب مضمون یہ سارا ‏ ‏ سری رگھبر ہوئے یون تکیہ آرا
کہ دخت و زوجہ و طفل و برادر ‏ ‏ یہ چہارم دخت خواہر ہین برابر

بہ چشم بد انھین دیکھے جو کوئی — سزا واجب ہے از راہ نکوئی
کرے اسکو اگر آغشتۂ خاک — تو دامن خون عصیان سے ہو پاک
ملا تجکو سر پر و تاج شاہی — بہم تھا رتبۂ عالم پناہی
برنگ گل یہ پیراہن مین پھولا — سراسر شیوۂ شفقت کو بھولا
جو بھائی قوت بازو ہے مشہور — اُسے تو نے تہِ دل سے کیا دور
ملایا خاک مین اوج برادر — ستم چھین لی زوج برادر
سزا تیری یہی واجب تھی نادان — کہ ہو عبرت نئے عالی نژادان
ہوا تب نغمہ زن بال دلاور — کہ کام آیا مرا اقبال یاور
سراسر اختر تقدیر چمکا — کہ سایہ پڑ گیا سر پر قدم کا
ہوا کہکر جو وہ رقت سے خاموش — تو دریاے ترحم کو کیا جوش
کہا زندہ کرون بخشون تجھے تاج — کہا بالی جری نے اے مہاراج
ہمیشہ کرتے ہین تدبیر ہر چند — دم آخر ہو قفل زبان بند
اجل کی سر پہ چھا جاتی ہے جب شام — نہین منھ سے نکلتا رام کا نام
مجھے یہ دولت عظمے ہے کہ ہم — کہ دیدہ حلقۂ نقش قدم ہے
قصور سے فنا ہوتے ہین سب پاپ — مجسم یان تو خود موجود ہین آپ
اگر پیش قدم نکلے مرا دم — عدو کا کچھ نہین اندیشۂ و غم
بس اب اس سے زیادہ کیا ہوس ہے — نہین مرنے کا مطلق پیش و پس ہے
یہ کہکر الغرض با چشم نمناک — تن خاکی کو چھوڑا بر سر خاک
زن تارا جو یکتا یان مین تھی ایک — پتی برتا عفیف و پارسا نیک

سُنے اُسنے جو یہ شوہر کے اخبار
تپِ فرقت سے نالان صورت ابر
مچایا نالۂ و فریاد و زاری
جنابِ رام نے آکر دم چند
یہ تھا فیضِ کلامِ فرحت اندوز
تسلّی دے چکے جب بادلِ شاد
بہارِ دامنِ صحرا بہت سم سے
سرِ سگریو پہ جا کر رکھو تاج
بجاہ و شوکت و شانِ لطافت
سری لچھمن خوشی سے جا یکانہ
برد زاحسن و تاریخ خوشتر
بصد شادی تلک کھینچا جبین پر
پھری سگریو کی ہر سو دوہائی
سری لچھمن نے از راہ شرافت
کیا تارہ کو پھر پیوند اُسی سے
وہ انگد بال کا طفل قوی تن
ولیعہدی کا پایا اُس نے پایہ
شہِ سگریو نے پھر ہو کے خوشتر
ہر اک پر کی نگاہ مہربانی

سر لاشہ پہ آئی بادلِ زار
چھٹا دستِ خرد سے دامن صبر
سر شکِ خون کیے انگد نے جاری
تشفی دی سُنائے کلمۂ پند
کہ سمجھا کر بجھایا شعلۂ سوز
کیا تب یون سری لچھمن نے ارشاد
مجھے بستی مین جانے کی قسم ہے
کہ بخشا مین نے پنپا پور کا راج
رہے یہ زینتِ تختِ خلافت
ہوئے پھر سوے پنپا پر روانہ
سرِ میمون پہ رکھا افسرِ زر
مچا شورِ طرب عرشِ برین پر
عروسِ عیش نے صورت دکھائی
دیا میمون کو اورنگِ خلافت
قران زہرہ کو بخشا مشتری سے
کہ تھا بیشک دلیر و ضیغم افگن
ادب سے شیوۂ طاعت دکھایا
دیے پیر و جوان کو خلعتِ زر
برنگ ابر کی گوہر فشانی

حضور رام و لچھمن چشم و سر سے
ادائے شکر کو آیا وہ گھر سے

مہاراج الدھراج اندر کا الطاف
ہوئے شکر فشان یون با دلِ صاف

نہو نا دولت دنیا پہ مغرور
کہ تا شمع خلافت مین رہے نور

رعیت کو کرم سے شاد رکھنا
میانِ گوشۂ دل یاد رکھنا

کہا پھر اُس کو یون با دیدۂ تر
کہ فصلِ برشگال آتی ہے سر پر

رہین گے اب سرِ کہسار پر ہم
زبس ہین مستقل اقرار پر ہم

پر اب آئینۂ دل مین کرو غور
وفاے وعدہ ہو واجب بہر طور

یہ فرما کر یہ فرطِ درد و اندوہ
ہوئے رونق فزاے دامنِ کوہ

سگریو کا عیش و عشرت مین مشغول ہونا اقرار فراموش کر کے اور جانا لچھمن کا واسطے یاد دہی اقرار تجسس سری جانکی جی کے اور عذر کرنا سگریو کا واسطے معافی تقصیر کے اور مستعد ہونا ایفاے وعدہ پر

جناب رام کی ہر دم رہے یاد
تصور سے دلِ مضطر ہے شاد

قلم نیسان کی صورت تر زبان ہی
زمینِ صفحہ پر گوہر فشان ہے

برنگِ تختہ گلشن ہی قرطاس
ہر اک نقطہ نہین ہی غنچہ کی بو باس

بہ فیضِ مدح ہے نخلِ سخن سبز
زر افشان صاف دامانِ ورق ہے
ہوا اے موسمِ گرما جو بدلی
ہوئے نخلِ کہن تازہ چمن مین
معنبر تھی زمین چادرِ عرش
ہر اک جانب بہارِ لالہ و گل تھا
پئے نظارۂ کیفیتِ عام
جو دیکھا آسمانی خیمۂ ابر
طپش دیکھی جو برقِ پُرشرر کی
بھرین جھیلین تنظر آئین جو یکسر
جناب جانکی جی کی ہوئی چاہ
کہین بلبل کو دیکھا گل سے ہمدوش
کہین طوطی خوشی سے تر زبان تھی
کہین پر قیدِ غم سے ہو کے آزاد
کہین نسرین کہین شبو کی بو تھی
ہجومِ مرغِ خوش آواز دیکھے
کہین پر عین شوخی سے سرِ دست
چنبیلی سے بہارِ جانفزا تھی
نشیلی آنکھ مین سرخی کے ڈورے

ورق ہی صورتِ رنگِ چمن سبز
رخِ شنگرف سر بر رنگِ شفق ہے
تو ابرِ تر نے بارش کی سند لی
جوانانِ چمن پھولے بدن مین
ہر اک سو سبزۂ خودرو کا تھا فرش
صدائے قمری و آوازِ بلبل
خرامان تھے جنابِ لچھمن و رام
بڑھا دریائے بیتابی گھٹا صبر
تو شدت ہو گئی دردِ جگر کی
بھر آئے چشمۂ چشمِ منور
کیے نالے تپِ غم سے بھری آہ
کہین قمری صنوبر سے ہم آغوش
صدائے نغمہ مین رطب اللسان تھی
اکڑ دکھلا رہے تھے سرو و شمشاد
ہوائے عنبر آگین چار سو تھی
چکورون کے خرامِ ناز دیکھے
اشارے کر رہی تھی نرگسِ مست
کہین البیلے بیلے کی فضا تھی
کھلے تھے چشمِ نرگس کے کٹورے

ہوئی دل مین دوبالا شدت درد — وہ رنگ عارض تابان ہوا زرد
جمال گل تھا خار آنکھوں مین انکی — خزان تھی سب بہار آنکھون مین انکی
چڑھا زور رون پہ بحر نالہ و رنج — رہے برسات بھر محو شش و پنج
سنبھل اے توسن کلک جوان بخت — کہ طے کرنا ابھی ہے منزل سخت
بیان سب ہوچکا بارش کا احوال — رقم کر اب شہِ سگریو کا حال
کہ یعنے وہ مہ برج شرافت — ہوا جب رونق تخت خلافت
ہوا سرگرم کار بادشاہی — رہا محو بہار بادشاہی
سراسر عیش و عشرت کا جما رنگ — کہین طبلہ کہین دف تھا کہین چنگ
خوشی سے جامۂ تن مین گیا پھول — وہ اقرار و قسم دل سے گیا بھول
جناب رام نے جوش غضب سے — کہا یہ لچھمن عالی نسب سے
کہ گذرے یان ہمین ایام برسات — ہوا کچھ حاصل مطلب نہ ہیہات
ہوا سیمون مےِ نخوت سے مدہوش — کیا پاس وفا دل سے فراموش
شراب خود پسندی سے ہوا مست — ذرا اوج تجسس پر نہ کی جست
کہو سگریو سے جاکر کہ بھائی — یہی شاید ہے رسم آشنائی
در مطلب نہ مطلق ہاتھ آیا — سراغ جانکی اب تک نہ پایا
نہین واجب ہے یا مردونکو سستی — وفاے وعدہ مین لازم ہے چستی
قدم چھو کر چلے لچھمن سوے شہر — جبین سے آشکارا جلوۂ قہر
نوید مقدم لچھمن جو پائی — گیا سیمون براے پیشوائی
نظر آئی شکن لوح جبین پر — غضب غصہ عیان ابرو کی چین پر

تنِ سگریو کا نپا صورت بید
غبارِ پا کو ماتھے پر لگایا ٭
کہا لچھمن نے اے میمون نادان
مےِ عشرت سے ہو کر مست و مخمور
جنابِ رام کے احسان کو بھولا
یہی واجب تھا اے احسان فراموش
خبر کچھ جانکی جی کی نہ لایا ٭
جنابِ رام نے شاہی عطا کی ٭
یہی واجب ہے اے برگشتہ تقدیر
اُتاروں فرقِ نخوت سے ترے تاج
سُنا سگریو نے جس دم یہ مضمون ٭
عرق آیا اُسے از پا سے تا فرق ٭
قدم پر گر بفرطِ آہ و زاری
کہ اے سر چشمۂ جود و کرامات
بلاشک مین نے ہان تقصیر کی ہے
مگر امید ہے چشمِ کرم کی ٭
کئے ہین رام نے مجھپر وہ احسان
نہ بھولون گا کہ جبتک زندہ ہون مین
تغافل کے سبب سے حاصلِ شرم ٭

گرا جا کر قدم پر با صد امید
قدم پر سر بتعظیم و سر جھکایا ٭
یہی ہے شیوۂ عالی نژادان
تو دل سے کیا پاسِ سخن دور
بہارِ جشن سلطانی پہ بھولا ٭
برنگِ شمع بیٹھا بن کے خاموش
نہ آئینہ کی صورت منھ دکھایا
عطائے تازہ پر تو نے خطا کی
کرون تجکو اسی دم کشتۂ تیر
کرون تختِ خلافت تاخت و تاراج
بہایا آنکھ سے فوارۂ خون
سراپا بحرِ خجلت مین ہوا غرق
گزارش کی براہِ انکساری
کرم بخشِ جہان ہے آپکی ذات
خطائے واجب التعزیر کی ہے
ملے برکت مجھے خاک اِس قدم کی
کہ بخشا از سرِ نو گوہرِ جان
خطا سے اپنی خود شرمندہ ہون مین
تجسس مین لب اب ہوتا ہون سرگرم

سری لچھمن کی آمد کی مچی دھوم — قدمبوسی کو آئے بیر معصوم
رنِ تارا ہوئی پابوشن والا — قدم پر لا کے خود انگد کو ڈالا
پھرے بارے سری لچھمن وہان سے — کیا رگھبر کو خوش اس داستان سے

آغاز سندر کانڈ بھیجنا سگریو کا بندرون کو تلاش جانکی مین اور ہنومان جامونت اور انگد کا پہونچنا سمندر کے کنارے پر اور بعد ملاقات سنپات گدھ کے سمندر پھاند کے لنکا مین جانا ہنومان کا اور مارنا اُن کے بیٹے کو معہ فوج اور جلانا لنکا کو اور خبر لانا سیتا کی رامچندر کے پاس

لے رگھبر قلم کو پائے سبقت — خرام کبک پر لیجائے سبقت
زمینِ صفحہ مانند چمن ہے — قلم ہمصورت شاخِ سمن ہے
ہر اک نقطہ مین زیبائش بڑی ہے — زمین صفحہ پر بوٹی جڑی ہے
شہِ میمون جو تھا سگریو نامی — سپہ سالار و سردار گرامی
ہوا تختِ شہی پر جلوہ آرا — کیا یون خیل میمون کو اشارا
تلاشِ جانکی مین سر بکف تم — پھرو صحرا بہ صحرا سر بکف تم

سراغ شاہد مطلب جو لائے
سرافرازی وہ ہم چشمون مین پائے

وہی میمون ہو سردار گرامی ہے
وہی پائے متاع نیکنامی

ہوا نازل جو یہ حکم شہنشاہ
صبا بنکر چلے بن کو ہوا خواہ

ہجوم خرس و میمون خیل در خیل
چلے جوشان اُمنڈ کر صورت سیل

پھرے کوچہ بکوچہ شہر در شہر
قدم سے سب نے تا پایتخت دہر

مکان و کوچہ و بازار ڈھونڈھے
سراسر تختہ و گلزار ڈھونڈھے

پھرے صحرا بہ صحرا کوہ در کوہ ہے
نہ کچھ حاصل ہوا جز نقد اندوہ

ہر اک صحرا کی خس جا کر اُکھاڑی
نظر آئی جہان جھاڑی وہ جھاڑی

درندون سے پتا پوچھا نہ پایا ہے
پرندون سے نہ مطلب ہاتھ آیا

گل و بلبل سے ہر گلشن مین پوچھا
ہر اک پیک صبا سے بن مین پوچھا

زبس کی دوڑ دھوپ اور شل کیے پانون
پتی کی پر نہ صحرا مین ملی چھانون

پھرے سب دشت پیما پر کو ناچار
غریق بحر غم با دیدۂ زار

وہ بے نیل و مرام آئے جو ناکام
گئے پیش جناب لچھمن و رام ہے

عرق شرمندگی سے تن بدن مین
چھپے جاتے تھے میمون پیرہن مین

حجالت سے خیال چشم پوشی
ہر اک کے لب پہ تھی مہر خموشی

کوئی غمگین کوئی مضطر کوئی زار
کوئی ششدر کوئی از بس دل افگار

گذارش دست بستہ کی بصد شرم
بچشم و سر ہوئے صحرا مین سرگرم

ہر اک دام ندامت مین پھنسا ہے
کمند فکر ابھی تک نارسا ہے

سیری رگھبر ہوئے یہ سنکے خاموش
اُٹھا در دل شکیبائی کا اک جوش

اُسی انبوہ میمون مین قضا را
سِری رام اُن سے بول اُٹھے کہ بھائی
تمھین ہو یا یہ ہمت بلندی
تمھین سے حاصل آرام ہوگا
یہ فرما کر براہِ قدردانی
کہا اب صورتِ صرصر روان ہو
ہنومانِ دلاور بادلِ شاد
قدم کو چھو کے آئینِ ادب سے
نشہ میمون نے باصد عقل و تدبیر
نشہ خرسان نے از راہ صداقت
یہ تینون جاموںت انگد ہنومان
روان مثلِ صبا ہر ہر قدم تھے
نسیم صبح ہمراہی سے ہاری
پتا پوچھا ہر اک دیوار و در سے
ہوا مین خاک مین پانی مین ڈھونڈھا
پھرے صحرا بہ صحرا صف شکن سب
کبھی تھے تختۂ گردون پہ جویان
برنگِ موج دریا دوڑتے تھے
غرض جو شان خرو شان تینون شہر کو

ہنومان جری تھے جلوہ آرا
دکھاؤ تم طریق آشنائی
تمھارے سر ہے تاج ارجمندی
بخوبی سب یہ کام انجام ہوگا
انگوٹھی اپنی دی بہرِ نشانی
برنگِ موجِ آب تر روان ہو
اُٹھے ہنسکر پے تعمیلِ ارشاد
چلے مثلِ صبا فرطِ طرب سے
کیا انگد کو ہمراہِ مہابیر
مہابیر جری کی رفاقت
بہم تھے صورتِ چشم و دل و جان
برنگِ برق تابان ہر قدم تھے
روش پر تھی فدا بادِ بہاری
شجر سے شاخ سے برگ و ثمر سے
ہر اک بستی مین ویرانی مین ڈھونڈھا
شمال و مشرق و مغرب دکن سب
کبھی تحت الثرا مین تھے وہ پویان
حباب آسا قدم مین آبلے تھے
ہوئے وارد کنارِ قلزمِ شور

وہان سنپات تھا اک کرگس پیر
اسیر حلقۂ دردِ والم وہ
ضعیف ولاغر وبے بال وپر تھا
نظر آگئے جو یہ سرچشمۂ جود
بس آنکھین کھول دین روزن کی صورت
کئی فاقے سے تھا از بس دل افگار
مقدر سے ملا اک لقمۂ تر
سُنا جب یہ کلام کرگس پیر
برنگ بید کانپ اُٹھے صفِ اشکوہ
گئے لرزان بہ پیش کرگس زار
کہ اے شاہنشہ شاہین شاہین
سری سیتا سری لچھمن سری رام
کوئی راچھس فریب ومکر وفن سے
تری شکل ایک تھا کرگس جٹائی
عدو نے سر بسر نوچے پر و بال
گئے جب دان جناب لچھمن و رام
گران تھی زندگی اُس تیز دم پر
جو تھا وہ طائر بے پر ہوا خواہ
دیا راہ قدم سے پایۂ تمکت

پتان ریگ دامن پر شل نخچیر
پڑا تھا صورت نقش قدم وہ
نحیف وناتوان وخستہ تر تھا
تو سمجھا لقمۂ حلوائے بے دود
دہن کو وا کیا گلخن کی صورت
نہ تن مین طاقت جنبش تھی زنہار
غذا سے خوشنما آئی میسر
اُڑا مرغ حواس وہوش وتدبیر
دبے سمٹے میان جامۂ تن
ہوئے نیسان صفت لب گہربار
مبارک طلعت وفرخندہ آئین
ہوئے ہین جانب صحرا سبک گام
اُڑا کر لیگیا سیتا کو بن سے
ہوا آمادۂ جنگ آزمائی
تن کرگس کیا تیر ودن سے غربال
اُسے دیکھا اسیر درد وآلام
تو چھوڑا قالب خاکی قدم پر
ادا کی دست اقدس سے اگن داہ
ہوا حاصل اُسے سرمایۂ تمکت

تلاشِ جانکی مین اے وفاکار — ہم آئے ہین ادھر بادیدۂ زار
مناسب ہے خطا سے درگذر تو — اجازت دے ہمین بہرِ سفر تو
سُنا کرگس نے جب حالِ جٹائی — کہا وہ نوجوان میرا تھا بھائی
زبس عقل و خرد سے دور تھے ہم — سرورِ خودسری سے چور تھے ہم
براہِ نخوتِ زور آزمائی — اُڑے اوجِ ہوا پر دونون بھائی
وہ تابِ نیرِ اعظم نہ لایا — زمین پر اوجِ گردون سے پھر آیا
ہوئی چشمِ بصیرت ہوگئی کور — بڑھا آیا سبقت کو بصد شور
برنگِ موجۂ صرصر بڑھا مین — عروجِ بامِ گردون پر چڑھا مین
ضیاے مہر سے بس یہ ہوا حال — جلے مانندِ خس میرے پر و بال
پریشان اوجِ گردون سے پھرا مین — کنارِ بحرِ شور آکر گرا مین ۴
مثل ہندی کی پیش آئی یہ فی الحال — چلا کوا بدل کر ہنس کی چال ۴
اُسی دم سے نحیف و ناتوان ہون — مثالِ ماہیِ آبی طپان ہون
مجھے اک رکھ نے دیکھا بس کہ دلگیر — ہوئے جوشِ کرم سے گرمِ تقریر
جب آئینگے یہان پر قاصدِ رام — جمینگے بال و پر بے درد و آلام
یہ تقریرِ رکھیشر کا اثر ہے — وہی یان ماجرا پیشِ نظر ہے
بس اب ضعفِ بدن ہو جائیگا دور — جمینگے بال و پر تن مین بدستور
سنو اب جانکی جی کا فسانہ — کہ ہین مضطر وہ مخدومِ زمانہ
شہِ لنکا جو راون ہے زبردست — سیہ بخت و سیہ کار و سیہ مست
اڑا لایا ہے سیتا کو وہ بن سے — برنگِ بوے گل قیدِ چمن سے

بسایا ہے میان تختہ باغ
یہان سے جانکی گو دور تر ہین
تپ فرقت سے ہے گو ہونٹھ پر دم
نہین تن مرے ہے تاب پرواز
جسے کچھ زور و طاقت کا گمان ہو
ہو گئے شادان یہ سنکر قاصد رام
غریق بحر حیرت تھے وہ شہزور
کہا تب شاہ خرسان نے کہ بھائی
جوانی مین یہ کچھ مشکل نہ تھا کام
پڑا ہے بر شدت ایام پیری
کہا انگد نے جاسکتا ہون مین پار
جناب انجنی نندن تھے خاموش
شہ خرسان زبس تھا دانش آگاہ
کمال فطرت و الشعوری سے
کہے ہے لب پر عبث ہے خموشی
دعا کی وجہ سے تم اے نکو خواہ
ازل سے وہ تھین طاقت بہم ہے
نہین مطلق مقام پیش و پس ہے
یون سنے جب کلمہ ہوش

دیے ہین بیکلی نے داغ پر داغ
مگر ہر دم مرے پیش نظر ہین
یہان سے دیکھتا رہتا ہون ہر دم
نقاہت کے سبب جنبش سے ہون باز
نہ دریا وہ دریا دل روان ہو
ہو گئے پھر قصر گرگس سے سبک گام
رکے بہر عبور قلزم شور
نہین میری وہان تک ہے رسائی
توانائی مری ہے شہرہ عام
عصا نے کی ہے آگر دستگیری
نہین طاقت مجھے پھرنے کی زنہار
ہر اک بحر تکلم مین تھا پر جوش
فہیم و اہل تدبیر و نکو خواہ
ہوا گویا ہنومان جبری سے
کرو بحر وفا مین گرم جوشی
نہین اپنی توانائی سے آگاہ
کروگے قلزم زخار کو طے
خبر لاؤ تھین گو دسترس ہے
تو دریاے شجاعت نے کیا جوش

دمِ رخصت ہوئے سب سے بغلگیر وہ
کمالِ زورِ بازو سے وہ کی جست
تری مین مایۂ چابکتری وہ
صبا نے گرچہ ہمراہی کی چاہ
دمِ رفتار سرعت کا یہ تھا حال
میانِ قلزم اک اچھس تھا ناکام
دلبس نیرنگ و افسون ساز تھا وہ
جہان کچھ سایۂ مرغ سبک پر ہو
اُسی دم کھینچکر اوجِ ہوا سے
جو دیکھا سایۂ پا سے ہنابیر
خوشی سے دفعتہً کھولا دہن کو وہ
رہائی کی نہ دیکھی جب کوئی چال
اسے مارا بصد زور آزمائی وہ
بصد سرعت سمندر پار پہونچے
کنارِ قلزم اک کہسار دیکھا
پئے تفتیشِ اسرارِ نہانی وہ
وہان سے شہرِ لنکا پر نظر کی
نظر آیا عجب شہرِ درخشان
نہ پوچھو کچھ مکانون کی صفائی

چڑھے اک کوہِ بالا پر ہنابیر
کہ کانپے انجمِ گردون سر دست
چلے جو شان بصد دانشوری وہ
نہ لیکن بحرِ قدرت کی ملی تھاہ
جھپٹ مین توسنِ صرصر تھا پامال
دل آزاری کے فن مین شہرۂ عام
برائے مرغِ دل شہباز تھا وہ
نظر آتا میانِ قلزمِ تر
دہن مین جھونکتا طرزِ جفا سے
تو مرغ آسا وہ پھڑکا اہلِ تزویر
سرِ گردون سے کھینچی صف شکن کو
کیا قدمون سے اس سرکش کو پامال
اُڑے پھر صورتِ تیرِ ہوائی وہ
وہ دریا دل سبک رفتار پہونچے
نظیرِ چرخ ناہنجار دیکھا
چڑھے اُس پر بہ فرطِ شادمانی
تہِ دل سے مٹی کلفت سفر کی
سراسر معدنِ لعلِ بدخشان
کہ آئینہ سے مانگے رونمائی

مکان خوشنما ہمپایۂ عرش / بچھا فرش زمین پر نور کا فرش
مطلا کوچۂ و بازار سارے / ستون و سقف مینا کار سارے
اگر عرض اسکی وسعت کا کرون طول / خیال خام ہو ادراک عقل مجہول
زمین طاق و رواق و در سنہرے / مکان و گوشۂ و منظر سنہرے
سراسر خوبی و نزہت سے معمور / نظر آتا تھا شہر اک بقعۂ نور
قریب گنبدِ گردون ہر اک قصر / لطیف و دلکش و مرغوب عصر
ہر اک جانب دیتانِ تنومند / طلایہ مین دوان تھے چاق و چوبند
تماشا دیکھکر لنکا کا سارا / بڑھے آگے ہنومانِ صف آرا
چلے جب سوے لنکا بے تامل / ہجوم دیوتا مین مچگیا غل
کیا خوش ہو کے سرسا کو روانہ / کہئے وہ امتحانِ جادوانہ
زن سرسا جب آئی چشم و سر سے / درندے کانپ اُٹھے صحرا مین ڈر سے
مقابل ہو کے آئینہ کی صورت / ہوئے گرم سخن باصد کدورت
چلا تو کس طرف کو بے محابا / اجل نے حلقۂ گردن ہی دابا
ذرا کر مجھسے تو زور آزمائی / مرے پنجے سے ہے مشکل رہائی
لبون پر دم ہے فرطِ اشتہا سے / ملا تو یاریِ بختِ رسا سے
کہا ہنسکر کہ مین ہون قاصد رام / ہنومان دلاور ہے مرا نام
دیکھکر راہ مین دکھلا نہ بل تو / نہ کر کارِ ضروری مین خلل تو
خبر لنکا سے لے آؤن بآرام / کہون حالِ سیا پیشِ سرِ رام
فراغت کرکے سب کارِ ادب سے / ترے پاس آؤن پھر فرطِ طرب سے

سُنے اُس نے نہ لیکن کلمۂ پند
برائے امتحان کھولا دہن کو
دہن جب چار جوجن کا بنایا
دیا عرض دہن کو اُسنے پھر طول
کہ یعنے جب چڑھی زوروں پہ سرسا
گئے منھ مین نسیم آسا بصد جوش
یہ جس دم شمۂ قدرت دکھایا
کہ بیشک اہل طاقت ہین مہابیر
کہا تب یون ہنومان جری سے
کہ ہو تم فی الحقیقت قاصدِ رام
دعا ہے رکھ ازل سے ہے مجھے یاد
گری یہ کہکے بالائے زمین وہ
مہابیرِ جری سرمایۂ نور
نظر اک دیونی آئی بداختر
سیہ بخت و سیہ کار و سیہ کام
قوی ہیکل جسیم و زشت خو تھی
بھڑک اُٹھی بشکلِ شعلۂ نار
کہان جاتا کدھر اے بیخبر ہے
چلا لنکا کے اندر جیت و چالاک

فسونِ تازہ دکھلائے دم چند
بڑھا یا صاف بجرنگی نے تن کو
دو چند اُس سے تنِ اقدس کو پایا
کیا تب جلوہ گرِ اعجاز معقول
کیا طولِ بدن کو مختصر سا
نکل آئے براہ گوشۂ گوش
یقین اُسدم دل سرسا کو آیا
کرینگے سرکشوں کو کشتۂ تیر
یقین ہے مجکو اس دانشوری سے
کرینگے کارِ مشکل سب یہ انجام
سہے سر پر بس اب جاتی ہون دلشاد
اُڑی فوراً بہ شکلِ نازنین وہ
ہوئے آگے روانہ شاد و مسرور
نگہبانِ حصارِ قلعۂ زر
میانِ شہر لنکا لنکنی نام
ازل سے وحش و طائر کی عدو تھی
بھڑک اُٹھی مثالِ دیدۂ زار
نہین شاید شہ لنکا کا ڈر ہے
مگر جامِ اجل کی ہے تجھے تاک

بے مرغ روان شہباز ہون مین
سنی جس دم یہ تقریر آشکارا
پڑی وہ ضربت دست تنومند
کمال سرکشی سے منہ کی کھائی
اُڑا مرغ توانائی بدن سے
چلے بھی صورت بوے گل تر
زبس دل کو ہواے جستجو تھی
حجاب شب پڑا جس دم جہان پر
تہا بیر دلاور با دل شاد تہ
نگاہ چشم مردم سے نہان وہ
پھرے ہر گوشۂ گلشن مین بیباک
ہوئے چشمون پہ جاکر جلوہ آرا
غریق غم اسیر پنجۂ درد
سراسر تھے وہ پامردی مین یکے
ظہور صبح پر جس دم پھٹی پو تہ
گیے یعنے جانب قصر بھبھیکھن تہ
حقیقی سرور لنکا کا بھائی تہ
وفادار و وفا کار و وفا کیش
ہمیشہ بوے الفت دلنشین تھی تہ

ستمگر تفرقہ پرداز ہون مین
طمانچہ پنجۂ اقدس سے مارا
کہ منہ غنچہ کی صورت ہوگیا بند
یہ منہ زوری نے کیا صورت دکھائی
بہا خون چشمۂ چشم و دہن سے
ہوئے داخل میان قلعۂ زر
تجسس کی دماغ و دل مین بو تھی
ستارا مہ کا چمکا آسمان پر
لگے پھرنے ہر اک سو صورت باد
ہوئے بیک نظر آسا روان وہ
ہر اک سو گوشۂ مطلب کی تھی تاک
نہ دیکھا بحر مطلب کا کنارا
پھرے خانہ بخانہ صورت زرد
روان تھے بادۂ جرأت سے چھلک کے
تو جیتی بازی مطلب سر نو
ہوئے جوش طرب سے جلوہ افگن
سدا غواص بحر آشنائی
فہیم و نکتہ سنج و نکتہ اندیش
محبت رام کی نقش نگین تھی

ظہور صبح سے جاگا لب بام
ہوا یہ نام جب آویزۂ گوش
زبس حیرت نے آئینہ دکھایا
ہوئی حیرت کہ یہ کس کی ہی آواز
نہان اس گھر مین نیک انجام ہی کون
وفا کا کچھ نظاہر ہے اسے پاس
یہان محوِ خیالِ خام سب ہین
جو لین اس نام کو ڈالین زبان کاٹ
زبس یان نارسا فکر رسا ہے
خیال آیا یہ پھر بعد از تامل
بد دِن مین نیک بھی ہوتے ہین دو چار
قمر کا ہے شب دیجور مین نور
عجب کیا گر کوئی اہل خرد ہو
مناسب ہے کہ اِس سے پوچھکر راز
غرض آہستہ باشیرین زبانی
کہ اے دانندۂ نامِ سری رام
اُنھین کے کام کو آیا ہون بھائی
جو نکلا نام اقدس تیرے لب سے
سمجھ کر طالبِ دیدار مجھکو

لگا لینے خوشی سے رام کا نام
یون سُت رہگئے سکتے مین خاموش
تعجب خاطرِ اقدس مین آیا
کہ ثابت جسکے سے ہے اُلفت کا انداز
ہوا خواہ جناب رام ہے کون
گل مضمون مین اُلفت کی ہی بو باس
دل و جان سے عدو کے رام سب ہین
دکھائین آب خنجر کا اُسے گھاٹ
یہ گل اِس باغ مین کیونکر بسا ہے
میان خار و خس کے ہے جلوۂ گل
یہان شاید کہ کوئی ہو نکوکار
مثل وہ نیک اندر بد ہے مشہور
مِرا اُلفت سے سرگرم مدد ہو
کرون اس ہمدم اُلفت کو دمساز
ہوئے یون کاشفِ رازِ نہانی
شریک درد و آرام سری رام
مناسب ہے تجھے کچھ رہنمائی
وہ لب چومون ترا فرطِ ادب سے
دکھا آئینۂ رخسار مجھکو

سنے جب یہ کلام فرحت انجام
کہا فرطِ تعجب سے کہ بھائی
کہا رام و لچھن دونون برادر
یکایک ترک فرما کر وطن کو
ہوئین صحرا سے غائب زوجۂ رام
پتا پایا نہ از راہِ نکوئی
انھین کی جستجو مین ای برادر
یہان تک یاری بختِ رسا سے
ہوا خواہِ جناب رام ہون مین
تصور مین انھین کے ہون مین مسرور
یہان تک نیک و بد سے ہے تو آگاہ
نہ کر مانند مژگان چشم پوشی
سب اسرارِ نہان مجکو بتا دے
کرم سے کر مجھے ممنون احسان
کہا راون جو راچھس ہی بد انجام
رکھا ہی باغ مین خوف و خطر سے
ہزارون پاسبانِ فتنہ پرور
نگہبان روز و شب وان ترجٹا ہے
ہوا کو گو زبس ہے بے حجابی

اُتر آیا وہ مثلِ سایۂ بام
ہوئی کیونکر تری یان تک رسائی
مجسم جلوۂ نورِ منور
ہوا سے سیر مین آ گئے تھے بن کو
پتی برتا جناب جانکی نام
اُڑا کر لے گیا راچھس ہی کوئی
پریشان ہون برنگِ بادِ صرصر
گذر میرا ہوا اوج ہوا سے
مطیع و بندۂ بے دام ہون مین
بہ اسم انجنی نندن ہون مشہور
مرے دل کو مدد کی تجھ سے ہی چاہ
کہ ہے یہ عین وقت سرفروشی
خموشی سے نخل مطلب کا پتا دے
رہون گا تا ابد مرہون احسان
اُڑا لایا ہے بن سے زوجۂ رام
یہان مانند بو چشم و نظر کے
برائے پاسبانی ہین مقرر
محیطِ بوستان کالی گھٹا ہے
نہین لیکن مجالِ باریابی

جو احیا نگاردان ہو ناوکِ وہم — تو ڈر کر گوشۂ دل مین رہے سہم
نہین یہ طاقت و تاب پرندہ — جو اُڑ کے جاسکے گلشن کو زندہ
وہان تک نارسا پیکِ نظر ہے — صبا کا اُس مین ناممکن گذر ہے
مگر مجکو تعجب ہے کہ بھائی — تری کس طرح وان ہوگی رسائی
کہا اس بات کا مجکو نہین غم — مرا کچھ زورِ بازو ہے نہین کم
مجھے راہ وفا کی پیروی ہے — نگہبان میرا دشمن سے قوی ہے
کرونگا مین بآسانی یہ سب کام — مرا رہبر ہے اقبالِ سری رام
یہ فرما کے چلے اُس راستے پر — نسیم آسا گلستان کے پتے پر
نظر آیا وہ گلزارِ طرب خیز — روان موجِ بہارِ فرحت انگیز
شجر پھولے پھلے سرسبز و شاداب — سرشک آسا روان ہر چشمۂ آب
ہمیشہ زرد رو فصلِ خزان ہے — تماشا سے بہارِ جاودان ہے
یون مست پھولے مٹھے جوش ہو کے بن مین — بہار آسا ہوئے داخل چمن مین
سُراغِ جانکی مین صف شکن وہ — ہوئے جھک جھک کے نظارہ فگن وہ
سیا کو اک طرف غمناک دیکھا — تبِ غم سے گریبان چاک دیکھا
فراقِ رام مین با دیدۂ زار — برنگِ ابرِ نیسان تھی گہر بار
سراسر جامۂ تن کا نہ تھا ہوش — کبھی گریان کبھی رقت سے خاموش
کبھی سوے فلک حسرت سے تکنا — اگر جھکیے نہ رہ سکنا نہ سکنا
جو دیکھا جلوۂ روے مقدس — ہنومانِ دلاور خوش ہوئے بس
پر اُن کے درد سے حاصل ہوا سوز — ہوئے شاخِ شجر پر جلوہ افروز

بغل مین فرطِ غم سے کر دل دو پارہ
یکایک آمد آمد کا مچا غل
مچا شور قیامت زیر افلاک
وہ راون آتشِ حسرت سے پر داغ
سر نخوت بہ وہیم مغرق
مسلح برق دم تیغ و تبر سے
برنگ قلزم پر جوش جوشان
کہا الفت سے اے سرمایۂ نور
مرا دل جلوۂ عارض پہ غش ہے
خیالِ بندش کاکل ہے دن رات
مری نیسان کی صورت چشم تر ہے
نگاہِ دیدۂ الفت اِدھر کر
تمنا ہے بس اب اے پیکر ناز
خیالِ رام کر دل سے فراموش
بمنت مین نے سمجھایا کئی بار
مجھے مقبول کر بے منت غیر
قسم ہے تجھکو اے سرمایۂ ناز
سُنے سیتا نے جب یہ کلمۂ گرم
ہٹین پیچھے رکین وہ پاک دامان
ہوئے جھک جھک کے سرگرم نظارہ
اُٹھے تعظیم کو سب بے تامل
کہ جو تھا سبزۂ ابندۂ خاک
ہوا با صد تجمل داخلِ باغ
کہ تھا آسمان کا رنگ ہو فق
عیان جوشِ غضب چشم و نظر سے
حضورِ جانکی آیا خر دشان
سراسر شیشۂ دل ہے مرا چور
جرس سان ہر گھڑی فریاد کش ہے
پسا مہندی کی صورت ہو نہین ہیہات
تمھین مطلق نہین دل کی خبر ہے
عنایت مرہم زخم جگر کر
مجھے کر اپنی خدمت مین سرافراز
نہو تصویر سان سکتے مین خاموش
مگر لب پر ترے ہے حرف انکار
اسی مین جانکی ہے جان کی خیر
کرون سب اپنی زوجون مین سرافراز
تو سمٹین جامۂ تن مین بصد شرم
تحیر سے ہوئین سر در گریبان

قصور رام کی زلف دوتا پر ہے — جھکی گردن نظر تھی پشت پا پر
جواب گفتگو بخشا بصد جوش ہے — کہ اے بے خانماں خاموش خاموش
نہیں تجکو موثر کلمۂ پند ہے — تری غفلت سے آنکھیں ہوگئیں بند
دوا ہے ہوش کر اے خود فراموش — قضا ہے سامنے پھیلائے آغوش
چھلکنے پر ہے جام زندگانی ہے — مٹے گی شان و شوکت کی نشانی
مٹا دینگے جناب رام تجکو ہے — فنا کر دینگے اے ناکام تجکو ہے
ترا دم بھر مین ہوگا راج تاراج — رہے گا یہ سر نخوت نہ یہ تاج
سیا نے جب کہے یہ کلمۂ پند — مثال شعلہ کانپ اٹھا تنومند
ہوا یہ میان سے باہر جفاکار — کہ کھینچی میان سے تیغ شرربار
جو تھا خنجر صفت تیزی پہ مائل — ہوا سیتا کی خونریزی پہ مائل
مگر ساتھ اسکے تھی اک زوج گلفام — پتی برتا زن مندودری نام
وہی تھی ہمدم اخلاص اسکی — وہی تھی زوجۂ خاص الخاص اسکی
برنگ سایہ شوہر کے جو تھی ساتھ — ہوئی شکر شکن یون باندھکر ہاتھ
کسی کی خونفشانی کر نہ شوہر ہے — نہین ہین یہ صف آرائون کے جوہر
حماقت کی بصد اندیشۂ خام — کہ لایا بن سے جاکر زوجۂ رام
نہین یہ رسم شاہان سبک سیر — نگاہ بد سے دیکھین جانب غیر
کسی کا پردۂ عصمت نہ کر فاش — اسیرون کو نہ دے زخم جگر پاش
اہلیہ کو جو دیکھا بد نظر سے — ملا کیا پھل محبت کے شجر سے
سر سرشت پہ داغ اب تک الف ہین — جبین ماہ تابان پر کلف ہین

نہ ہوون بادۂ نخوت سے مدہوش
فدا ہوجاتے ہین آپ ہی خود فراموش

جناب جانکی ہین زوجۂ رام
سزاوار اطاعت اہل اکرام

مناسب ہے بچشم و سر پرستش
پرستش کر پرستش کر پرستش

جھکا گردن بچشم و سر قدم لے
غبار نقش پا ہر ہر قدم لے

سنی منہ دوری سے جب یہ گفتار
تو خونریزی سے باز آیا ستمگار

دم رخصت ولیکن کھا کے سوگند
ہوا گرم سخن شاہ تنومند

انھین اک ماہ کی مہلت فقط ہے
پھر آگے سر قلم مانند قط ہے

غضب سے آکے بعد از عرصۂ ماہ
کرونگا خونفشانی حسب دلخواہ

اگر سمجھین تو سمجھین شر نہین ہے
نہ سمجھین گر تو سمجھین سر نہین ہے

معین کردیے کچھ پاسبان اور
کہا ان سے کرو دستانی جور

ستاؤ جانکی کو تا بمقدور
کبھی پاس شرارت سے نہو دور

مری جوش محبت کا کرو ذکر
کہ بھولین دل سے سیتا رام کی فکر

مری الفت انھین نقش نگین ہو
کہ نقش مدعا کرسی نشین ہو

گیا دولتسرا کو جب وہ بدبخت
ہوئے یان جانکی پر صدمۂ سخت

اجازت یعنی راون سے جو پائی
تو دھوم اک پاسبانون نے مچائی

بشکل ہولناک آئین خرد شان
سیہ رو تھین برنگ ابر جوشان

کوئی جلکر برنگ برق تڑپی
کوئی آتش صفت غصہ سے بھڑکی

کوئی گلخن صفت کھولے دہن تھی
کوئی ضیغم کی صورت نعرہ زن تھی

کوئی بیکل برنگ شعلۂ نار
کوئی دوڑی بشکل مار خونخوار

کوئی کالا کوئی کالی بلا تھی
کسی پر کالرئہ آتش سے نے جلکے
ہر اک نے دست دیا اپنے کیے شل
جناب جانکی با دیدۂ تر
جو پہلو مین دل غمناک دیکھا
کہا اے چرخ کیا چکر دکھایا
بہارِ زیست تھی شوہر کے دم سے
یہ بہتر ہے نکلجائے مرا دم
کہا پھر ترجٹا سے اے وفا ساز
ترے دم سے ابھی تک زندگی ہی
نہین مخفی کوئی اسرار تجھ سے
سہا جاتا نہین بار جدائی
ہر اک دم درد ہی غم ہی ستم ہے
مری جانب سے کیا دلمین ہوا شک
نہ آپ آئے نہ خط آیا نہ پیغام
کہون کیونکر کہ وہ ماہر نہین ہین
وہ ہین دانائے رمزِ پردۂ غیب
دلِ اقدس مگر برہم ہے مجھ سے
چھٹی یعنی مین ہمراہی سے بن مین

کوئی افسون سے شکلِ اژدہا تھی
دکھائے شعبدے تیور بدل کے
نہ لیکن نخلِ مطلب کا ملا پھل
فراقِ رام مین بیٹھی تھین مضطر
تو روکر جانب افلاک دیکھا
نجومِ بخت کو گردش مین لایا
سو منھ دی کی روش چھوٹی قدم سے
نہین ہے تاب قید کلفت و غم
انیس و ہمدم و ہمدرد و ہمراز
نہین تو موت سے شرمندگی ہی
بیان کرتی ہون اے غمخوار تجھ سے
نہین ممکن ہی شوہر تک رسائی
لبون پر جان ہی تھنون مین دم ہی
مہاراج الدھراج آئے نہ اب تک
نظر آیا نہ کوئی قاصد رام
یہ اسرار نہان ظاہر نہین ہین
سزا وارِ پرستش ہین بلا ریب
حقیقت مین حصول غم ہے مجھ سے
نہ گم ہوتی جو رہجاتی وطن مین

خطا بھی اک مری بلا انتہا ہے | بے انتہا بزرگون نے کہا ہے
کہ بے معنے جب شبہ راون نے بن سے | اڑا لایا مجھے نیرنگ و فن سے
نہ چھوڑا مین نے دم اس دم صد افسوس | اٹھایا ہی یہ بارے غم صد افسوس
سوا اسکے مری اک ہے خطا اور | نہین وہ لائق بخشش کسی طور
جدا اتنے دنون رہکر قدم سے | ابھی تک سلسلہ توڑا نہ دم سے
اسی پر ہون جو برہم کیا عجب ہے | بظاہر یہ تامل کیا سبب ہے
زبس وہ ترجٹا تھی نکتہ اندوز | مطیع حکم سیتا تھی شب و روز
بباطن تھی وہی غمخوار سیتا | شریک محنت و آزار سیتا
وہ بولی کل عجب اک خواب دیکھا | قریب ختم شب اک خواب دیکھا
کہ اک میمون نے ہے لنکا جلائی | پریشانی صف راچھس پہ آئی
کیا ہی رام نے راون کو تاراج | مگر فرق بھبھیکھن پہ رکھا تاج
نہو تم صدمۂ فرقت سے دلگیر | ہویدا ہو گی کچھ جلد اس کی تعبیر
شتاب اب غنچۂ مقصد کھلے گا | تمھین نقد مراد دل ملے گا
ڈرین سنکر زنان اہل جفا سب | ہوئین سیتا کے آگے جبہہ سا سب
سیا بولین کہ یہ قسمت کہان ہے | تصور اس طرح کا رائگان ہے
یہ فرما کر لگائے عشق کا روگ | تہ نخل اسوگ آئین بصد سوگ
کہا رو کر کہ اے نخل ثمر بار | ترے دلمین بھرے ہین شعلۂ نار
کھڑا ہی عشق مین اک پانون سے تو | محبت کی ترے پتون مین ہی لو
مرے دل مین ہی جیسی عشق کی لاگ | ترے دلمین بھری ہی ویسی ہی آگ

کہان یہ زمین جو مین سو کے سما جاؤن مگر بطن زمین شق ہو سما جاؤن
نہ پانی ہی کہ ڈوبون کیا کرون مین نہ آتش ہی کہ جیسے جل مرون مین
مجھے اک شعلۂ آتش اگر دے دوا گویا دلِ سوزان کی کر دے
ہنومانِ جری بادیدۂ زار شجر پر سن رہے تھے طرز گفتار
خیال آیا کہ غم افزون ہی حد سے نہ ٹوٹے رشتۂ دم شدومد سے
اگر پیشِ نظر جاؤن مبادا شکیبائی گھٹے غم ہو زیادا
مخالف جانکر کچھ بد دعا دین عدم کا مفت مین رستہ بتا دین
یہی آئینۂ خاطر مین کر غور براہِ عقل سوچی مصلحت اور
انگوٹھی پھینک دی فرشِ زمین پر منقش نام اقدس تھا نگین پر
خیال آیا یہ سیتا کو بہر رنگ شجر نے آگ دی ہی صورتِ سنگ
لپک کر دستِ نازک سے اٹھائی تو دستاویز کابل ہاتھ آئی
یہی ہاتھون کو مل مل کر کہی بات انگوٹھی کس طرح آئی یہ ہیہات
تہ گردون وہ ایسا ہی جری کون یہ لایا رام کی انگشتری کون
گمان بد کرون ہی عقل جھوٹھی کہ لایا چھپ کے راچھس ہی انگوٹھی
خیال آیا کہ شاید خواب ہے یہ کہ سودائے دلِ بیتاب ہے یہ
انگوٹھی پھر بچشمِ غور دیکھی دفورِ شوق سے فی الفور دیکھی
کہا یہ ہے نشانِ پنجۂ رام عبث ہے ہر طرف اندیشۂ خام
گران مایہ انگوٹھی ہی یہ از بس بنا سکتے نہین مایا سے راچھس
مہابیر جری فرخندہ فرجام لگے پڑھنے شجر پر قصۂ رام

بہ حکم کیکئی آنا وطن سے
شہ سگریو کا پربت پہ ملنا
بیان یہ داستان فرما کے ساری
کہ ہون مین انجنی ست قاصد رام
سنا سیتا نے جب نام مبارک
کہ شاید کوئی راچھس اہل فن ہو
مگر افسانۂ نام و نگین سے
تہ دامن چھپا کر چہرۂ پاک
اگر ہے فی التحقیق قاصد رام
ہنومان جری اترے شجر سے
پھرے گرد تن اقدس بصد شان
کمال لہجہ و فہم و ذکا سے
ملاقات شہ سگریو کا حال
شہ سگریو کی خاطر نوازی
عطا کرنا وہ مال و ملک سارا
تلاش جانکی مین جا بجا نہ
یون ست نے غرض افسانۂ رام
جناب جانکی پھولین بدن مین
ہوئین پھر محو تقریر گہربار

ہری سیتا کا گم ہونا وہ بن سے
سراسر غنچۂ مطلب کا کھلنا
ہوئے گویا بہ فرط انکساری
حضور جانکی لایا ہون پیغام
یقین کچھ آ گیا لیکن ہوا تنگ
دغا سے چاہتا ہے ہم سخن ہو
دل مضطر بنا بولے یقین سے
ہوئین گرم سخن با چشم نمناک
مقابل ہو تو اے فرخندہ فرجام
کف پا کو ملا مین اپنے سر سے
ادب سے سامنے آ گئے ہنومان
کیا افسانہ آغاز ابتدا سے
وہ نوک تیر سے خونریزی بال
وہ انگد پر نگاہ سرفرازی
زن تارا کا چمکانا ستارا
وہ کرنا لشکر میمون روانہ
سنایا ابتدا سے تا بہ انجام
نہ تنگی سے سمائین پیرہن مین
کہ ہین سو طرح کے اک دل پہ آزار

زبان پر سوز دل میں بیقراری
ہمیشہ شب کو ہے اختر شماری

نکلتا دم نہیں جاے عجب ہے
مگر یہ سخت جانی کا سبب ہے

بسی ہے رام کی صورت نظر میں
بدن میں جان میں جی میں جگر میں

انھیں مطلق نہیں ابتک خبر ہے
مری فریاد و زاری بے اثر ہے

بھلا یہ تو کہو اے انجنی زاد
مری بھولے سے کرتے ہیں کبھی یاد

پون ست نے کہا اے فخر عالم
گئی درجہ سوا ہے رام کو غم

فغاں ہونٹھوں پہ دل میں شدت درد
رواں صحرا بہ صحرا ہیں جہاں گرد

نہیں گو فرقت اک دم کی گوارا
مگر تھا جز شکیبائی نہ یارا

سراغ ابتک نہ پایا تھا کسی
تامل ہو گیا اس بے بسی سے

سنیں گے آپکی جب مجھ سے روداد
خوشی سے خانہ دل ہو گا آباد

چڑھیں گے لیکے اک فوج گران وہ
دکھائیں گے بہار جاودان وہ

کریں گے کشور لنکا کو تاراج
تمھیں لیجائینگے آکر مہاراج

سُنے سیتا نے جب یہ کلمہ ہوش
ہوئیں عیش و طرب سے دوش بدوش

دل پر غم سے نکلا غم کا آزار
ہوئیں پھر فرط حیرت سے گہر بار

تمھیں سے جملہ زور آور وہاں ہیں
زیادہ اس سے یا خوش قد جواں ہیں

تمھیں سے صف شکن صفدر سپہدار
کریں گے کشور لنکا کو مسمار

پون ست نے کہا فرط ادب سے
کہ ہیں زور آوری میں کم ہوں سب سے

وہاں پر جملہ جرار و جری ہیں
نہنگ قلزم زور آوری ہیں

یہ کہکر قد بڑھایا اپنا ناگاہ
کہ جس سے قامت گردوں ہو کوتاہ

سیانے قد جو یہ دیکھا یکایک — تو صاف آئینۂ دل سے مٹا شک

تبسم کر کے پھیرا پشت پر ہاتھ — جبین وابرو بالاے سر ہاتھ

کہا یا زمین زور رشتہ و مدہو — جناب رام و لچھمن کی مدد ہو

کہا قاصد نے اے فخر زمانہ — کئی دن سے ہون مین بے آب و دانہ

اجازت ہو تو اس گلشن مین جاؤن — بقدر اشتہا پھل جنکے کھاؤن

کہا بہتر مگر اے راحت جان — ہزارون اسکے سرکش ہین نگہبان

کہا مجکو نہین خوف زیان ہے — مدد کو مخلبند دو جہان ہے

اجازت جانکی جی سے جو پائی — چمن مین جا کے اک آفت مچائی

شجر پر چڑھکے کھائے پھولکر پھل — برنگ سبزہ توڑے سر بسر پھل

اکھاڑے نخل پڑے دیکے جھٹکے — زمین پر باغبان ٹپکے چھٹکے

نگاہ قہر جس ڈالی پہ ڈالی تو — ہوئی دم بھر مین برگ و بر سے خالی

وہ پھل سب توڑکر پھینکے گرائے — ملے توڑے پسند آئے وہ کھائے

شجر توڑے نگہبانون کو مارا — بیابان بنگیا گلشن وہ سارا

میان شہر لنکا مچگیا غل — نیا اک باغ راون مین کھلا گل

محافظ کچھ وہ پوشیدہ جو بھاگے — گئے گرنالان شہ راون کے آگے

دوہائی دی کہ سارا لٹگیا باغ — نگہبانون کو حسرت سے ملا داغ

کسی بندر نے ہی آفت مچائی — خزان کی بھر گئی ہر سو دوہائی

سنا باغی نے جسدم باغ کا رنگ — نہایت بیکلی سے ہوگیا تنگ

اچھے نام اسکا فرزند جری تھا — مدام اسکو سر درد خود سری تھا

دیا حکم اسکو راون نے سر دست / کہ ہمراہی مین لو فوج سیہ مست
نکرنا تا بہ امکان کشتۂ تیر / کرو میمون کو زندہ پا بزنجیر
سیہ دل الغرض حکم پدر سے / چلا انبوہ راکھس لیکے گھر سے
چلے تنتے غرور زور تن پر / گھٹا کی طرح سے چھائے چمن پر
بڑھے لڑنے کو چلا کر کماندار / ہوئی تیرونکی ہر گوشہ سے بوچھار
پون ست نے جو دیکھا اہرمن کو / اکھاڑا اجڑ سے اک نخل کہن کو
جمایا پھر تو خونریزی کا یہ رنگ / کہ تھا سب پر لباس زندگی تنگ
کسی کو زور بازو سے پچھاڑا / کسی کو پنجۂ ناخن سے پھاڑا
کسی کو شل کیا مارا کسیکو / پہونچکر سر پہ للکارا کسیکو
کسی کا منہ کیا زخمون سے گلگون / کسی کے تن کو کاٹا بہگیے خون
کسی سرکش کو دی ٹھوکر قدم سے / ملا مہندی کی صورت سر قدم سے
جدہر کو زور پامردی سے کی جست / مثال نقش پا دم مین کیا پست
بیابان شجاعت کو کیا طے / اچھے راکھس کو مارا کر دیا چھے
جو بھاگے فتنہ گر با جان ناشاد / در راون پہ پہونچے پھر فریاد
سنا جس دم یہ حال مرگ فرزند / برنگ شعلہ تھرایا تنومند
غم لخت جگر نے آکے گھیرا / تو چھایا دیدۂ دل مین اندھیرا
دیا حکم اپنے فرزند کلان کو / کہ باندھو جاکے اس بیخانمان کو
غرض راکھس وہ تھا فتنہ کا بانی / ڈرے جس سے بلاے آسمانی
مچا تھا ہر طرف شور اسکے شر کا / لقب تھا میگھناد اس فتنہ گر کا

مہ و مہر اُسکے ڈر سے کلپتے تھے | ستارے عرش پر منہ ڈھانپتے تھے
جو غالب اندر پہ آیا تھا ناکام | ہوا تھا اندرجیت اسوجہ سے نام
بڑھا دریا صفت بارے وہ جوشان | چمن مین میگھناد آیا خروشان
یون اس نے دکھایا پھر وہی رنگ | کہ دشمن شکل آئینہ ہوئے دنگ
جدھر پہونچے اُدھر صف ہوگئی صاف | مچا شور انکی یامردی کا تا قاف
قدم سے پس گئے مثلِ حنا سب | رہے بیحس مثالِ نقشِ پا سب
مخالف شل ہوا جب مکر و فن سے | نہ کچھ مطلب برآیا بانکپن سے
عروج شاخ تک کر کے رسائی | گلو مین برمھ پھانس آکر لگائی
جناب انجنی نندن نے فی الفور | بصد دانشوری دل مین کیا غور
کہا کاٹون تو مطلب مین خلل ہو | ابھی قول سری برمھا مین بل ہو
پھنسون گر خود تو زحمت کا سبب ہے | نکل جاؤن تو یہ دور از ادب ہے
سمجھکر الغرض آغاز و انجام | پھنسایا حلقۂ گردن بہ دام
ہوا خواہِ جناب رام تھے وہ | سیا کے بندۂ بے دام تھے وہ
لہذا دام راچھس مین وہ دانا | پھنسے خود صورتِ صیدِ توانا
غرض حلقہ جو وہ پہنا گلو مین | مچا شور طرب فوجِ عدو مین
ستمگارون نے باندھا مکر و فن سے | کمند و طوق و زنجیر و رسن سے
زبس آمادۂ شر تھے وہ ناکام | پکڑ لائے میانِ محفلِ عام
شہ راون تھا تخت زر پہ مغرور | سراسر بادۂ نخوت سے مخمور
غضب سے پہلے راون نے نظر کی | غمِ لختِ جگر مین چشم ترکی

برنگِ شعلہ تھرّایا تن زار
ارے تو کون ہی آیا کدھر سے
تجھی نے یہ کیا ظلم آشکارا
مرا لشکر کیا برہم - کہا ہان
مجھے جب صورتِ مژگان لیا گھیر
ہنومانِ جری ہون قاصدِ رام
گمراے جاہل و نادان بدبخت
کیا مطلق نہ پاس حرمت و نام
زیان اب تک نہین ای راکھسیں بیر
اگر ہو بحرِ رحمت کی تجھے چاہ
فساد اس مین کچھ ای بدخو نہین ہے
یہ سُنکر جل گیا غصہ سے ناری
کہا ارکان دولت سے کہ کیا خوب
سکھاتا ہے یہ دانشمند مجھکو
مناسب ہے کرون مرشد کو راضی
ارے حاضر کوئی ہی اہل شمشیر
روا ہی گرچہ کھینچون پوست تن سے
یہ گستاخی یہ شوخی بیحیائی
زبس بھولا ہی تو انسان کے بل پر

اکڑ کر پھر ہوا سرگرم گفتار
کسی کا ایلچی یا نامہ بر ہے
ایچھے کو دیدہ و دانستہ مارا
کمالِ غم و یا بے غم کہا ہان
بمجبوری مجھے کرنا پڑا زیر ہے
حضورِ جانکی لایا تھا پیغام
سمجھ پر تیری کیا پتھر پڑے سخت
اُڑا لایا دغا سے زوجۂ رام
کرے گر دست بستہ عذر تقصیر
تو کر دے جانکی کو میکے ہمراہ
سمجھ لینا نہین تو تو نہین ہے
بڑھا دل مین ہجوم شرمساری
ملا اک اوستادِ رہنما خوب
سُناتا ہے کلامِ پند مجھکو
مٹے دل سے غبارِ اعتراضی
کرے اس پُرخطا کو کشتۂ تیر
زبان کھینچون ترے دُرجِ دہن سے
یہ بیباکی یہ دیدے کی صفائی
نظر در پردہ ہے لیکن اجل پر

ببھیکن تھا کھڑا اوان دلشکستہ
کہا اُس نے ادب سے دست بستہ

خلافِ رسم قتل نامہ بر ہے
روا شاہا معافی کی نظر ہے

پئے عبرت سزا کچھ دیجیے اور
کہ ہے شان عدالت کا یہی طور

کہا راون نے باچشمِ غضبناک
اسے سب ملکے مارین جست و چالاک

زبس میمون نحیف و ناتوان ہے
سراسکے تن پہ اک بارِ گران ہے

یہ کہتا تھا کہ جھنجھلا کر سیہ دل
بصد جوشِ غضب آئے مقابل

بڑھایا قد وہ بجرنگی نے یکبار
کہ تھا پست اُسکے آگے اوج کہسار

ہوے محوِ جفا راچھس وہ سارے
کیے شل دست و پا تھک تھک کے ہارے

نہ فرق آیا سرِ موزورِ تن مین +
شجاعت مین اکڑ مین بانکپن مین

وہی بل تھا وہی طاقت وہی ڈھنگ
وہی تیور وہی چتون وہی رنگ

کہا راون نے تب باجان ناشاد
لاکر دُم کرو میمون کو آزاد

زبس تھی فکر دامنگیر سب کو +
پسند آئی یہی تدبیر سب کو +

مکان و کوچہ و بازار کی سب
رُوئی لا لا کے وان انبار کی سب

برائے سُرخروئی کتنی دوڑے
بتایا یا جہان سر دُھنکے دوڑے

بڑھائی دُم وہ بجرنگی نے یکبار
کہ کم ٹھہرا وہ سب رُوئی کا انبار

سراسر گوشۂ دم مین ہوئی صرف
گلے خجلت سے ناری صورتِ برف

لباس و جامہ دستار و کمر بند
مکانون سے اُٹھا لائے تنومند

ہر اک جا سے سبو سے روغن تر
کیے لاکھون بہ تنگ مٹکے سر بیچ
کیے آن سرکشون نے جمع لاکر +
دمِ اقدس لپیٹی پیچ بر پیچ + +

زبس اُن شعلہ انگیزوں کو تھی لاگ — لگا دی جلکے دم مین سر بسر آگ
ہنومانِ دلاور نے سر دست — زمین سے کی عروجِ قصر پہ جست
ہزارون کو جھپٹ مین لیے اُڑے وہ — جلایا جس پہ تیغ آسا مڑے وہ
چپ و راست و زبر و زیر و پس و پیش — جلے قصر و دیتان جفا کیش
رواق و روزن و طاق و در و بام — جلے دم بھر مین شکلِ نقرۂ خام
ہوا خواہی ہوانے کی جو دلخواہ — جلا قصرِ طلائی صورتِ کاہ
انار آسا جلے برگ و شجر سب — چنار آسا جلے لنکا کے گھر سب
چمن مین قصۂ آتش کو تھا طول — اناروں کے تھی سرِ نخل مین پھول
فلک کا نیا زمین گردش مین آئی — اُڑی ہیتا کے منھ پر ہوائی
بنا کر چادرِ گردون کی ٹٹی — ستارون کی چھپی محفل اُلٹی
پٹاخے کی طرح نکلی نہ آواز — اکڑ کر رہگئے جلکر بٹیے باز
جو دیکھے یہ شہ راون نے حسرات — کہا تب ہاتھ مل مل کر کہ ہیہات
مری سہے دیدہ و دانستہ تقصیر — ہوا ہے حلقۂ خجلت گلوگیر
برائے حاصلِ نقدِ کرامات — پرستش شیو کی کرتا تھا مین دن رات
تراشے سب جو تھے زیبِ بدن سر — کیے دس اور پہ دس آرپن سر
ہر اک سر کی کمی سے بیش و بیس تھا — مرا دل غرقۂ بحرِ ہوس تھا
نہ پوجا گیارھوان رودر آہ مین نے — اُٹھایا صدمۂ جانکاہ مین نے
ہنومانِ جبری ہین گیارھوان رُودر — عطا پاش و خطا پوش جہان رُودر
سزا دی مجکو باچشمِ غضبناک — جلا کر کر دیا سونے کا گھر خاک

مگر ہان شیوۂ عادل یہی ہے ٭ سزاے مجرم کامل یہی ہے
غرض سب جلگئے ایوان و مسکن ٭ فقط باقی رہا قصر ببھیکن
براے انطفاے آتش دم ٭ گئے شادان وہ قریب قلزم
سمندر نے کہا تب دست بستہ ٭ کہ اے واز دے [illegible] شکستہ
بجھائین گے جو آپ اس بحر مین دم ٭ براے ناہنیان ہوگا تلاطم
بنے گا برج آتش خانۂ آب ٭ پرندے جلکے ہونگے کرم شب تاب
برنگ موج ہوگی بیچیتابی ٭ جلینگے پھر بسبز مرغابی
نہو گر ناگوار طبع تمکو ٭ بجھا دون موج آب تر سے دم کو
اجازت اگنی ستے جو پائی ٭ تو دم قلزم نے لہرا کے بجھائی
گئے پیش سری سیتا ادب سے ٭ سنائی داستان فرط طرب سے
کہا مجکو اجازت ہو تو جاؤن ٭ پہونچکر سب یہ کیفیت سناؤن
سنی جب جانکی جی نے یہ گفتار ٭ تو کی یون رو کے تقریر گہربار
ترے دیدار رخ سے چشم بد دور ٭ نگاہ دل مین آیا تھا مرے نور
ترے باعث کھلا تھا غنچۂ دل ٭ پر اب چھاتی پہ پھر رکھنا پڑی سل
کیا تب اگنی ستنے یہ اظہار ٭ کہ ہون مین تمکو لے چلنے کو تیار
اڑا کر ازرہ اکرام تمکو ٭ بٹھا دون جا کے پیش رام تمکو
مگر بے حکم یہ کیونکر کرون کام ٭ کہ ہون پابند ارشاد سری رام
خوشی ہوتی ہے چندے کیجیے صبر ٭ گوارا دل پہ کیجیے صدمۂ جبر
سیانے اپنا چوڑا من اُتارا ٭ دیا پھر نشانی آشکارا

کہا رو کر کہ جاتے ہو تو جاؤ | مگر سب داستانِ غم سناؤ
کہو دم ناک مین ہونٹھون پہ ہی جان | نفس کا شانۂ تن مین ہی مہمان
تطر جو ہی بنظر آنکھین ہین پر جوش | لگے رہتے ہین در پر پردۂ گوش
ہمابیر جری نے کر نشانی | ہوئے رخصت بعیش و کامرانی
کیا طے بحر بے پایان بیک جست | قریب جامونت آئے بسر دست
ہوئے پھر شاہ خرسان سے بغلگیر | ملے انگد سے مثل شکر و شیر
چلے باہمہ گر منزل بمنزل | ہوئے پھر شہر نیاپر مین داخل
کہا سارا شہ سگریو سے حال | دکھایا رخِ مطلب کا خط و خال
سنی جس دم نوید کامرانی | ہوا وہ ہمکنارِ شادمانی
میان باغ میمون ملکے آئے | خوشی سے پھول پھل کھائے لٹائے
گیا سگریو اس دم رام کے پاس | کھڑے تھے جامونت انگد چپ و راس
براہِ نذر دکھلائی نشانی | کہا قصہ بصد شیرین زبانی
جناب رام و لچھمن انجمن مین | یہ مژدہ سنکے پھول اٹھے بدن مین
ہمابیر جری سے خوش ہوئے بس | جبین و سر پہ پھیرا دست اقدس

آغاز لنکا کانڈ لشکر کشی کرنا رامچندر کا واسطے جنگ راون کی اور روانہ ہونا فوج خرس و میمونکا شہر نیاپور سے اور خبر سنکر عرض کرنا بھبھیکن کا راون سے واسطے صلح کے اور نہ راضی ہونا اسکا اور نکالنا بھبھیکن کو اپنے دربار سے

جنابِ رام ہو ملک سخن فتح | پکارے منشی چرخ کہن فتح

مدد اے توسنِ کلکِ سبک گام
وہ مضمون صف آرائی رقم ہو
جنابِ انجنی نندن سے جدم
نشانی دست سیتا کی جو پائی ہے
اِسی ساعت میانِ مجمعِ عام
کرو تیاریِ فوجِ زبر دست
عدو کو گر ہوائے سرکشی ہے
سُنا جس دم یہ ارشاد سری رام
ہر اک جا نامہ و پیغام بھیجے
کیا سب لشکرِ میمون فراہم
جوان و کودک و پیر کہن سال ہے
گرانِ بالا جسیم و کوہ تن سب
برنگِ تیغ سب تیزی کے مشاق
بصد چستی لیے گرزِ گران سب
شہ سگریو تھا ازبسکہ دانا ہے
جداگانہ کیا سردار سب کو
گنید و کیسری انگد مہا بیر
وہ لشکر جوق جوق و خیل در خیل
بجا نقارۂ نہضت بصد ساز

بیابانِ سخن ہو طے بہ آرام
سرِ حاسد قلم مثلِ قلم ہو
سُنا وہ سربسر افسانۂ غم
گران دل پر ہوا بارِ جدائی
شہِ سگریو سے بولے سری رام
بروجِ قلعۂ لنکا کرو پست
ہمیں بھی خواہشِ لشکر کشی ہے
ہوا وہ درپے ساز و سرانجام
طلب کو پیک نیک انجام بھیجے
صف آرائی کا دعوی جی کو ہر دم
قوی ہیکل قوی بازو قوی بال
قوی قامت صف آرا صف شکن سب
تبر کی طرح خونریزی کے مشاق
سر افگن قاتل گردنکشان سب
قوی زور آور و صفدر توانا
دیا اک لشکرِ جرار سب کو
نل و نیل و سگند نیک تدبیر
چلے جوشان خروشان صورتِ سیل
کڑک گردی لب قرنا نے آواز

گئی گوسون تلک آوازِ طنبور
زمین بھرا گئی شورِ طبل سے
بتاریخ سعید و روزِ احسن
ظفر نے گوشۂ دامن کو چوما
دلیری جرأت و ہمت شجاعت
جلو مین سب سوارِ توسنِ فیل
چلے سب افسرِ نامی بصد اوج
سپاہِ خرس میمون یون بہم تھی
صبا ہر دم فدائے نقشِ پا تھی
بہارِ آسا چلے کرتے ہوئے گشت
روان مانند موج بادِ صرصر
بپا خیمے ہوئے ہر سو بچھے فرش
پڑا امیدا مین لشکر سیکڑون کوس
جناب رام و لچھمن شاد و خوشتر
مشیر و اہلکارانِ ہوا خواہ
یکا یک شہر لنکا مین مچا شور
بھبھیکن سرورِ لنکا کا بھائی
خبر جس دم ہوئی یہ حلقۂ گوش
ہوا بارے خطر سے دلشکستہ

جوانمردون کے رخ پر چھا گیا نور
دہل اٹھا فلک بانگِ دہل سے
چلے دونون جناب رام و لچھمن
لبِ نصرت نے پیراہن کو چوما
جھکے مثلِ کمان بہرِ اطاعت
یون ست کیسری انگد نل و نیل
بڑھی دریا صفت فوجِ ظفر موج
یہ ابرِ تردہ برق برق دم تھی
نسیمِ صبح ٹھوکر پر فدا تھی
کیے طے جملہ کوہ و دامنِ دشت
ہوئے واردِ کنارِ قلزمِ تر
کہ تھا حیرت مین جس سے پردۂ عرش
فلک کے خیل انجم پر پڑی اوس
ہوئے رونق فزائے خیمۂ زر
جدا خیمون مین سب اترے بصد جاہ
کہ آیا لشکرِ میمون شہزور
زبس تھی جی مین بوئے آشنائی
مثالِ بید کانپ اٹھا وہ ذی ہوش
گیا پیشِ برادر دست بستہ

کہا اے سرورِ شاہان نامی — کرین اہلِ جہان تیری غلامی
فروغِ نیرِ مہر و کرم ہو — طلوعِ اخترِ جاہ و حشم ہو
رہے اقبال یاور ہر گھڑی ساتھ — ظفر پابوس ہو باندھے ہوے ہاتھ
رہے مثلِ سپر سینہ سپر فتح — میانِ قبضۂ تیغِ دو فتح
تو ہی ہے ناز بردارِ برادر — شریکِ درد و غمخوارِ برادر
کرم بخشی سے جان بخشی اگر ہو — تو کچھ گرمِ سخن یہ بے ہنر ہو
نہ کر چلکر جو دریا کی طرح جوش — دُرِ مضمون کرون کچھ حلقہ بگوش
سنا ہین نے جناب لچھمن و رام — ہوے ہین برلبِ دریا سبک گام
جلو مین اُنکے اک فوجِ گران ہے — صف آرا صفدر و کشورستان ہے
سپاہِ خرس و میمون ہی وہ شہزور — لیے پیلِ دمان کو صورتِ مور
گنید و جاموَنت انگد ہین ذیشان — نل و نیل انجنی نندن ہنومان
شہِ خرسان و میمون ہین مدد پر — مسلح ہین فساد و شر و مدبر
برائے جانکی شاید کہ شر ہے — عداوت ہم سے منظورِ نظر ہے
مجھے اک مصلحت سوجھی ہی کیا خوب — اگر ہو خاطرِ اقدس کو مرغوب
تواضع سے کرین ہم اُنکو راضی — مٹے خوفِ فسادِ اعتراضی
عبث دونون طرف سے کشت و خون ہو — یہان مین گردشِ گردونِ دون ہو
خوشی سے حسبِ دستورِ زمانہ — کرین تسی جانکی جی کو روانہ
زبان سے کیون کلامِ شر نکالین — کرین منت تحائف دیکے ٹالین
کبھی ہنگامۂ جنگ و جدل ہے — کبھی طرزِ لجاجت کا محل ہے

شہنشاہون کو واجب ہے بہر طور
جو دیکھین صلح مین شکل صفائی
مناسب ہے یہی اے صاحب شان
سُنی جس دم یہ تقریر بھبھیکن نے
میان گوشۂ دل صورت تیر
ہوا جامِ غضب سے مست مدہوش
سُناتا ہے کلامِ فتنہ جوئی
یہ گستاخی یہ شوخی یہ شرارت
حضورِ بادشاہانِ خردمند
مِری طاقت کا بحر و بر مین ہی شور
ابھی ہے چرخِ گردان تک مِری دھوم
کیا سر اگن کو جل کو یون کو
اگن بے حکم جل سکتی نہین ہے
بغیر از حکم سلطانی یہ کیا تاب
سمندر گر کبھی بڑھکر کرے کاٹ
مجھے کیا خوف تیرِ نیل نشتر سے
یہ کہکر پھر براہِ شرمساری نے
بھبھیکن نے کہا اے صاحب تخت
خبر کر دی بصد اخلاص مین نے

برائے حاصل مطلب کرین غور
کرین کیون تیغ سان جوہر نمائی
تواضع سے کرین مشکل کو آسان
تو کانپ اُٹھا شہنشاہ توہی تن
چُھپی برجستہ اِس دانا کی تقریر
کہا بس بے ادب خاموش خاموش
نہ کر بے فائدہ بیہودہ گوئی
بڑھاتا ہے مری نارِ حرارت
سکھاتا ہے تو نادان کلمۂ پند
درندے دب سے ہین صورتِ مور
کیا مہر و مہ و انجم کو محکوم
برن کو اندر کو جسم کو پون کو
صبا خود اُڑ کے چل سکتی نہین ہے
فلک سے ہو زمین پر بارش آب
اُتار دن اسکو آب تیغ کے گھاٹ
بجرم دیوتا لرزان ہے ڈر سے
تن ناصح پہ اُٹھکر لات ماری
نہو برگشتہ مجھسے صورتِ بخت
نصیحت کی مفیدِ خاص مین نے

کرو منصوبہ کامل وہ فی الحال
تہو جس سے غروب مہر اقبال

رضامندی جو ہو گردن جھکائے
تو شر کیون مول لین بیٹھے بٹھائے

عداوت ہے خلاف عقلمندی
بعید از شیوۂ دانش پسندی

نہین ہے فائدہ بغض و حسد سے
شر و شور و فساد و شد و مد سے

سراسر اسمین نقصان و خلل ہے
کہ ہر جنگے دو سر دارد مثل ہے

اب آگے رائے اقدس مین جو آئے
وہی مضمون رخ مطلب دکھائے

تب راون جو تھا از بسکہ مغرور
ہوا گویا کہ چل آگے سے ہو دور

کہے گا پھر سخن ایسا جو لب سے
تراشون گا زبان فرط غضب سے

یہ منہ کس کا جو آ کر منہ چڑھائے
مثال آئینہ صورت دکھائے

ارے تجکو نہین کچھ جوش مردی
خجالت سے نہین چہرے پہ زردی

نہین ہوے حرارت تیرے سر مین
عبث پیدا ہوا راچھس کے گھر مین

ڈبویا راچھسون کا نام تو نے
کیا ایسا خیال خام تو نے +

کہے گا گر کلام لا ابالی + +
پئے عبرت کرونگا گوشمالی

ببھیکھن نے کہا پھر تیسری بار
نہ ہو میری سخن سنجی سے بیزار

مجھے اس خواب غفلت سے ہی ڈر ہے
ملے گا خاک مین سونے کا گھر یہ

تری چشم بصیرت ہو گئی کور
یہ زور زر پہ چڑھا ہے نشہ زور

زوال نشہ بس اک دم مین ہو گا
ترا دل حلقۂ ماتم مین ہو گا

رہے گا نشہ پر راچھس نہ یہ راج
نہ یہ دولت نہ یہ حشمت نہ یہ تاج

مجھے اس دلنشینی سے نشان ہے
ترے گلشن مین آثار خزان ہے

پڑا لشکر ہے قرب بحر زخار
ابھی تک ہے غفلت سے سرشار

بد اقبالی یہی ہے تنومند
قضا سر پر ہے آنکھین ہین ابھی بند

سنی راون نے جب بھائی کی گفتار
تو کڑکا صورت برق شرربار

ہوا از بس غریق قلزم شرم
غضب سے قلزم آتش ہوا گرم

ہوا جو یان براہ فتنہ جوئی
نکالو اسکو ہان حاضر ہے کوئی

حجاب چشم سے اسکو کر دو دور
ملا گوش حماقت شکل طنبور

یہ کہکر بزم شاہی سے نکالا
طریق کینہ خواہی سے نکالا

دم رخصت بھبھیکن نے کہا خیر
ترے باغ سخن کی کر چکا سیر

سخن سنجی سے میری گل کھلا خوب
گلستان عوض سے پھل ملا خوب

مگر اچھا ہوا اس غم سے چھوٹا
عذاب زحمت ہر دم سے چھوٹا

قدمبوس جناب رام ہونگا
اطاعت سے پسند عام ہونگا

وہان ذلت مین ہی اک شان توقیر
کہ ہے وہ خاک پا مانند اکسیر

کبھی بار دگر ہو کر سبک بار
کرونگا اب نہ اس دربار مین بار

مگر مجکو ابھی تک ہے یہ منظور
ترے شمع خلافت مین رہے نور

مثال خیر خواہان نکو ذات
بناؤن دم مین سب بگڑی ہوئی بات

کہون جاکر زبان جو یاوری دے
سناؤن تیرے مطلب کے جریدے

بس اب جاکر براہ انکساری
کرونگا رام کی خدمتگزاری

ملے ذلت وہان یا نیکنامی
بنونگا خادم پاے گرامی

بنانے سے مرے جو بن سکے کام
کرون سب عاقبت بینی سے انجام

گردون عذرات ماضی چند در چند	فساد تازہ کا رخنہ کردن بند
گروہ بادۂ نخوت سے تھا مست	عروج نکتہ بینی پر نہ کی جست
بھبھیکن نے بہت کی نکتہ رانی	مگر بات اک نہ بے معنی نے مانی

آنا بھبھیکن کا راجہ رامچندر کی ملاقات کو اور سردار ہونا خلافت پر لنکا کی اور گرفتار ہونا سک و سارن جاسوسوں کا لشکر رامچندر مین اور آزاد ہو کر پھر جانا راون کے پاس شہر لنکا مین اور خبر کرنا

رہین ورد زبان رگھبر کے اوصاف	مرا دل شکل آئینہ رہے صاف
بھبھیکن کو جو راہ شور و شر سے	نکالا حاکم لنکا نے گھر سے
نکل کر گوشۂ ایوان سے دلگیر	چلا لشکر کی جانب صورت تیر
کمال صدمۂ رقت سے ناکام	گیا نالان میان لشکر رام
یکایک آمد آمد کا مچا غل	جمے سب گرد و پیش آکر جز و کل
خوشی سے کھلکھلا کر غل مچایا	بھبھیکن فوج سلطانی مین آیا
کوئی سمجھا کہ شاید نامہ بر ہے	مقرر بہر تفتیش خبر ہے
اگر آیا تو آیا کام کیا ہے	طبیعت مین خیال خام کیا ہے
کریگا کچھ نہ کچھ افسون غضب سے	کھلے گا گل کوئی اسکے سبب سے

سنی جب شاہ میمون نے یہ روداد ۔ کہا تب رام سے یون بادلِ شاد
ببھیکن سرورِ لنکا کا بھائی ۔ ہوا حاضر ہے بہر جبہہ سائی
کرے کچھ فتنہ ایجادی مبادا ۔ کہ ہے یہ سرگروہ فوج اعدا
مناسب اسکی صحبت سے حذر ہے ۔ بظاہر راستی باطن مین شر ہے
نہین راچھس مروت کرنیوالے ۔ یہ کالے ہین یہ کالے ہین یہ کالے
کرین گے کب کمی پھر کمین یہ ۔ کہ ہین دربردہ مارِ آستین یہ
نہین اِن سے امیدِ آشنائی ۔ دغا دے کر کرے گا بیوفائی
اب آگے ہو جو تجویز خوش اسلوب ۔ وہی بہتر وہی عمدہ وہی خوب
کہا سب سچ ہے اے سرمایۂ نور ۔ مگر بد باطنی ہمت سے ہے دور
جو میرے دامنِ دولت مین آئے ۔ فروتن ہو کے یا گردن جھکائے
روا چشمِ ترحم ہے بہر طور ۔ کہ ہے اک دن پھر اک پر گردشِ دور
نہین واجب مریضِ غم سے پرہیز ۔ کہ سب پر برقِ آفت ہے شرر ریز
سدا ہین دوست اور دشمن مجھے ایک ۔ نہین کچھ اسمین تفصیل بد و نیک
کرے زیرِ شجر جو آکے آرام ۔ اُسے ہو سایہ بخشی سے فقط کام
یہ ہے خاصیتِ ابرِ سیہ تاب ۔ کرے دشت و چمن مین بارشِ آب
جو نیک و بد یہ کچھ اُسنے نظر کی ۔ تو پھر ٹھہری صفت کیا ابرِ تر کی
نہین دل پر مرے کچھ گرد وسواس ۔ خوشی سے اُسکو آنے دو مرے پاس
یہ فرما کر زبانِ درفشان سے ۔ بلایا اُسکو اک لطفِ نہان سے
نگاہِ لطف کی سوے ببھیکن ۔ ہوے اُلفت سے دلجوے ببھیکن

کہا ہنس کر کہ لنکاپت ادھر آؤ — تمھارا گھر ہے بے خوف و خطر آؤ
جو دیکھا ابر رحمت کو کرم پر — بھبھیکن گر پڑا خاک قدم پر
عدو کو صادق الالفت جو پایا — سر اسکا دست شفقت سے اٹھایا
بٹھالا یاس اسے پاس کرم سے — زمیں دوری عطا کی قرب غم سے
منگا لہرا کے آب قلزم تر — بصد شفقت تلک کھینچا جبیں پر
پنھایا دست اقدس سے اسے تاج — خوشی سے اسکو لنکا کا دیا راج
شک و سارن وہ دو راچھس جو بدخواہ — براے مخبری آئے تھے ہمراہ
پے تفتیش احوال بھبھیکن — کھڑے تھے چھپ کے دنبال بھبھیکن
پکڑ کر بندروں نے انکو بیباک — پھرایا گرد لشکر چست و چالاک
تماشا جانکر ہر سو پھرائے — برنگ آسیا چکر دکھائے
رہائی دی تو بھاگے جی چھپا کر — سنایا ماجرا راون کو جا کر
کہا اس درجہ ہے فوج سر رام — کہ شل ہیں قاصدان عقل و اوہام
ہر اک میمون جسیم و کوہ تن ہے — پلنگ بیشہ و لشکر شکن ہے
قوی ہیکل جسیم و گرز بردوش — عروس فتح و نصرت سے ہم آغوش
روش میں اک شجاعت کا چلن ہی — اداے گفتگو میں بانکپن ہے
جلائی جسنے تھی لنکا غضب سے — وہاں چھوٹا نظر آتا ہے سب سے
پھرے ہم جا کے لشکر میں صبا وار — نہ پائی انتہا کا فوج جرار
اجل لرزاں ہی انکے شور و شر سے — سنا کانوں سے تھا دیکھا نظر سے
بصد شوکت جناب رام و لچھمن — لب دریا ہیں دونوں خیمہ افگن

یون ست جاموونت انگد ہین ممتاز
نل و نیل جری ہین کار پرداز

شہِ میمون کو ہی کار وزارت
وہ ہے رونق دہ بزمِ امارت

شہِ خرسان مشیر نیک دید ہے
وغا مین مستعد بہر مدد ہے

تماشاے عجب دیکھا مگر اور
دلِ مضطر کو حیرت ہے بہر طور

بھبھیکن جب گیا پیش سری رام
ملا سرمایۂ اعزاز و اکرام

عداوت کے عوض کی قدردانی
دیا خلعت براہِ مہربانی

کیا چشمِ ترحم سے نظارا
زبان سے کہکے لنکاپت پکارا

کیا تاجِ مرصع زینتِ فرق
خجل ہو جسکے زرق و برق سے برق

جبین کج اداے ہو گئے مغرور
بدستِ خاص کھینچا قشقۂ نور

بگوش ان نے یہ لشکر مین مچا غل
عدو کو راج لنکا کا ملا کل

لڑائی یہ بڑی دکھلائیگی رنگ
بہت کام آئینگے سرکش دمِ جنگ

اتار آسا کرینگے دانت کھٹے
کہ ہین لا انتہا میمون اکھٹے

برنگِ نقشِ پا جمنا ہے مشکل
صف آرائی تو کیا تھمنا ہے مشکل

راہ مانگنا رامچندر کا سمندر سے اور پل تیار ہونا نل اور نیل کے ہاتھ سے بموجب درخواست سمندر کے

قلم بحرِ سخن مین تر زبان ہو
صفاتِ رام مین رطب اللسان ہو

بھبھیکن سے یہان بولے سری رام
کہ اے دانشورِ فرخندہ فرجام

وہ کر حکمت براہِ خیرہ خواہی
بھبیکھن نے کہا تب دست بستہ
سمندر وہ نہین جسکی ملے تھاہ
کنارے سے یہ دریا بیکران ہی
کرے شل دست دریا غواص شہزور
تصور سے ہے عقلِ ناتوان چرخ
یہ ناپیدا کنار ایسا ہے قلزم
اگرچہ آپ کا تیرِ شرربار
کرے خشک آب تر کو صورتِ خاک
مگر اے راجل کشتی گشتہ
بھبیکھن نے جو ٹھہرائی یہ تجویز
لب دریاے شور اُٹھکر بصد جاہ
رہے تا عرصۂ سہ روز اُس جا
کیا بحرِ غضب نے دلمین تب جوش
سری لچھمن سے فرمایا کہ ہان جاؤ
کردن تیر اجل سوز اس طرح یہ
ڈرا قلزم کلام پر غضب سے
معافی اپنی تقصیرون کی چاہی
سر اقدس یہ سب اندیشہ و بیم

سمندر پار اُترے فوج شاہی
نہین ممکن ہے اس دریا سے رستہ
تمنا ور پار اُترنے کی کرے جاہ
برنگ موجۂ صرصر روان ہیں
نہین ممکن عبورِ قلزمِ شور
زمین کشتی ہی اُسکی بادبان چرخ
کہ چرخ ناتوان کی عقل ہے گم
فقط کافی ہے بہر بحر زخار
تری سے دامنِ قلزم کرے پاک
طلب فرمایئے قلزم سے رستہ
پسند خاص و عام آئی یہ تجویز
ہوئے زینت وہ فرش پر کاہ
نہ سنگ آسا دل قلزم نے دی جا
کہ کانپا ڈر سے خورشید شفق پوش
اسی دم ترکش و تیر و کمان لاؤ
کہ جل دم بھر مین جلجائے سراسر
بہ شکل برہمن آیا ادب سے
قدم پر گر پڑا کی عذر خواہی
لٹائے گوہر و لعل و زر و سیم

کہا از راہ دانش باندھیے پل — کہ اُترین دم مین موج آسا جز و کل
وہ نیل و نل جو افسر ہین نکو نام — کرینگے کار مشکل کو وہ انجام
رکھیشر کی دعا سے ہون مین آگاہ — جو شے چھوڑین یہ جل مین صورت کاہ
حباب آسا نہ غرق آب تر ہو ۓ — نمایان صورت آب گہر ہو
نہ ہو پنہان غبار دل کی صورت — دلِ دریا پہ ٹھہرے پل کی صورت
جنابِ رام نے یہ سنکے فی الحال — کہا سارا شہ میمون سے احوال
اُسی دم خرس و میمون جہان گشت — ہوئے پویان میانِ دامنِ دشت
تلاش سنگ مین پھرتا تھا انبوہ — اُٹھا لائے لپک کر کوہ کے کوہ
وہ نیل و نل براہِ نکتہ دانی — ہوئے قائم بنائے پل کے بانی
کیا حرف رکار اک سنگ پر نقش — مکار اک بر سر سنگ دگر نقش
بہایا جب تو دونون ملگئے نام — ہویدا ہو گیا نام سری رام ۓ
طفیل نام سے کیونکر نہو وصل — کہ پیوند دل و جان ہے وہ در اصل
ہر اک پتھر پہ لکھ لکھکر یہی حرف — کیا دریا مین جیسیان عقل کی صرف
بنایا پل باقبالِ سری رام — وسیع و پختہ و مرغوب عام
جناب رام نے خوش ہو کے بے دیو — بنایا لنگ رامیشر مہادیو ۓ
کمالِ صدق و چشم و سر سے پوجا — گل و صندل برنج تر سے پوجا
دعا مانگی برائے فتحمندی ۓ — جھکایا سر براہِ سربلندی

چرتر ادبدھ راماین یعنی راون کا مع سیتا لنکا سے راجہ رامچندر کے لشکر مین آنا اور رامیشر مہادیو کی استھاپنا کرنا سیتا سے گرہ بندن کر کے اور واپس جانا اسکا لنکا کو مع سیتا کے

عنایت جانکی جی کی عیان ہو | کہ دل کی جان کی جی کی امان ہو
جو راماین ہے ادبدھ شہرۂ عام | رقم ہے اس مین سب ذکر سیر رام
اسی مین ہے یہ مضمون طرب خیز | برائے سامعین تنگ شکر ریز
کہ یعنی جب کہ رامیشر کی مورت | لبِ دریا بنی حسبِ ضرورت
منگائی پھر پوجا حسب دستور | برنج و دھوپ دیپ اور مشک کافور
برنج و چوب صندل پھول پھل سب | بہم تھے ایک جا تیرتھ کے جل سب
فراہم ہو چکا جب سب سرانجام | ہوا نازل یہ ارشادِ سری رام
پے پوجا تلاشِ برہمن ہو | جو استاد و فہیم و اہل فن ہو
مشیر و نکتہ دان ہر سو پھرے سب | نہ ہاتھ آیا ولیکن نقد مطلب
ہوے گرم سخن پیران دانا | کہ ہے مشکل در مقصد کا پانا
نہین راون سا کوئی صاحبِ علم | فہیم و استاد و چار دہ علم

وہ ہے حاجت روائے اہل امید
بجز اُسکے نہین ایسا ہے کوئی
کہا بعضون نے سب سچ ہی یہ مانا
یہان آنے لگا وہ کیون اولوالعزم
تمناے وفا کب غیر سے ہے
پس از اندیشہ و غور و دم چند
نشہ راون نہین ایسا ہے زنہار
زبس دھرم اُسکو منظور نظر ہے
طلب کیو اسطے جائے جو پیغام
غرض قاصد براہ خیر خواہی
کہا راون سے پیغام سریرام
کہا وان سب ہے سامان طرب ڈھیر
ہنسا وہ سنکے تقریر خوش اسلوب
نہین خواہش مری وان بے سبب ہے
سبب یہ ہین جناب جانکی ناتھ
کہ کار عمدۂ مسعود و احسن
بے نظارۂ سیتا ہو سکے ہیں
نکالا دل کی اُلجھن سے بہانا
یہی مد نظر گر ہے تو پھر خیر

برہمن جوتشی دانندۂ بید
کرے جگ آ کے از راہ نکوئی
خلاف عقل ہی راون کا آنا
مقام رزم ہے یا عرصۂ بزم
غرض کیا اُسکو کار خیر سے ہے
ہوئے گویا وہ پیران خردمند
خبر سنکر نکالے حرف انکار
بدل پابند حکم شاستر ہے
کرے آخر پرستش کا سرانجام
ہوا مثل صبا لنکا کو راہی
وہ سامان اور وہ امید سرانجام
فقط اب آپکے چلنے کی ہی دیر
کہا کیا مصلحت سوجھی ہی کیا خوب
جناب جانکی جی کی طلب سے ہے
گرہ بندن کو سیتا آئینگی ساتھ
نہین ہوتے کبھی بے شرکت زن
پریشان بے بسی سے دل زبس ہے
کیا کیا گیسوے مضمون مین شانا
شریک بزم ہونگا گو کہ ہون غیر

یہ کہکر جانکی کو لے کے ہمراہ
ہوا داخل میانِ فوج شاہی
ہوا حاضر بہ پیشِ لچھمن و رام
ہر اک سے گفتگو کی با دلِ نرم
بڑھا لا جانکی کو رام کے پاس
طلائی طشت مین نیبذ معقول
بہت اشلوک پڑھ پڑھ کر کیے جاپ
خوشی سے دفعۃً پھولے جز و کل
زبس وہ واقفِ رازِ نہان تھا
یہ دی آشیرباد اُس برہمن نے
سپھل کاج اور پھلے اچھار ہے جو
غرض سیتا کو لیکر شاد و مسرور
ہمائے خامہ کس رخ اُڑ کے پہونچا
بروز اَسن و تاریخ انسب
شہ خرسان و میمونِ نکو نام
بہ آسانی سمندر پار پہونچے
کنارِ کشور لنکا بصد اوج
بحکم شہ میانِ ظفر قریب العین
ہر اک ستونشا میانے سحر بنیاد

چلا ذوق طبیعت سے وہ ذیجاہ
نظر آیا کمالِ اوج شاہی
ہوئی محوِ تحیّر محفلِ عام
ہوا پھر انصرامِ جگ مین سرگرم
گرہ باندھی تھی وہ شبہ لگن شبہ راس
چڑھائی دھوپ دیپ اچھت پھل پھول
دیا اُس لنگ رامیشر کو استھاپ
فلک پر تھا مبارکباد کا غل
سدا اول کو نشان بے نشان تھا
شہادت دی لبِ چرخ کہن نے
اچل راج اور تمھارے ستر کی پھیر
گیا لنکا کو راون مست و مغرور
کدھر اوج فلک سے مڑ کے پہونچا
چلی اُس پل سے فوج صف شکن سب
نل و نیل انگد و لچھمن سری رام
سپاہ و لشکرِ جرار پہونچے
ہوئی خیمہ فگن فوجِ ظفر موج
سوارانِ دلاور کی بڑی دھوم
ہوئے چوبِ طلائی پر سب استاد

قنات و خیمہ و نگیرہ و فرش — لگے پڑنے قریب پردۂ عرش
کسی خیمہ مین اترا شاہ سگریو — کسی مین ہمدم دلخواہ سگریو
کہین پر کیسری اترا بصد شان — کہین نیل و نل و انگد ہنومان
کسی جا پر میانِ حلقۂ فوج — مہاراج الدھرج اترے بصد اوج
بصد شادی کنارِ قلزم تر — پڑا شبنم صفت میدان مین لشکر
ہوئے پھر کر مقرر ازرہ ہوش — طلایہ کو سواران زرہ پوش

خبر پانا راون کا آمد لشکر سے اور مسلح کرنا اپنی فوج کو اور روانہ کرنا میدان وغا مین

سری رگھبر براہ عز و اکرام — ادھر بھی ہونگاہ بخشِ عام
سیاہ خرس و میمون نے بصد زور — کیا جس دم عبور قلزم شور
پڑا اک تہلکہ لنکا مین ہرسو — ہوئے راچھس پریشان مثل گیسو
خبر گذری شہ راون کو بارے — کہ فوج اتری سمندر کے کنارے
برنگ شعلہ کانپ اٹھا تب سے — بنا پرکالۂ آتش غضب سے
بلائے جملہ سرداران نامی — مشیر و خیر خواہان گرامی
کہا تیار فوج صف شکن ہو — سوئے دشت وغا خیمہ فگن ہو
یہ سنکر افسران فتنہ ایجاد — ہوئے آمادۂ تعمیل ارشاد
بجے قرنا گرج اٹھا جو طنبور — ہوا لشکر نے نخوت سے مخمور

چلے تن تن کے سرداران جنگی
ہوئے آراستہ ہتھیار سج کے
سپہداران و سردار زرہ پوش
چمکیت اور برق دم برچھیت طناز
چلے پنجون کے بل تن تن کے بانکے
سوارون کے پرے شمشیر در دست
مسلح سب قریب صد پدم فوج
نہ راون بجاہ و شوکت اوج
دیا پھر صیقل زر سے دلاسا
کہا ہان ہی یہ وقت گرم جوشی
سپاہ خرس و میمون پر گروہ دار
یہ دو دھڑکا کہ سر چشمے پڑ نپائے
مبادا کوئی بھاگ آیا جو رن سے
ہوا یہ حکم جب آویزۂ گوش
چلے شوخی سے چشم آسا پھڑکتے
کبھی خنجر کبھی اُس تن پہ تھی آنکھ
کوئی کہتا یہ ہے وقت نمائش
دکھائین جوہر تیغ شجاعت
غرض آکر حضور لشکر رام
بدن کو چستی جوشن سے تنگی
چلے لہرا کے ابر آسا گرج کے
کماندارن نامی گرز بر دوش
وہ بانکے ترچھے کشتی گیر اکڑ باز
ملائم دل کڑے لیکن زبان کے
پیا دے بادۂ نخوت سے سرمست
چلی تیغ و تبر سے بر قدم فوج
ہوا خود مائل نظارۂ فوج
ہٹی زنگ کدورت خنجر آسا
نہین واجب دریغ سر فروشی
کرو چستی سے سب تیرونکی بوچھار
سوے میدان قدم بڑھنے نپائے
جدا کردو تنگا سر اُسکا بدن سے
چلا لشکر وہ سیل آسا سبکدوش
اکڑتے جھومتے تنتے کڑکتے
کبھی بازو کبھی جوشن پہ تھی آنکھ
مقام امتحان و آزمائش
ادا ہو جاے تا حق اطاعت
ہوئی خیمہ فگن فوج بد انجام

صف افگن میگھ ناد اُترا ابصد اوج	رہے خیمون کے اندر افسر و فوج

ناچ دیکھنا راون کا بام لنکا پر مع احباب و رمندودری کے اور تیر مارنا رامچندر کا اور اُڑ جانا تاج راون کے سر سے اور برہم ہونا صحبت رقص کا

بفیض بخشش و الطاف رگھپت	رہین ور دِ زبان اوصاف رگھپت
کسی دن عنقریب جلوہ شام	خرامان تھے لب دریا سر برام
جلو مین افسران صف شکن تھے	خوشی سے ہر طرف نظارہ زن تھے
نظر کی جانب لنکا جو یکبار	تو دیکھی تابش برق شرربار
مشیرون سے کہا دیکھو سو شرق	چمک کوندھے کی ہی یا تابش برق
بھبھیکن نے گذارش کی یہ فی الفور	ذرا بہر تماشا کیجیے غور
شہ راون ہی محفل مین لب بام	بہم ہین مطرب و نقل و مے و جام
سر محفل جما ہے ناچ کا رنگ	بہم ہین نازنینان خوش آہنگ
زن مندودری ہمخوابہ خاص	خوشی سے ہے شریک بزم اخلاص
وہ ماہ برج حسن و سرو بالا	ہے زرق و برق مین بجلی سے بالا
اسی گلرو کے جھمکے کی یہ چمک ہے	کہ جسمین ظاہرا بجلی کا شک ہے
برنگ مہر جو تابش ہے مہاراج	مغرق وہ سر راون پہ ہے تاج

سوے لنکا جو کوندھے کی لپک سے
وہ رقاصون کے زیور کی چمک سے

جناب رام نے جب یہ سنا رنگ
یکایک فرط حیرت سے ہوئے دنگ

کہا اس درجہ راون بےخبر ہے
نہین کھٹکا اجل بالاے سر ہے

ذرا لشکر کی آمد سے نہین پاس
کہ ہے محو طرب بے خوف و وسواس

ابھی تک ہے وہی شورش وہی شان
وہی موجین وہی دھن ہے وہی دھیان

کیا سر دفعتاً تیر سبک پر
اُڑا آراون کے سر سے افسر زر

بپا غل درہم و برہم ہوئی بزم
مثالِ حلقۂ ماتم ہوئی بزم

سدا ہو سایۂ فضلِ سری رام
کہ ہو حاصل دل مضطر کو آرام

مزاجِ خامہ مین جودت بھری ہے
روش مین جلوۂ کبکِ دری ہے

شہِ راون بصد اعزاز و اکرام
برنگ آفتاب آیا لبِ بام

پریشان تھا زبس مانند بو وہ
ہوا محو تماشا چار سو وہ

لبِ دریا نظر آیا اک انبوہ
قوی ہیکل توانا صورتِ کوہ

پھرہرے صورت شہپر کھلے ہین
پے قتل عدو نیزے تلے ہین

سُک و سارن وہ جاسوس صف آرا
ہوئے گرم سخن کر کے اشارا

وہ دو میمون جو یکجا جلوہ گر ہین
موصل صورتِ شیر و شکر ہین

مبارک سیرت و فرخندہ کردار
یہی ہین دو بدم میمون کے سردار

یہی دو ہین نل و نیل جری ہین
مہ و مہر سپہر برتری ہین

لبِ دریا جو ہے وہ شامیانہ
وہان ہے اک سپہدار یگانہ

جبین سے ہے نمایان شعلۂ نور
بہ اسم دلکشا انگد ہے مشہور

یہی ہے بال کا طفلِ دل آرا — یہی تارا کی عین آنکھون کا تارا
اُمنڈتا ہی دل اسکا صورتِ موج — پدم پانچ اسکی ہمراہی مین ہی فوج
وہ یہ زرخیمہ جو پیشِ نظر ہے — گومد نام اسمین میمون جلوہ گر ہے
وزیرِ شاہِ میمون ہے نکوخواہ — سپہ اسی کرور اسکے ہی ہمراہ
یہ انبوہِ گران جو نعرہ زن ہے — ہر اک اسمین صف آرا صف شکن ہے
قوی قامت قوی ہیکل قوی بال — کرین پیلِ دمان کو بل مین پامال
شمار اسکا چہار و سہ پدم ہے — برنگِ تیغِ بران ہر قدم ہے
خرد شان مین برنگِ ضیغمِ نر ہے — ہوا خواہِ سپہ سالار دھومر
جو خیمہ سوے چپ پیشِ نظر ہے — اسی مین جامونتِ نکتہ ور ہے
بظاہر گو ہے پیری عائدِ حال — بباطن ہی جوان دولت جوان سال
سرِ دشمن کو گرز اسکا ستم ہے — غضب آبِ دمِ تیغِ دودم ہے
زبس یہ اہلِ دانش ہے نکونام — لہذا اسکے ہے مشیرِ خلوت رام
فہیم و نکتہ دان اہلِ ہنر ہے — دکن مین نربدا تیرتھ پہ گھر ہے
شہِ خرسان یہی سردار نامی — قوی ہیکل سپہ دارِ گرامی
جو ہے دہ خیل میمون گرز بردوش — برنگِ موجِ دریا بر سرِ جوش
مٹاوے لشکرِ خونخوار کو یہ — کرے مسمر تنِ کہسار کو یہ
مثالِ شعلہ ہے یہ پرغضب فوج — روان ہی چار سو چوبیس ارب فوج
ہے اس لشکر کا افسر کیسری نام — ہوا خواہِ جنابِ لچھمن و رام
اسی کا کوہ کنچن گر مین گھر ہے — پےِ تیغِ وغا سینہ سپر ہے

سو جیپ وہ جو انبوہ گران ہے　　خروشان صورت پیل دمان ہے
ہر اک میمون ہی اسمین ضیغم افگن　　قوی قامت قوی بازو قوی تن
یہ ہین تیزی مین مثل آب شمشیر　　قوی ہین انکے ناخن صورت شیر
دل اہل جہان مین ڈر ہی ان کا　　سپہ دار ہیش افسر ہی ان کا
مثال پشہ انکے آگے ہے پیل　　شمار فوج ہمراہی ہے دہ میل
جو خیمہ جانب دریا عیان ہے　　سکھن تام اسمین اک کشورستان ہے
یہی تارا کا ہے طفل قوی بال　　ظفر ہی سایہ سان قدمون کی دنبال
یہ ہے ہم لہجہ وہم خوے انگد　　حقیقی قوت بازوے انگد
کمال دولت و جاہ و حشم ہے　　جلو مین فوج میمون دس پدم ہے
متفرق خیمہ جو دریا کے ہے پاس　　ہجوم خرس و میمون ہی حبیب و راس
اسی مین ہین ہنومان دلاور　　مجسم جلوۂ اقبال یاور
یہی آئے تھے بنکر قاصد رام　　حضور جانکی لائے تھے پیغام
جلایا تھا حصار زر انھین نے　　کیا تھا گھر کو خاکستر انھین نے
کئی میمون جو یکجا ہین قوی تن　　کماندار و دلیر و ناوک افگن
رکھب یادن گنید و کند ہین یہ　　جوان بخت و سعادتمند ہین یہ
وہ خیمہ آسمانی ہے جو استاد　　وہان میمون ہی اک فرخندہ بنیاد
سراسر غرقۂ بحر غضب ہے　　جہان مین نیم راج اسکا لقب ہے
تناور وہ جو میمون ہی سوراس　　نہین جسکو صف آرائی سے وسواس
اجل کا اسکے خنجر مین اثر ہے　　بنام نیم درشن مشتہر ہے

وہ خیمہ ہے جو رشکِ شعلۂ نور ۔۔۔ فروغِ شمع بھی ہو جس سے کس کا نور
بپا ہر سو ستونِ زر ہے جس مین ۔۔۔ شعاعِ مہر کی جھالر ہے جس مین
بشان و شوکت و اعزاز و کرام ۔۔۔ اسی مین جلوہ گر ہین لچھمن و رام
ابھی کم سن ہین دونون چشم بد دور ۔۔۔ قدم سے ہے نمایان جلوۂ نور
شجاعت لوحِ رخ پر جلوہ گر ہے ۔۔۔ برنگِ تیغ ابھی قد باڑھ پر ہے
وہ خیمہ جو سپید دلق و دق ہے ۔۔۔ ہویدا جلوۂ رنگِ شفق ہے
شہِ میمون ہے اسمین جلوہ آرا ۔۔۔ مطیعِ حکم یہ لشکر ہے سارا
بلا ہے اسکے آگے سر بسر رد ۔۔۔ بہم ہے زور بیل شصت و صد
رقم سے ہے دلِ کاغذ مین تنگی ۔۔۔ ہین اٹھارہ پدم سردار جنگی
سنے راون نے جب یہ کلمۂ ہوش ۔۔۔ ہوا رنج و الم سے دو نفس بردوش
جو دیکھی بام سے فوجِ سرِ رام ۔۔۔ تو خورشیدِ غضب آیا لبِ بام ؎
بلائے جملہ سرداران جنگی ۔۔۔ کہا واجب ہے تمکو بے درنگی
کرو تاراج فوجِ خرس و میمون ؎ ۔۔۔ رہے تاراج قائم زیر گردون
کرو تیر افگنون کو گشتۂ تیر ؎ ۔۔۔ کرو لہرا کے غرقِ آبِ شمشیر
ہوا یون حرف زن جیسدم وہ خونخوار ۔۔۔ سوے میدانِ رزم آئے سپہدار
جناب رام نے پائی خبر جب ۔۔۔ گھری فوج آکے مثلِ ظلمتِ شب
ہوئے یون شاہ خرسان سے خبردار ۔۔۔ کہ ای نیک اختر و فرخندہ کردار
شہِ راون کو عزمِ شور و شر ہے ۔۔۔ فسادِ بے سبب بد نظر ہے
غضب سے تیزیِ طرفین ہو گی ؎ ۔۔۔ عبث خونریزیِ طرفین ہو گی

مناسب ہے کہ آئین سلف سے
پیام صلح دین اپنی طرف سے

کرے راون جو سیتا کو روانہ
تو کیون تیر اجل کا ہو نشانہ

بچے فوج دو رویہ کشت و خون سے
بری ہو گردش گردون دون سے

نہین مطلب فساد عام سے کام
فقط ہے ہمکو اپنے کام سے کام

سنے جب یہ کلام دانش و پند
ہو اگرچہ سخن پیر خردمند

مچھے بھی تھا یہی مد نظر آج
بہت انسب ہے تجویز مہاراج

زبس انگد ہین ہشیار و خردمند
فہیم و اوستاد کلمۂ پند

سوے راون جو لیجائین یہ پیغام
طفیل نام اقدس سے بنے کام

جناب رام نے دل مین کیا غور
بنایا ایلچی انگد کو فی الفور

طلب فرما کے کلک عنبر افشان
کیا خط زیب قرطاس زر افشان

نامہ لکھنا رامچندر کا راون کو اور جانا انگد کا قاصد بنکر

کہ اے سر حلقۂ سردار لنکا
شہ دربار گوہر بار لنکا

ترے دس سر پہ ہین دس جلوہ گر تاج
کہ ہے تو لشکر راچھس کا سر تاج

بہم شاہی سے ہے تدبیر و خرد سے
کہ ہے واقف جہان کے نیک و بد سے

بہم دولت سے ہے یا مردی سے تجکو
خبر ہے گرمی و سردی سے تجکو

کمال سرکشی ہے سر اٹھانا
نہین ہے شیوۂ پیران دانا

مبدل رنگ دنیا ہے دنی ہے
حکومت چار دن کی چاندنی ہی

کسی کا تا ابد رہتا نہین نام
کہ بعد از صبح ہے تاریکی شام

حکومت کو حباب آب سمجھے
محبت مین بہار زندگی ہی
کسی سے بے سبب لڑنا جھگڑنا
خلاف عقلمندان کہن ہے
ہجوم فوج جنگی لے کے ہمراہ
سزائے سرکشان مد نظر ہے
ہوائے باغ ہستی ہو جو کھانا
خیال سرکشی سے درگذر تو کر
قسم ہے مجکو اے سرمایۂ شر
بٹھاؤن تخت پر بخشون تجھے تاج
مناسب ہے کہ کھول اب دیدۂ ہوش
متاع زندگانی ہو جو درکار
غرض یون لکھ کے خط مین کلمۂ پند
لیا انگد نے نامہ بے کدورت
ہوئے فوراً نسیم آسا ہوا وہ
جو دیکھا راچھسون نے نامہ بر کو
مچایا غل کہ آتے ہین ہنومان
غرض وارد ہوئے جب رہگذر سے
ہوئے منہدی کی صورت دست بستہ

غنیمت صحبت احباب سمجھے
عداوت مایۂ شرمندگی ہے
اکڑنا تن کے نخوت سے بگڑنا
برون از شیوۂ اہل سخن ہے
لب دریا ہم آئے ہین بصد جاہ
پھر اکدم بھی قدم تیغ دو سر ہے
تو گر سیتا کو لنکا سے روانہ
قدمبوس آ کے ہو با چشم و سر تو
کرم سے پھر تجھے بخشون ترا گھر
ازل سے تا ابد قائم رکھون راج
اجل سے ورنہ پھر ہوگا ہم آغوش
تو ہو آکر مطیع حکم سرکار
برنگ مہر خاموشی کیا بند
سوئے لنکا چلے صرصر کی صورت
کہ تھے سرعت مین ہمدوش صبا وہ
گریزان ہو گئے گھبرا کے گھر کو
پھر اب لنکا کے جلنے کا ہی سامان
مخالف چھپ رہے گوشون مین ڈر سے
بتایا راستی سے سب نے رستہ

ملا رستہ مین اک راون کا فرزند ۔ ستمگر فتنہ ایجاد و تنومند
دیا گیسو صفت انگد نے جھٹکا ۔ میان رہگذر پتھر پہ پٹکا
غبار آسا اسے سب کر چلے زیر ۔ در راون پہ پہونچے صورت شیر
دیا راون کو جاسوسون نے پیغام ۔ کہ حاضر در پہ ہے اک قاصد رام
ہوا نازل یہ حکم باریابی ۔ گئے انگد بجوش اضطرابی
پس از رسم تنائے عز و اکرام ۔ دیا فرط طرب سے نامۂ رام
غرض کھولا جو مثل چشم تر خط ۔ تو پایا اپنی پابوسی کا سر خط
برنگ شعلہ تھرایا وہ سفاک ۔ جواب خط لکھا ہو کر غضبناک

جواب لکھنا راون کا اور گفتگو ہونا انگد سے اور قدم جمانا انگد کا زمین مین اور نہ جنبش کرنا باوجود زور متواتر کے کسی راچھس سے اور حاضر ہونا انگد کا رام چندر کے پاس جواب لیکر

لکھا اے سرور دانش پسندان ۔ فہیم و سرگروہ عقلمندان
لکھا خط مین جو حال شوکت و جاہ ۔ نہین شاید مری طاقت سے آگاہ
بہم تن مین مرے زور اسقدر ہے ۔ نظر مین سنگ خارا شکل پر ہے
ترقی پر ہے ہر دم اوج لنکا ۔ یہ میمون ہین خوراک فوج لنکا
مناسب ہے براہ نکتہ بینی ۔ کرو مثل گدا صحرا نشینی

نصیحت کی جو تمنے اے نکو ذات
مین ہون سر حلقۂ پیران دانا
تعلق سے نہ ہاتھ آئیگا مطلب
لباسِ زندگانی ہو جو درکار
وگر دل مین ہی کچھ نوعِ دگر عزم
یہ پیشِ نامہ بر آئین شکر
کہا انگد نے اے شاہِ تنومند
مقامِ ہوش ہے غفلت نہ کر تو
اگر ہو چل کے پابوسِ سریرام
ہوا کیسو صفت برہم وہ سفاک
تجھے اے بیحیا غیرت نہین ہے
کیا جسنے پدر کو کشتۂ تیر
اگر فرزند با اقبال ہوتا
عوض مین اُسکے دشمن کا ہوا دوست
مگر پہنا لباسِ بے حیائی
مقامِ حیف ہے مطلق نہین شرم
ہیت تار اسکے گھر پیدا ہوا تو
نہ تھی طاقت تجھے لڑنے کی بالفرض
برلے انتقام و کینہ خواہی

تعجب ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات
حماقت خود ہی سیکھے کو سکھانا
کہے یان ساغرِ جرأت لبالب
تو ہو اس سرکشی سے دست بردار
تو آ جاؤ سنبھل کر بر سرِ رزم
وہ خط پھینکا فرازِ تخت زر سے
نہ مانی کچھ جناب رام کی پند
حماقت ہے بس اپنی درگذر تو
رہے تخت تمہی قائم رہے نام
کہا انگد سے باچشمِ غضبناک
پدر مارا گیا غیرت نہین ہے
اُسی سے تو ہوا جا کر بغلگیر
خیالِ انتقامِ بال ہوتا
روا ہے گر ابھی کھینچون ترا پوست
غضب ہے تیرے دیدے کی صفائی
برنگِ موم ہے سینہ ترا نرم
غضب ہے کیون نہ جلتے جی موا تو
عجب ہے مجھ سے آکر کیون نہ کی عرض
عطا کرتا تجھے کچھ فوج شاہی

لڑکپن سے ڈبویا بال کا نام ۔ بیان کرتا ہے اوصاف سریرام
یہ کھو بیٹھا کہان عقل و ہنر تو بنا صحرائیون کا نامہ بر تو
جو ہو اُنکے قدم سے دست بردار کرون سب لشکر جنگی کا سردار
متاع عزت و توقیر بخشون ۔ خطاب و خلعت و جاگیر بخشون ۔
بڑا بل سُن کے انگد کی جبین پر غضب سے ہاتھ دے مارے زمین پر
سر راون سے محفل مین گرا تاج ہوئے اہل نظر کے ہوش تاراج
کہا انگد نے پھر اُس فتنہ گر سے نہین کچھ غم تجھے مرگِ پدر سے
ہوا دست مبارک سے جو انجام تو پایا گلشن تُربت مین آرام
یہی انداز آئین شہی سے ۔ سزائے سرکشان واجب یہی ہے
ولیکن جسطرح مارا گیا بال وہی ہوگا کوئی دن مین ترا حال
دکھا مجکو نہ یون بل کرکے بل تو نہ اکڑ کر گلشنِ ہستی مین چل تو
شجاعت ہے تری سب آشکارا ہوا جب بال سے جا کر صف آرا
وہ دن بھولا مگر اے خود فراموش نہین روداد ماضی کا تجھے ہوش
ہوا پیشِ نظر جب بے محابا بغل مین تب پدر نے دھر کے دابا
رہا شہنشاہ تک زیر بغل تو ہوا از درد بدن گر گر کے شل تو
نہ کر گیسو صفت بل ہو کے برہم وہی بال اور وہی تو ہی وہی ہم
گیا جسدم سہسر اباؤ کے پاس ہوا تو غرقِ دریائے وسواس
کیا قید اُسنے جب تجکو پکڑ کر ۔ چراغ اُسنے جلائے دوش و سر پر
یہ طاقت اپنی کھو بیٹھا کہان تو بنا بزمِ شہی کا شمعدان تو

تری ناوان مطلق عقل ہی خام ۔ سمجھتا ہے جو کم فوج سری رام
ہر اک میمون وہان لشکر شکن ہے ۔ کہ حیران دیدہ چرخ کہن ہے
ہر اک اُن ہی مری طاقت سے دونا ۔ دکھادون اپنی طاقت کا نمونا
یہ فرما کر زبان سے بے محابا ۔ قدم فرشِ زمین مین دھر کے دابا
کہا بس دیسکے لغزش جو پا کو ۔ وہی پائے متاعِ مدعا کو
فساد و فتنہ و شر کا ہو انجام ۔ سیا کو چھوڑ کر گھر کو پھرین رام
ادھر تھا بیک نیک انجام کا بل ۔ ادھر حامی جناب رام کا بل
جو دیکھا مستقل قول و قسم کو ۔ زمین مین سیس نے دابا قدم کو
اُٹھے یہ سنکے سب سرکش وہان کے ۔ جھکے گیسو صفت بل کر کے بانکے
قدم پر سب نے دھر دھر کر گیا زور ۔ مچایا آب دریا کی طرح شور
ہوا منھ فق گروہ فتنہ گر کا ۔ سر مو پائے مستحکم نہ سرکا
ہٹے کیونکر دیتون کی جھپٹ سے ۔ جمایا تھا قدم انگد نے ہٹ سے
ہوا جب شل وہ انبوہ ستمگار ۔ اُٹھا راون سر مسند لاچار
برائے لغزشِ پائے گران وہ ۔ جھکا خم ہو کے مانند کمان وہ
قدم انگد نے کس کھینچا اُسی آن ۔ کہا راہِ فراست سے کہ نادان
بر آئیگا نہ ہرگز مطلبِ دل ۔ نہین کچھ میری پابوسی سے حاصل
وے گر ہو قدمبوس سری رام ۔ حصولِ تخت ہو قائم رہے نام
سنا یہ جب کہ قاصد کی زبانی ۔ ہوا خجلت سے راون پانی پانی
دکھا کر اپنی طاقت کا تماشا ۔ چلے خط لے کے انگد نے تماشا

عدو چلائے گھبرائے لجائے
یکڑ نا لیجیو جانے نپائے

مگر انگد نے کی مثلِ نظر جست
جو آگے فتنہ گر آیا کیا پست

جڑی لات اک بصد زور آزمائی
گرا اک برج ایوانِ طلائی +

ہوئے حاضر جناب رام کے پاس
کہی سب داستان بے درد وسواس

دیا نامہ براہِ نکتہ دانی +
سُنائی سب جو گذری تھی کہانی

کہا شہ اُسکو منظورِ نظر ہے +
نہین راضی پیامِ صلح پر ہے

شہِ میمون سے تب بولے سری رام
کرو تیار ہی فوج نکو نام + +

صف آرائی بس اب وقت سحر ہو
زمین خون ستمگاران سے تر ہو

شہ سگریو تھا از بس نکو خواہ +
کیا اُس نے سپہدارون کو آگاہ

ملا حکم کمر بندی جو سب کو
نہ سوئے نشۂ غفلت سے شب کو

کھلین آنکھین رہین تارونکی صورت
طلایہ گھومے سیارونکی صورت

جنگ اول میگھناد اور لچھمن جی سے اور شکست پانا میگھناد کا

زبان ہو دا لما مداح رگھبیر
کہ تا صید سخن ہو پابزنجیر

سحر کو جبکہ خورشید شفق پوش
سوے میدان چرخ آیا بصد جوش

شعاعِ مہر کا چمکا جو بھالا +
رہا ثابت نہ ثابت کا رسالا +

سوارِ توسنِ شب گم ہوا صاف
پریشان لشکر انجم ہوا صاف

بحکم شاہ سگریو خوش اقبال
مسلح ہو گئی فوج قوی بال

بجا میدان ہیجا مین جو طنبور +
پھڑک اُٹھے بر نگ چشم تر نور

چلے بادل سے دل سوے صف جنگ / ہوا گرد دون پہ مریخ جری ڈھنگ
پیادے توسن جرأت پہ اسوار / بڑھے مانند موج بحر زخار
سوار دون کے پرے شمشیر در دست / ہر اک جام شجاعت سے سیہ مست
لچھمن بھی حسب ارشاد سری رام / سوے میدان چلے با عز و اکرام
ادھر سے میگھناد آیا بصد جوش / لیے فوج سواران زرہ پوش
جوانانِ جری بجلی سا کڑکے / نقیبون نے دیے کرکھے اکڑ کے
جوانو ہے بہارِ عرصۂ جنگ / جمادو اپنا مہندی کی روش رنگ
کرو تیزی میان مجمع عام / لڑو مارو بڑھو پیدا کرو نام
یہی ہے جوہر تیغ سعادت / کھلین تن پر گل زخم شہادت
مقام آزمائش ہے سنبھل جاؤ / اکڑ کر سامنے پنجون کے بل جاؤ
مناسب ہے قدم آگے بڑھے جائے / بلا سے بحر خون سر پر چڑھے جائے
جمے ایسا قدم ہٹنے نہ پائے / متاع آبرو گھٹنے نہ پائے
دلیر و صاحب جرأت جو تھی فوج / بڑھی لہرا کے آگے صورتِ موج
گھسے فوج عدو مین صف شکن سب / چلے جوش غضب سے پیلتن سب
چلے دونون طرف سے تیر پہ تیر / روان تھے خنجر و تیغ و تبر تیر
ہوئی یہ بارش تیر شرر بار / کہ تھا گرم آتش محشر کا بازار
چلے لشکر مین دکھلاتے ہوئے بل / کہین نیل اور کہین انگد کہین نل
کسی نے رزم مین مارا کسی کو / کسی نے بڑھ کے للکارا کسی کو
تراشا سر کوئی تیغ دودم سے / کسی کے سر کو دی ٹھوکر قدم سے

مخالف بحر غیرت مین گئے ڈوب / زبانِ تیغ نے چاٹا لہو خوب
ہزیمت لشکر راجھس نے پائی / اُڑے سب صورت تیر ہوائی
گھٹا کی طرح سے سارا گھٹا دل / ہوا سے تیر آتش سے پھٹا دل
برنگ شبنم تر اشک ریزان / ہوئے میدان سے خیمون کو گریزان
پریشان بے قرار و چشم تر سب / گئے خیمون کو اپنے نوحہ گر سب
ادھر سب مجمع فوج نکو نام / ہوا آکر قدمبوس سری رام
حصول فتح سے لشکر شکن سب / شگفتہ مثل گلہا کا چمن سب
طلایہ مین سپہداران ذیجاہ / پھرے شب بھر برنگ اختر ماہ

جنگ دوسری لڑنا میگھناد کا اور مایا روپی جانکی کا سر کٹنا میدان مین اور تیر مارنا لچھمن جی کا اور نابود ہونا مایا کا اور پھر آنا لچھمن جی کا بعد فتح اپنے لشکر مین

رہے ہر دم سپر فضلِ سری رام / روانی پر قلم ہو مثلِ صمصام
سحر کو جب کہ شاہنشاہ خاور / ہوا فوج قمر پر حملہ آور
کھلے پرچم نشانِ فتحمندی / عیانِ نیزون سے شانِ سربلندی

طبل گرجا برنگ ابر جوشان
چلے ضیغم صفت ہیمون خروشان

بصد ساز طرب بجنے لگے ساز
لب قرنانے دی لشکر کو آواز

سیاہ خرس وہیمون خوش آہنگ
ہوئے زینت فزائے عرصۂ جنگ

گئے لچھمن براہ عز و اکرام ✤
کہ تھے پابند ارشادِ سری رام

سیاہ میگھناد آئی ادھر سے
نمایان جلوۂ محشر نظر سے ✤

گھڑی بدلی کی صورت فوج جرار
ہوئی دونون طرف تیرونکی بوچھار

گلید و گنبد سرداران لشکر ✤
چلے جوشان برنگ ضیغم نر

کہین پہونچے سگنبد کوہ تمثیل
کہین انگد ہنومان نل و نیل

کسی کی قبائے زندگی چاک
کسی کو دھکے سے ٹیکا بر سر خاک

کچل ڈالا کسی کو بے کدورت
کسی کو مل دیا منہدی کی صورت

کیا سب لشکر سرکش کو پامال
چلے دان مہرۂ شطرنج کی چال

پیادے بڑھے سری لچھمن کی شہ پر
ہوئے پویان بساطِ رزمگہ پر

جھکے جب رخ سنبھل کر بے محابا
عدو کی فوج کو اردب مین دابا

ہوئے شل جب ستمگاران بدذات
دکھائے شعبدے سحر و طلسمات

کوئی جل جل کے برساتا تھا پانی
کوئی تھا مائل آتش فشانی

کبھی غائب کبھی ظاہر کبھی دور
کبھی سوزان برنگ شمع کافور

کبھی پران ہوکے اوج ہوا پر
کمند افگن ہوئے موج ہوا پر

گئے سحر آتش افشانون نے چلکے
دکھائین پرغضب شکلین بدلکے

کوئی لیکا یکایک بن کے اژدر
حضورِ لچھمن سراپائے ہوش بر
وہین مایا سے از راہِ کدورت
وہی صورت وہی سیرت وہی چال
دکھا کر شعبدہ آئینِ شر سے
جو دیکھا لشکرِ میمون نے یہ رنگ
سری لچھمن نے دیکھا جبکہ یہ طور
خیال آیا کہ یہ سب خود سری ہے
سیا ہین صورتِ اصلی یہ سایہ
یہ جسمِ عنصری وہ صورتِ دم
یہی کر کے تصور بادلِ نیک
ہوئے سب تیر آفت کے نشانہ
چھپے گوشہ مین جا کر اہلِ شمشیر
بصد خواری غریقِ ورطۂ غم
ادھر سب لشکر و فوجِ ظفرمند

کوئی گونجا برنگِ ضیغمِ نر بر
یکایک میگھناد آیا بصد جوش
عیان کی اک سری سیتا کی صورت
وہی گوش و لب و رنگ و خط و خال
جدا سر کر دیا تیغِ دو سر سے
ہوئے حیران میانِ عرصۂ جنگ
یہ صاف آئینۂ دل مین کیا غور
عدو کا شعبدہ بازیگری ہے
وہ ہین نور گردِ تمایہ یہ مایہ
کہان نار اور کہان نورِ مجسم
کیا سر ناوکِ جادو شکن ایک
مٹا سحر و دغل کا کارخانہ
پریشان ہو کے بھاگے صورتِ شیر
گئے نالان مچا کر شورِ ماتم
گئے خیمون کو اپنے شاد و خرسند

روز سوم جنگ کرنا میگھناد کا اور مارنا برہمہ شکتی راون کا بیچ لنکا سے لچھمن پر اور بسبب سرگرمی ہنومان جی کے واپس جانا شکتی کا اور آنا نارد کا برمہا کے حکم سے اور غافل کرنا فوج کو اپنی خوش الحانی سے اور دوبارہ شکتی مارنا راون کا لچھمن جی پر

سری رگھبر عیان ہو جو ہر طبع ۔ روانی پر ہو ہر دم خنجر طبع
سحر کو جب سوار مہر تابان ۔ ہوا میدان گردون پر شتابان
یکایک سنکے آواز طبل سب ۔ ہوئے آمادۂ جنگ و جدل سب
سو میدان چلے فرط طرب سے ۔ تبسم آشکارا عین لب سے
چلے انگد ہنومان دلاور ۔ جلو مین نصرت و اقبال یاور
سری لچھمن میان حلقہ فوج ۔ عیان رخ سے جلال و قدرت اوج
جناب رام نے دانشوری سے ۔ یہ فرمایا ہنومان جری سے
سری لچھمن کی کرنا غمگساری ۔ مناسب ہے وفائے شرط یاری
اکیلے رزم مین بڑھنے نہ دینا ۔ کسی راچھس کے سر چڑھنے نہ دینا

تمھین سے ہے فقط تقویت دل — تمھین سے اک ہے اطمینان کامل
ادھر وہ میگھناد اہل شمشیر — ہوا ابیش پدر یون گرم تقریر
صف میمون تہ خنجر کرون گا — لہو سے رزمگہ کو تر کرون گا
عروج بام سے بے منت غیر — صف آرائی کی سیری دیکھیے سیر
غرض فوج ستمگاران بیدل — ہوئی مثل سپر آکر مقابل
سپاہ دل مین سپہداران غازی — بڑھے افسر براہ سرفرازی
جما یا لشکر میمون نے یہ رنگ — کیا خیل ستمگاران کو جو رنگ
کسی سرکش کا سر پھینکا زمین پر — کوئی پھینکا سر عرش برین پر
کوئی ضرب قدم سے سر کو توڑا — زرہ کو خود کو بکتر کو توڑا
سلاح خود پسندی تن پہ سجکے — مقابل میگھناد آیا گرج کے
بڑھاوے دیکے لشکر کو بڑھاوے — سر میدان یہ زلف آسا چڑھاوے
ہوا جوش غضب سے گرم پیکار — کیا گرم اسنے خونریزی کا بازار
تہ خنجر کیا لاکھون کو رن مین — خزان نے کرلیا قبضہ چمن مین
جو دیکھا یہ پریشانی کا سامان — ادھر لچھمن ادھر پہونچے ہنومان
یون ست نے دکھائی گرز کی مار — ادھر لچھمن نے کی تیرونکی بوچھار
عدو چکر مین آیا مثل گردون — روان تن سے ہوا فوارۂ خون
ادھر راون جو شاہ اہل فن تھا — عروج بام سے نظارہ زن تھا
پسر کو اپنے دیکھا جبکہ دلتنگ — ہوا چہرہ غضب سے ارغوان رنگ
وہین سے جانب لچھمن قضا را — سری برہما کا شکتی بان مارا

حضور لچھمن آ پہونچا جو وہ تیر
مہا بیر دلاور نے جو دیکھا
نگاہِ دل مین اشک آسا وہ گر کے
مشیت سے جو ناوک نے خطا کی
ہوا برہم شہنشاہِ نکو بخت
کہا یہ ہے فتور اس آن کیا
کہے جب بدزبان نے کلمۂ گرم
سری نارد سے فرمایا بصد جوش
مری شکتی کی بکس شان رہجاے
سری نارد گئے سوے صف جنگ
لگے گانے جو وان ذکر سری رام
یون سُنتے بھی لگا گر پردۂ گوش
جو دیکھا عالمِ غفلت قضا را
مچا غل پردۂ چرخ کہن پر
گرے فرشِ زمین پر ہو کے نمناک
ہلال آسا گھٹا ماہِ جہان گرد
ستارے عین غفلت سے ہوئے تنگ
ہوا اچھس سے پیاسا لشکرِ رام
ہنومان دلاور نے بصد جوش

تو سہم اُٹھے جوان و کودک و پیر
بصد زورِ بدن دریا مین پھینکا
سمایا ترکشِ راون مین پھر کے
ہوا راون کو جوشِ خشمناکی
لیے برہما کہے کچھ کلمۂ سخت
خطا جس مین وہ شکتی بان کیسا
سری برہما کو سرِ بزم مین ہوئی شرم
کرو تدبیر کامل از رہِ ہوش
عدو کی آن بان اس آن رہجاے
ترنم کا جمایا جا بجا رنگ
ہوا محو سماعت لشکرِ عام
لگے سننے کتھا کو از رہِ ہوش
عدو نے پھر وہ شکتی بان مارا
غشی طاری ہوئی لچھمن کے تن پر
ہوا تن رونق آرائے سرِ خاک
رخِ مہرِ درخشان ہو گیا زرد
فلک کا غم سے نیلا ہو گیا رنگ
فروغِ صبح پر غالب ہوئی شام
کیا لچھمن جی کو زینتِ دوش

پریشان مضطر و مغموم و ناکام — اُٹھا لائے میان خیمۂ رام
رہے ہر لحظہ رگھبر کا تصور — کہ تا کاشانۂ دل ہو منور
قمر نکلا فلک پر جب کہ پر جوش — لباس ظلمت شب سے سیہ پوش
مچا غوغا میانِ لشکرِ رام — غریق بحر غم تھا مجمع عام
کوئی نالان کسی کو شدتِ درد — کسی کا رُخ تپ غم سے ہوا زرد
کوئی دریا کی صورت تھا پُراز جوش — کوئی تصویر سان سکتے مین خاموش
جناب رام نے باچشم نمناک — سری لچھمن کو دیکھا بر سر خاک
رہے بس محو حیرانی دم چند — زبان غنچہ کی صورت ہو گئی بند
لپک کر گوشۂ بالین پر آئے — طپش سے شمع سان آنسو بہائے
ہوئے دل سے فدا کر رُوے شفاف — غبارِ گردِ رُخ کرنے لگے صاف
پریشان خود ہوئے رقت کے مارے — جبین سے گیسوے لچھمن سنوارے
کبھی بوسہ دیا گیسو کے جبین پر — کبھی رخسارۂ لوح جبین پر
برنگِ ابر نیسان چشم تر کی — غضب سے جانبِ گردون نظر کی
کہا اے آسمانِ فتنہ پرداز — ابھی تک حیلہ بازی سے نہین باز
شرارت سے نہین باز اے فلک تو — تلاش حیلہ مین ہے اب تلک تو
دکھائے مہ کی صورت سر بسر داغ — دیے صدمہ پہ صدمہ داغ پر داغ
ملی غربت ادھر گھر بار چھوٹا — ہجوم مونس و غمخوار چھوٹا
پھرے کہ چارون طرف سے تاب طاقت — غم و درد و الم نے کی رفاقت
پدر نے کشورِ سُرپُر کی لی راہ — جوانی مین دیا اک درد جانکاہ

جمی رخ پر ادھر گرد یتیمی ٭
وطن سے جانکی آئی یقین ہمراہ
شریکِ غم بس اک لچھمن رہے تھے
اُنھون نے بھی یکایک ہوکے نمناک
وطن کے سمت بے لچھمن جو پھر جاؤن
اگر جاؤن تو کیا منھ لیکے جاؤن
سومترا سے پڑے گا منھ چھپانا
گران تن پر لباس زندگی ہے
یہی غم ہے کہ نادانی ہوئی مفت
زبس ہے دستگیری کی مجھے شرم
مگر جو کہہ چکا کرنا ہے مجھکو ٭
اگر سینہ مین دم قالب مین ہے جان
ملا شاید نہ لنکا کا اگر راج ٭
شہِ خرسان نے پھر بادیدۂ زار
مناسب ہے کہ لچھمن کی دوا کر ٭
سری لچھمن کو گر حاصل ہو آرام
بھبھیکن نے سنا جب کلمۂ درد
میان شہر لنکا ہے طبیب ایک
وہ ہے علم طبابت مین یگانہ ٭

چھٹے سب یار و دمسازِ قدیمی
چھٹین وہ خوبیِ قسمت سے ناگاہ
سو وہ بھی شکل حسرت بن رہے تھے
سراسر جامۂ الفت کیا چاک
ہر اک مردم کی عین آنکھون سے گر جاؤن
وہان کس شکل سے صورت دکھاؤن
اگر وہ تنگا شترہن سے کیا بہانا
کمالِ خفت و شرمندگی ہے
بھبھیکن سے پشیمانی ہوئی مفت
جگر مین آتشِ خجلت سے ہے گرم
وفاداری کا دم بھرنا ہے مجھکو
نباہون گا سخن گو تا بہ امکان
اودھ کا اسکو دونگا سر بسر راج
بھبھیکن سے کہا اے یار غمخوار ٭
کسی حکمت سے تدبیر شفا کر ٭
ملے نقد قفا خسرو ہو ترا نام
ہوا گرم سخن بھر کر دم سرد
سکھینا نام ہے دانشور و نیک
فن حکمت مین استادِ زمانہ ٭

وہ آئے یان تو شکل بہتری ہو
جناب رام نے تب ہو کے دلشاد
تمھین ہر دم شریک رنج و غم ہو
خوشی سے ہو سوے لنکا روانہ
جناب انجنی نندن بصد ہوش
گئے قصر سکھینا پر بصد جاہ
سکھینا بام پر سوتا تھا بیہوش
خلافِ مصلحت اُس کا جگانا
پلنگ اُس آہوے غفلت کا لیکر
سر بالین لچھمن لا اُتارا
جگا کر آخر اُس نقش وفا کو
سکھینا نے کمالِ غم سے فی الفور
لب زخم بدن دیکھا جو خندان
نہین ممکن دواے زخم کاری
سجیون مول بوٹی ہاتھ گر آئے
وہ دوناگر جو پربت مشتہر ہے
دواے اندمالِ زخم ناسور
جسے جانے کی طاقت ہو وہ جائے
امید زندگانی رات بھر ہے

طبیعت حلقۂ غم سے بری ہو
کیا تبھی انجنی نندن سے ارشاد
وفا کی راہ مین ثابت قدم ہو
اُسے لشکر مین لاؤ جا یگانہ
چلے لنکا کی جانب گرز بر دوش
ہو کے منزل مین داخل صورت ماہ
عروس خواب غفلت سے ہم آغوش
جناب انجنی نندن نے جانا
اُڑے خود صورتِ بوے گلِ تر
اُتارا عالم گردون سے تارا
کہا منت سے تدبیر شفا کو
شبیہ نبض لچھمن پر کیا غور
کہا اے چارہ سازِ دردمندان
غشی ہی چہرۂ لچھمن پہ طاری
جمالِ شاہدِ مطلب نظر آئے
وہان یہ داروے دردِ جگر ہے
منور ہے برنگ شمع کافور
دوا کو وہ دوناگر سے لائے
طلوع صبح صادق سے خطر ہے

سُنا جب یہ تو محفل رہگئی دنگ
کسی نے تن مین اپنے بل بنایا
نہ تھا کوئی جو جاتا با دلِ سخت
تھا بیرِ دلاور چپا بکا نہ تے
چلے رستہ مین اس چابکتری سے
خدا کی ہر قدم بادِ بہاری
سُنا راون نے لنکا مین قضا را
دوا لائے اگر جا کر دوا دو
بہ پیشِ کال نیم آیا ستمگار
وہ کر آئین دانائی سے تدبیر
گریبانِ سحر گر چاک ہو جائے
ہوا راچھس سوئے صحرا روانہ
بنایا یعنے اک گلزار جادو
کتھا پڑھنے لگا بنکر مہا مُن
صدا جیس دم ہوئی آویزۂ گوش
مخالف نے براہِ حیلہ سازی
میان باغ تھا اک چشمۂ تر
قدم جل مین جو رکھا بے محابا
مبدل ہو کے شکلِ نازنین وہ

سپہداروں کے چہرونکا اُڑا رنگ
گریبانِ الم مین سر جھکایا
قدم رکھتا میانِ منزلِ سخت
ہوئے فوراً قدم چھو کر روانہ
تھکا مرغِ گمان خود بے پری سے
ہوائے مشکبو چلنے سے ہاری
کہ جاتے ہین تھا بیرِ صف آرا
تو زندہ ہو گئے لچھمن از سرِ نو
بمنت یون ہوا سرگرم گفتار
نہ پہونچین گو سے مطلب تک تھا بیر
فسادِ نو کا قصہ پاک ہو جائے
کیا فوراً طلسم جادوانہ
مکانات و در و دیوار جادو
پرندے جسکو سُن سُنکر ہوئے سُن
ہنومان جری پہونچے بصد جوش
جبین وسے گر کی مہمان نوازی
بفرطِ تشنگی پہونچے وہ مضطر
بزور اک ماہیِ آبی نے دابا
ہوئی پران سوئے عرش بریں وہ

دم رخصت کہا مین اپسرا ہون
دعاے بد سے مین با صد تباہی
سدا چشمے کی صورت چشم تر تھی
قدمبوسی ہوئی درشن ملے آج
گلستان جو کہ یہ پیش نظر ہے
بچھایا سر بسر راچھس نے ہے دام
یہ کہکر اڑ گئی سوے فلک وہ
سنی جب انجنی نندن نے یہ بات
اجاڑا باغ تو مقصد کو ٹیکا
اسے تھے انتقام کینہ خواہی
طبیعت مین ہجوم درد و اندوہ
دیتون نے وہان پر بیشتر سے
کیے روشن چراغ و شمع کافور
دوا و برگ مین پایا نہ کچھ فرق
ہنومان دلاور کو ہوئی یاس
خیال آیا کہ سارا تختۂ کوہ
طبیب نکتہ بین خود جانتا ہے
اٹھا کر الغرض کوہ گران وہ
خیال آیا یہ از بہر نمایش

اسیر حلقۂ درد و بلا ہون
رہی پانی کے اندر شکل ماہی
اسی دم پر رہائی منحصر تھی
ہوئی پھر شکل اصلی سے مہاراج
بناوٹ کا مکان جادو کا گھر ہے
خبرداری سے اپنا کیجیے کام
ہوا تھی یا کہ بجلی کی چمک وہ
سر راچھس پہ ماری آ کے اک لات
دکھایا اپنی شہزوری کا لٹکا
ہوئے پھر منزل مقصد کو راہی
خرامان آ کے پہونچے بر سر کوہ
کیا افسون عداوت کی نظر سے
ہوا اک عالم نور اعلیٰ نور
سراسر تھی بہار جلوۂ برق
ہوا دل غرقۂ دریاے وسواس
اٹھا کر لیچلون بے درد و اندوہ
دوائے زخم دل پہچانتا ہے
ہوے پران بسوے آسمان وہ
گرون چلکر بھرت کی آزمایش

بوقت مشکل و تشویش و آلام
سدا جوش طرب سے مدح خوان ہین
براہِ راستی رستے سے پھر کر
عروجِ عرش سے پہونچے قضا را
بھرت سمجھے کہ کوئی فتنہ گر ہے
مبادا او رمیانِ لشکرِ رام
تصور دل مین فرما کر یہ ناگاہ
چبھا تو دیا برخس صورت تیر
گرے شل ہو کے وہ فرخندہ فرجام
بھرت نے نام اقدس جب کیا گوش
کمالِ شرمساری سے گئے پاس
کہا اے عاشقِ نامِ برادر
کہو تم کون ہو اے صاحب رزم
کہا مین ہون فدائے جلوۂ رام
پے سیتا ہے لنکا مین لڑائی
سری لچھمن ہوئے زخمی قضا را
جناب رام سرگرم فغان ہین
طبیب کشورِ لنکا جب آیا
بتائی یعنی اک معقول بوٹی

بھرت کی یاد کرتے ہین سری رام
صفات بھرت مین رطب اللسان ہین
چلے سیدھے اودھ کے راستے پر
بھرت تھے جس جگہ پر جلوہ آرا
سوئے لنکا یہ سرگرم سفر ہے
گرا دے کوہ کو سر سے بد انجام
گیا سر دفعتہً تیر پرِ کاہ
سراسر چھل گیا پائے مہابیر
لبِ شیرین سے کی یادِ سری رام
طپش نے دل مین برق آسا کیا جوش
طبیعت مین تردد دل مین وسواس
شریکِ درد و آلامِ برادر
کہان آئے کدھر جانے کا ہے عزم
عیان ہے انجنی نندن مرا نام
تہیہ راون سے ہے زور آزمائی
دلِ ہر سامعین ہے پارا پارا
برنگِ ابر تر آنسو روان ہین
تب اُسنے جادۂ مقصد بتایا
دوائے دل سجیون مول بوٹی

دوا کے واسطے سوز جگر سے — ہوا تب مین تپان جسم و سر سے
نہ تھا لیکن جو بوٹی سے شناسا — ہوا حیرت مین دل آئینہ آسا
اٹھا کر سر پہ سب کوہ گران کو — اڑا دے زمین سے آسمان کو
عبث گوشے سے تم نے تیر مارا — مجھے رستہ مین بے تقصیر مارا
دوا پہونچی تو شکل زندگی ہے — سحر کو ورنہ پھر شرمندگی ہے
تردد ہے مجھے اے پیکر نور — سحر قرب آئی منزل ہے ابھی دور
ادھر تو قصہ یہ سب مختصر ہے — برنگِ دل ادھر طول سفر ہے
زبس عاجز ہون اے بحرِ کرامات — مقامِ حیف ہے ہیہات ہیہات
بدن ہے ناتوان زخمی قدم ہے — نہ رکنے کا نہ چل سکنے کا دم ہے
بھرت نے جب سنا لچھمن کا احوال — گریبانِ الم مین سر لیا ڈال
جگر کو تھام کر کھینچا دمِ سرد — الم کی لوحِ دل پہ چھا گئی گرد
کہا مین سعادت ہے نکو نام — تنِ لچھمن جو آیا رام کے کام
ملا لچھمن کو نقدِ نیکنامی — ہوئے زخمی پے کارِ گرامی
کہا پھر اے مہابیرِ وفا کار — نہ ہو اس زخم کاری سے دل افگار
خوشی سے جم کے بیٹھو بر سر تیر — اڑا دے تم کو دم بھر مین یہ تیر
تمھین تیرِ گران دم بھر مین پہونچائے — جہان چاہو وہان دم بھر مین پہونچے
لیے کوہِ گران سر پر مہابیر — یکایک جم کے بیٹھے بر سر تیر
ادھر تو جسم صف افگن کا تھا بوجھ — ادھر پربت کے لاکھون من کا تھا بوجھ
جو کی چلہ سے سرگوشی بھرت نے — کمان سے کی ہم آغوشی بھرت نے

جنابِ انجنی نندن نے جانا
مقرر تھا کہ اب ہوگا روانہ

کہا بس بس نہ کیجے اضطرابی
نہین مطلق مقامِ بیتابی ہے

چلا جاؤنگا اب مین فارغ البال
مدد کو آپ کا کافی ہے اقبال

مہاراج الدھراج اکثر دمِ رزم
بیان کرتے ہین وصفِ ہمت و عزم

سُنتے تھے گو کہ اوصافِ حمیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جو دیکھی طاقتِ جسمِ مبارک
یقین آیا نہ دل سے مٹا شک

بظاہر حیلۂ دردِ جگر تھا
بباطن امتحان مدِ نظر تھا

لگی دل کو ہوائے آزمایش
بس اب بخشو خطاے آزمایش

یہ فرما کر رکھا رب کو سر پر
کمر بھی چست کی عزمِ سفر پر

اُڑے سوے اوجِ ہوا ابر کی صورت
جبین پر چین نہ تھی گیسو کی صورت

قریبِ رخصت لیلاے دیجور
ہوئے لشکر مین داخل شاد و مسرور

میانِ فوجِ شاہی مچ گیا غل
ہر اک قالب مین پھولا صورتِ گل

سکھینا نے غرض بوٹی کو لیکر
ملا زخمِ تنِ لچھمن جتی پر

ہوا دردِ جراحت خوار و خستہ
شفا آئی ادب سے دست بستہ

ہوئے لچھمن برادر سے بغلگیر
ملے سب سے برنگِ شکر و شیر

عروسِ عیش نے دامن لیا چوم
مچی ہر سو مبارکباد کی دھوم

ہوئے سب دیوتا سر پر گل افشان
بھرے سب کے گلِ مقصد سے دامان

دمِ رخصت سکھینا کو ملا زر
زمرد نیلم و الماس گوہر

یون سب نے وہ بھرے درد و اندوہ
شبا شب جا کے رکھا تختۂ کوہ

مشورہ کرنا راون کا وزیرون سے اور جگانا کمبھ کرن کو اور بیان کرنا سرگذشت لنکا کی

سری رگھبر روا تی پر قلم ہو
سحر کو مہر عالمگیر نکلا
مفصل جب خبر راون نے پائی
بلائے کارپردازان شاہی
عزیز و اقربا خویش و بیگانہ
کہا کیا ہمکو تدبیر کیجے
کچھ ایسی فوج میمون ہی زبردست
ہر اکدم شام غم پیش نظر ہے
ستمگارون سے سب لنکا گھری ہی
میان حلقۂ فوج کشیدہ
سوا اسکے گُل تازہ کھلا اور
بتاؤ عقلمندی سے وہ تدبیر
کرون شل سرکشون کو دست پا کے
کیا لشکر مرا جس طرح تاراج
مشیرون نے سُنے جب کلمۂ ہوش

سخن کی رزمگہ مین برق دم ہو
کرن سے برہنہ شمشیر نکلا
کمال درد سے گردن جھکائی
دکھائین تا طریق خیر خواہی
مشیر کار و یار خسروانہ
صف میمون تہ شمشیر کیجے
ہوئے بس پا دیتّان سیہ مست
گریبان چاک مانند سحر ہے
برنگ آسیا قسمت پھری ہے
صف مژگان مین ہون مانند دیدہ
بھبھیکن دشمنون سے جا ملا اور
کرون زیر آورون کو کشتۂ تیر
بہاؤن خون عوض مین خونبہا کے
اسیر حلقۂ آفت کرون آج
رہے کچھ دیر تک حلقہ مین خاموش

کہا بارے پس از غور و تامل ۔ کہ اے سردار شاہان جز و کل
ہر اک دم کثرت عیش و طرب ہو ۔ عروس شادمانی لب بلب ہو
بہم ہو روے مطلب کا نظارہ ۔ ترقی پر ہو دولت کا ستارہ
بہت آسان ہی تدبیر تو ہی بس ۔ بشرط آنکہ ہو منظور اقدس
برادر آپکا ہے کمبھ کرن نام ۔ جوان بخت و دلیر و شہرۂ عام
میان رزمگہ سینہ سپر ہے ۔ سدا قبضہ مین شمشیر ظفر ہے
نہین اس کشتۂ خون سے کچھ ہے آگاہ ۔ ابھی تک ہے وہ محو خواب شش ماہ
جگا کر بھیجیے اسکو پے جنگ ۔ کرے دم بھر مین شل فوج بد آہنگ
سمجھ کر لقمۂ حلواے تر وہ ۔ چکھے گا فوج میمون و بشر وہ
وہ خود بھی غذا بیتاب ہوگا ۔ طپان دل صورت سیماب ہوگا
وہ جھنجھلا کر کرے گا نوش سب کو ۔ چکھے گا خود وہ دریا نوش سب کو
نہین زور آزمائی کی ضرورت ۔ بہر صورت یہی بہتر ہے صورت
اسی مین کچھ ظہور رفع شر ہے ۔ حصول مدعا بے دردسر ہے
کہا راون نے خوش ہو کر کہ ہان جاؤ ۔ سر محفل برادر کو جگا لاؤ
ہجوم سرکشان پہونچا وہان پر ۔ برادر اسکا سوتا تھا جہان پر
کڑی سی سقف گردون کی کڑا تھا ۔ زمین پر کوہ کی صورت پڑا تھا
ہوئے وان حلقہ زن جا کر وہ شہ زور ۔ گرج کر سب نے ابر آسا کیا شور
مچایا شور غل باجے بجا کے ۔ کہ تا غفلت سے بیدار ہین آئے
ملا پیلون نے ملکر دست و پا کو ۔ دبایا سینہ و پشت دوتا کو

ہوا بارے بصد مشکل وہ بیدار — سراسر بادۂ نخوت سے سرشار
غضب مین آکے تڑپا صورت برق — مچا غل غرب سے تا پردۂ شرق
پلنگ خواب سے اُٹھا وہ دل سیر — اکڑ کر گونج اُٹھا ہمصورت شیر
مہیا پیشتر سے تھے وہان پر — غزال و گرگ و جاموش و بز و خر
بنایا اُس نے اک لقمہ سبھون کا — اُٹھا گلخن کی صورت منھ مین جھونکا
قد و قامت مین تھا کالی بلا وہ — اکڑتا جھومتا تنتا چلا وہ
کہا راون سے لنکا مین بصد جوش — کہ اے شاہنشہ سرمایۂ ہوش
سبب کیا کس لیے مجھکو جگایا — پلنگ خواب راحت سے اُٹھایا
ترا چہرہ یہ کیون بے وجہ فق ہے — نصیب دشمنان کیا کچھ قلق ہے
کہا راون نے رو رو کر کہ بھائی — گھٹا آفت کی ہی لنکا پہ چھائی
نہ جاگا تو یہان برپا ہوا شر — ترے سونے سے سونے کا مٹا گھر
شہ دسرتھ کے فرزند نکو نام — جوان دولت بنام لچھمن و رام
ہوئے بن مین کچھ ایسے خود فراموش — تراشے سپنکھا کے بینی و گوش
گریزان ہو کے تب با حال ناشاد — کھر و دوکھن سے کی صحرا مین فریاد
گئے جب وہ پے امداد ہمشیر — ہوئے اُس رزمگہ مین کشتۂ تیر
طلسم و سحر و فن سے اے دلا رام — اُڑا لایا مین جا کر زوجۂ رام
خبر کیو اسطے قاصد پھر آیا — سراسر شہر لنکا کو جلایا
زبانی اُسکے آگاہی جو پائی — چڑھے اک لیکے لشکر دونون بھائی
لب دریا خبر آمد کی پا کر — بھبھیکن ملگیا دشمن سے جا کر

ہر اک ساعت فساد و شور و شر ہے
ہوا دونون سے سب کا حوصلہ پست
سوا تیرے نہ دیکھا یار کوئی ✦
مٹا جا کر غبار شور و شر تو
سُنی یہ مُنھ کرن نے جبکہ روداد ✦
کہا اے لائق تاج امیری ✦
مٹا گئے رزگہ مین غول کے غول
مٹا یار اچھسون کا مفت مین نام
تجھے کھویا تری نخوت کی بو نے
حماقت کی خردمندون کے نزدیک
کلام خواہر نادان پہ ہیہات
جو دیکھا کمبھ کرن کو بر سر جوش
یہی قسمت مین تھا ای نیک تدبیر
بے نیکی ابھی تو بیہودہ ہے
نہین تو کار مشکل سے ہراسان
خوشی سے نوش کر صہبائے گلفام
سیاہ سرکشان پھر گزک سے ہے
کلام خوش سے ملکر روغن قاز
سبھی فرط طرب سے محفل عیش ✦✦

بد اقبالی کی صورت جلوہ گر ہے
مٹے لاکھون دیتان زبر دست
شریک محنت و غمخوار کوئی ✦
انھین گرگشتۂ تیغ دو سر تو
مچایا فرط غم سے شور و فریاد
تجھے کیا ہو گیا ہنگام پیری
لیا بیٹھے بٹھائے درد سر مول
اُڑا لایا عبث تو زوجۂ رام
خطا کی دیدہ و دانستہ تو نے
مثل ہے لاکھ کا گھر کر دیا لیک
بگاڑی تو نے اپنی مفت مین بات
کہا اُسنے براہِ دانش و ہوش
نہین مٹتے حروف نقش تقدیر
بدی ہوگی جو قسمت مین بدی ہی
مری مشکل ترے آگے ہے آسان
بہم ہے ساقی و نقل و مے و جام
عجب لطف غذا لے لے نمک ہے
وہ لایا اُسکو دم دھا گے مین دمساز
شبستان کو بنایا منزل عیش

بجے باجے میانِ صحبت سے — رباب و ارغنون چنگ و دف و نے
ہوئے سب سُن جو طبلے پر پڑی تھاپ — تو زہرہ بر محل حاضر ہوئی آپ
غرض شب بھر رہے مدہوش دونون — جھکے پی پی کے دریانوش دونون

آنا کمبھ کرن کا میدان مین اور دبا لینا انگد اور سگریو کو اپنی بغل مین اور آگ لگنا کمبھ کرن کے بدن مین بہ سبب لپٹ جانے نیل کے اور غضبناک ہونا راون کا برج لنکا پر اور فرو ہونا آتش کا بہ سبب بارش باران کے اور مارا جانا کمبھ کرن کا اور لپیٹنا ہنومان جی کا کمبھ کرن کے بدن کو اپنی دم مین اور سمندر کے پار پھینکنا

سری رگھبر ہو بخشش کا ادھر جوش — کہ ہون مین شاہد مطلب سے ہمدوش
سحر کو جب کہ شاہنشاہ خاور — ہوا فوج قمر پر حملہ آور
سوار توسن شب خیز بھاگا — صف انجم کو لے کر تیز بھاگا
طبل گرجا برنگ ابر پر زور — صدائے کوس و قرنا کا مچا شور

سپہدارانِ لنکا ہو گئے چاق
سرورِ بادۂ احمر سے سرمست
لیے گرز و کمان و ترکش و تیر
کڑک کر سب برنگِ برقِ تابان
برنگِ لشکرِ انجم اک انبوہ ؎
نشہ مین جو مثلِ بادہ نوشان ؎
سیہ کاکل تھی سر پر شامِ شامت
برنگِ آتش آنکھین سر بسر لال
دہن ہمصورتِ گلخن زبان قہر
نقیبون نے ادھر آکر خبر کی
بجے قرنا میانِ فوجِ شاہی ؎
طبل گرجا لیے تیاری جنگ
اُٹھے سب بسترِ راحت سے سردار
پہن چار آئینہ بکتر زرہ خود ؎
بندھی ہمصورتِ جوزا کمر چست
سجے پھر شہسوارون نے سب اکبار
سجے سازِ طرب سے سازِ خوش رنگ
لیے گرز و کمند و برقِ شمشیر
سجے تن پر لباسِ پرنیانی ؎

کہ تھے زورِ صف آرائی کے مشتاق
کجی سے برہنہ شمشیر در دست
علم نیزے چمک پر برقِ شمشیر
سوے میدانِ رزم آئے شتابان
جما آکر زمین پر صورتِ کوہ ؎
غضب سے کمبھ کرن آیا خروشان
قد بالا مین آثارِ قیامت
بلا زلفِ مسلسل جال بھونچال ؎
غضب مژگان وہ آنکھین ساغرِ زہر
کہ فوج آئی مسلح فتنہ گر کی ؎
سرِ غفلت سے چونک اُٹھے سپاہی
اُٹھے فوراً جوانانِ خوش آہنگ
سنبھل کر ہو گئے لشکر خبردار
چلے جوشان برنگِ چشمۂ رود
کیے قبضہ مین شمشیر و سپر چست
کلاہ و طرۂ و سرپیچ و دستار
بہ چستی سب نے گھوڑون کے کسے تنگ
کمان و ترکش و تیغ و تبر تیر ؎
چلے جوشان براے خوش عنانی

شہِ میمون شہِ خرسان فیہوش
چلے لچھمن براہِ نکتہ دانی
جلو مین افسرِ نامی بصد شان
ظفر دوڑی جلو مین پا پیادہ
مہاراج الدھراج اُٹھے بصد عزم
منقش فتح دستِ پاک مین تھی
فلک فرطِ ادب سے سر پہ گھوما
مچا اِس بزم مین ہر سو شورِ شادی
جنیبت خوش عدو پامال بادا
گئے بڑھکر جوانِ مردانِ دل سیر
نقیبون نے کڑک کردی جو آواز
کڑک اُٹھے دلاور صورتِ برق
عیان تھی چارسو شانِ قیامت
گروہ خرس و میمون کا یہ تھا حال
غریقِ قلزمِ خون تھے دلاور
عجب برق طپان تھی تاب شمشیر
صفون کو گرزِ سنگین سے ہٹایا
کسی صفدر نے وان زور آزمایا
کسی نے تیغ سان تیزی دکھائی

مسلح جست چابک گرز بر دوش
بہار افشان قباے زعفرانی
نل و نیل انگد و باون ہنومان
پکاری عمر و دولت ہو زیادہ
ہوئے رونق فزاے عرصۂ رزم
ظفر خود گوشۂ فتراک مین تھی
زمین نے نقشِ پا جھک جھک کے چوما
نقیبِ پیرِ گردون نے دعا دی
فروغِ نیّرِ اقبال بادا
جمے سب مورچون پر صورتِ شیر
بڑھے لشکر دو جانب حسبِ انداز
بھڑے سینے سے سینے فرق سے فرق
بنا میدان وہ میدانِ قیامت
کہ لاکھون کو کیا دم بھر مین پامال
تن و سر سے حباب آسا شناور
ہوئے لاکھون غریقِ آبِ شمشیر
زبانِ تیغ کو پتھر چٹایا
کسی نے جوہرِ خنجر دکھایا
کسی نے بڑھکے خونریزی دکھائی

کسی نے ترکش و خنجر کو توڑا — حباب آسا کسی کے سر کو توڑا
بڑھے دل مین سوارون کے رسالے — علم نیزے کیے بھالے سنبھالے
قدم مین تیز لوئی کی یہ تھی چال — ہوئے لاکھون سم توسن پامال
تراشے سر جیادر تر کی صورت — سوے گردون اڑا کیے پر کیصورت
وہ سر جو جو پناہ خود مین تھے — پلک جھپکی تو دیکھا گود مین تھے
کسی کو دشت مین انگد نے ٹیکا — دکھایا زور توسن کی جھپٹ کا
کسی کو کیسری نے بے محابا — بزور تن زمین مین دھنسکے دابا
مَیند و گند نے کاٹا کسی کو — سری لچھمن نے دھر ڈاٹا کسی کو
دویدہ پہونچا کہین پر لیکے شمشیر — کسی پر نل نے مارا دوڑ کر تیر
کسی صف پر شہ میمون نے کی جست — کسی کو شاہ خرسان نے کیا پست
مخالف کے جو زخم تن پھٹے تھے — بدن کے قلعہ مین رخنے کٹے تھے
ستمگارون نے بن مین خاک پھانکی — اجل ہر گوشۂ قالب سے جھانکی
ہوئے چارون طرف کشتون کے انبار — ہوا میدان سراسر تیرہ و تار
دلاور رن مین کوہ آسا جمے تھے — مگر لاشون کے پشتے دمدمے تھے
شکست فاش جب دشمن نے پائی — نجوم بخت نے گردش دکھائی
بڑھا پھر کوہ تیر افگن نہ آگے — یکایک سہم کر گوشون مین بھاگے
یہ دیکھی بخت واژون کی جو شامت — تو کانپا کمبھ کرن شکل قیامت
چلا میمون نے دل مین بے تامل — برنگ ابر ترکرتا ہوا غل
نہ بوجھ اٹھا جو پشت ناتوان سے — زمین خم ہو گئی بار گران سے

چڑھا لرزہ تن جن و ملک پر
تڑپ کر برق سان نعرہ جو مارا
چھپے گھبرا کے گوشون مین درندے
جوانمردون نے دیکھا جب کہ یہ طور
کہا جھنجھلا کے راچھس نے کہ بس بس
نہین مطلق جوانمردی کے فن یاد
یہ لشکر لقمۂ حلواے تر ہے
متاع زندگانی ہو جو منظور
مجھے خونریزی میمون سے ہے عار
نہین مطلب گروہ عام سے ہے
مگر سنتی تھی کب فوج ظفر موج
ہوئے پویان سواران جوانمرد
یہ کاوش بار ہا دیکھے کا وے
کسی نے بڑھ کے دی ٹھوکر قدم سے
کسی نے دی بصد سختی کڑی لات
جڑا جا کر کسی نے گرز سر پر
کسی نے دی تڑ پکر ضربت مشت
کسی نے پنجہ و دندان سے نوچا
جو دیکھا راچھس مفسد نے یہ رنگ

ستارے ہل گئے برج فلک پر
ہوئے دل پہلوتن مین دو پارا
دبے سب آشیانون مین پرندے
سر دشمن پہ پہونچے جا کے فی الفور
مرے آگے ہو تم تشکل پر خس
عبث کرتے ہو تم جان اپنی برباد
ہجوم وحشیان اک مشت پر ہے
چلو بھاگو دبو جاؤ ہٹو دور
تہین نیل و نل انگد سے سروکار
فقط دعوے جناب رام سے ہے
ستمگر سر پہ جا پہونچی بصد اوج
سیاہ فتنہ گر کو کر دیا گرد
کیے برج تن مفسد پہ دھاوے
کھلائے زخم شمشیر دودم سے
تن سنگین مفسد پر جڑی لات
دیا صدمہ تن و دوش و کمر پر
تبر مارا کسی نے جانب پشت
کسی نے تن کو ناخن سے دبوچا
کہ ہی فوج دلاور بر سر جنگ

مثال شعلہ کانپ اُٹھا تعب سے
بھبھوکا ہو گیا چہرہ غضب سے

چلا آندھی کی صورت غل مچا کے
گرج کر گونج کر آنکھیں دکھا کے

بسانِ اژدہا کھاتا ہوا مار
دہن کھولے ہوئے پہونچا ستمگار

ہزاروں صف شکن جھونکے دہن میں
ہوا لے آفت اک جلتی تھی رن میں

جو آیا سامنے دیکھا نہ بھالا
اُٹھا کر بے تامل منہ میں ڈالا

کفِ پا سے دبا ڈالے ہزاروں
تہِ دندان چبا ڈالے ہزاروں

سر و ربادہ میں مطلق نہ تھا دھیان
نہ تھی کچھ اپنے بیگانے میں پہچان

نکل بھاگا و لیکن خوار و خستہ
ملا یعنے جدھر سے جسکو رستہ

بچے کچھ سخت جانی کی سبب سے
پھسل کر گر پڑے راجھس کے لب سے

ہوئے تھے کچھ کان کے گوشوں سے ظاہر
نمایاں ہو گئے تشکل جو اہر

بہت سے رخنۂ بینی سے نمناک
نکل آئے جو انمردان سفاک

جدھر چلتا تھا آندھی سان بصد اوج
تو پھٹ جاتی تھی بادل کیطرح فوج

کسی کو خاک پر پٹکا غضب سے
کچل ڈالا تپ درد و تعب سے

کسی کو زور بازو سے پچھاڑا
جگر کو ناخن و دندان سے پھاڑا

جدھر پہونچا وہ آفت کی نشانی
ہوئی نازل بلائے آسمانی

کچل ڈالا کسی کو پشت پا سے
کسی کو مل دیا انگشت پا سے

کسی کو شل کیا گردن دبا کر
کسی کو خاک پر پٹکا گھما کر

کسی کو خاک پر ٹھوکر سے ارا
کیا شور قیامت آشکارا

کسی کو مثل خس پھینکا ہوا پر
عجب آفت تھی میدانِ دغا پر

شہ سگریو نے دیکھا جو یہ رنگ
کہ ہے محشر میانِ عرصۂ جنگ
تب غصے سے کہتہ دیا لاہے لشکر
عدو سے بھاگنے والا ہے لشکر
مدد کے واسطے پہونچا وہ شہزور
جڑا اگرز آ کے راچھس پر بصد شور
مخالف نے پکڑ کر بے محابا
بآسانی بغل مین دھر کے دابا
جو دیکھا سرورِ انگد نے یہ طور
سرِ دشمن پہ پہونچے جا کے فی الفور
کمال زورِ بازو سے جڑا اگرز
بدن پر برگِ نخل آسا پڑا گرز
عدو نے لیکے انگد کو جدل مین
دبایا دوسری جانب بغل مین
پکڑ کر دونون سرداران جرار
چلا لنکا کو خوش ہو کر ستمگار
ہوئے دونون جو افسردہ در گور
میانِ فوج شاہی مچگیا شور
یکایک گردشِ گردون نے گھیرا
ہوا لشکر کی آنکھون مین اندھیرا
سراسیمہ بچشم تر ہوئی فوج
پریشان صورتِ دختر ہوئی فوج
ادہر جب دھڑ کے دشمن نے دبایا
دمِ سگریو گھٹ کر لب پر آیا
ہجومِ غم کمال بے قراری تھا
غشی تھی دونون سرداروں پہ طاری
نہ تھی طاقت کسی دان کارکن کو
چھڑا لے پنجۂ ظالم سے اُن کو
مگر جوشِ غضب سے نیل پہونچا
سوِ میدان بصد تعجیل پہونچا
تن راچھس پہ مانندِ رگِ تن
بصد جوش غضب لپٹا صف افگن
اگن کا تھا وہ فرزند صف آرا
تن آتش سے تھا جسم آشکارا
کیا ایسا یکایک ضبط آتش
ہوا تن مین دوبالا ربط آتش
بدن مین کمبھ کرن کے لگ گئی آگ
مخالف ڈر کے گوشو نمین گئے بھاگ

کمالِ درد سے گھبرا گیا وہ
جو جاگی دفعتاً تقدیر یاد
شہ میمون نے جھنجھلا کر بصد جوش
ادھر راون شہنشاہِ بد انجام
تن دشمن کو جب دیکھا شرر بار
پڑین چینین جبین پر صورت فرش
جناب اندر تُسر پر پڑ گئے سہم
اُڑی رنگت رُخ خورشید ومہ کی
بجھے تن سے سراسر شعلۂ نار
کٹے دیکھے جو رُخ پر بینی و گوش
غریقِ بحرِ غمناکی ہوا وہ
کہا کیا کشور لنکا کو جاؤن
یہی دل مین سمجھکر پھر پڑا وہ
دبے جسمِ گران سے خرس و میمون
بپا کی آفتِ تازہ یہ رن مین
کیا لاکھون صفِ راون کو معدوم
ہزارون پا کی ٹھوکر سے کیے پست
سوارون کو کیا پا بند خواری
کسی پر پھر کیا جبر آشکارا

برنگ چرخ چکر کھا گیا وہ
تہ بر سے نکل بھاگے دلاور
لبِ دندان سے کاٹے بینی و گوش
تماشائی تھا لنکا مین لب بام
تو کانپ اُٹھا برنگِ شعلۂ نار
کمالِ غیظ سے دیکھا سوے عرش
ہوئے کیا کیا دلِ امواج کو وہم
برن نے بارشِ ابرِ سیہ کی
یکایک ہوش مین آیا ستمگار
اُڑا اُتن کے قفس سے طائرِ ہوش
نجوم بخت سے شاکی ہوا وہ
حیا کی جا ہی کیا صورت دکھاؤن
صفِ میمون پہ آکر گر پڑا وہ
ہزارون ہو گئے آغشتہ خون
صفِ میمونکو پھر جھونکا دہن مین
اُتارے لقمہ آسا زیر حلقوم
دبا ڈالے میانِ پنجۂ دست
جڑا گھونسا کسی پر لات ماری
طپانچہ پنجۂ خونین سے مارا

امان جب ست راچھس سے نہ پائی
پکارے لب پہ جان ہونٹھون پہ دم ہے
سنی یہ خودبدولت نے جو فریاد
بصد جوشِ طرب میدان مین آئے
جو دیکھا کمبھ کرن نے جلوۂ رام
وہ مارا رام نے تیرِ سبک پر
تن بے سر گرا رن مین روان تھا
جنابِ رام نے دیکھا جو یہ طور
مہابیر جری کو آگیا دھیان
کہ نخلِ زندگی اکھڑا جو جڑ سے
صف افگن ہو نگے لاکھون تودۂ خاک
اٹھی دل مین جو یہ موجِ تلاطم
فلک پر اڑ کے دریا پار پھینکا
بنے جو راچھس برگشتہ تقدیر
دکھایا رخ عروسِ مدعا نے

تو سب نے غل کیا کھینچی دوہائی
مہاراج آئیے وقتِ کرم ہے
تو آپہونچے خرامان بہر امداد
بہ آئین کرم تشریف لائے
دہن کھولے ہوئے لپکا بد انجام
برنگِ خس سو گردون اڑا سر
برنگِ پارۂ آتش روان تھا
تنِ بیجان پہ تیر اک سر کیا اور
عیان پھر ہوگا خونریزی کا سامان
گریگا تن ابھی میدان مین دھڑ سے
غریقِ بحر خون آلودۂ خاک
لپٹا دھڑ میانِ حلقۂ دم
پرِ خس کی طرح کہسار پھینکا
وہ بھاگے چھوڑ کر سب ترکش و تیر
بجے فوج تہی مین شادیانے

پرستش کرنا میگھناد کا مندر مین اور برہم کرنا سامان پرستش مہابیر جی کا اور سانپ برسانا میگھناد کا میدان مین اور نجات پانا سب کا گرڑ جی کی مدد سے

سری رگھبر زبان کو یاد رہی ہو
سمستد خامہ مین جا بکتری ہو

سحر کو جیب کہ خورشید صف آرا
ہوا قصر فلک سے آشکارا

قمر مغرب کو بھاگا با رُخ زرد
سواران ثوابت ہو گئے گرد

سنا راون نے احوال برادر
ہوا محو فغان با دیدۂ تر

گریبان شکیبائی کیا چاک
گرا فرش زمین پر صورت خاک

کہا اے قوت بازو کہان ہے
کدھر تو چشم ظاہر سے نہان ہے

ترے بن ہے ہجوم درد و آزار
زمانہ ہے نظر مین تیرہ و تار

کیا راون کو تیر غم سے خستہ
بنایا طائر باز و شکستہ

حرم شاہ لنکا مین مچا غل
بصد جوش غضب آئے جزو کل

یہ سنکر میگھناد آیا بصد جوش
کہا راون سے اے سرمایۂ ہوش

عبث بیتابی درد نہان ہے
مناسب ضبط فریاد و فغان ہے

اسیر درد و غم دل ہین سبھون کے
نسیم موت کے چلتے ہین جھونکے

فنا ہے لابدی اک دن ہر سب کو
بہ ریت اس شے نا ممکن ہی جسکو

کرو تم کشورِ لنکا مین آرام ٭
ہر اک کو ورطۂ کلفت مین ڈالون
غبار آسا مٹا دون آج سب کو
نہ جیتون گر تو جیتے جی نہ آؤن
یہ کہکر سنگدل مندر مین آیا
ہوا محوِ پرستش حسبِ معمول ٭
دیے آہت پڑھے منتر از رہِ بید
کیا سنکلپ دل مین مطلبِ خاص
گھسا صندل کی صورت سر ہان پر
ہوا محوِ فغان گو با صد اندوہ
مشیت ہو تو کچھ مورت پسیجے
نہ رحم آیا جو حالِ سنگدل پر
ببھیکن نے میانِ مجمعِ عام
ہوا ہی میگھناد ازبسکہ دلتنگ
نہان مندر مین بیٹھا ہے نظر سے
بخوبی جگ اگر انجام ہو جائے
بہم ہو اسکو زورِ علمِ تسخیر ٭
ہجومِ خرس و میمون پر رہے شیر
ولے اب بھی کوئی صفدر چلا جائے

مین جاتا ہون میانِ لشکرِ رام
سراسر خون بہا کر خونبہا لون
تہِ گردون کرون تاراج سب کو
نہ لنکا مین کبھی صورت دکھاؤن
سرانجامِ پرستش سب منگایا
چڑھائے پھل کے ملنے کو پھل او پھول
بسوزِ دل جلائے دھوپ سپید
جھکایا سر براہِ لطف و اخلاص
ملا ماتھے کو سنگِ آستان پر
پسیجی پر نہ مورت صورتِ کوہ
نہ لکھا ہو تو کس صورت پسیجے
تو سر مارا تپِ رقت سے دل پر
کہا پیشِ جنابِ لچھمن و رام ٭
مقرر آئیگا سوئے صفِ جنگ
پرستش کر رہا ہی چشم و سر سے
مدد کو حاصلِ آرام ہو جائے
کرے میدان مین سب کو کشتۂ تیر
کسی سے صورتِ مژگان نہو زیر
بلا جھیلے مگر سر پر چلا جائے ٭

سب اسباب پرستش کو کرے دور
ہوا ابتلا کے خود ہو جائے کافور

براہِ عقل و آئینِ کرامت
ہٹا دے اُسکا پاے استقامت

اسی صورت مین ہی کچھ صورت خیر
نمایان ورنہ ہو گی پرورش غیر

یون ست تھے زبس سرمایۂ ہوش
ہوئے رخصت قدم چھو کر بصد جوش

گئے مندر کے اندر بے محابا
جو اُلجھا اسکو ٹھوکر دیکے دابا

سبوے بادۂ گلفام توڑے
ظروف نقرہ طشت از بام توڑے

کیا وان درہم و برہم سرانجام
لٹایا سب طعامِ پختہ و خام

ولیکن میگھناد اُٹھا نہ جا سے
جما بیٹھا رہا عقل رسا سے

قدم جا سے نہ سرکا یا سرِ مو
نہ بل گیسو صفت آیا سرِ مو

نہ چھوڑا بیکلی مین دامنِ ضبط
سراپا بنگیا پیراہن ضبط

ہنومانِ دلاور نے جڑی لات
جو سنگ آسا پڑی دل پر کڑی لات

لئے گرز گران جوش تعب سے
یکایک میگھناد اُٹھا غضب سے

جہا بیر دلاور جیتا بکا نہ
ہوئے مندر سے لشکر کو روانہ

ہوا یان میگھناد ازبس کہ دلگیر
مڑی گویا کہ آب تیغ تدبیر

بلا کر سب دیتانِ بد آہنگ
ہوا وارد میانِ عرصۂ جنگ

برنگِ شیر نر گونجا جو رن مین
پڑا الرزہ تنِ چرخ کہن مین

خبر دی آکے جاسوسون نے فی الحال
کہ آپہونچے دیتانِ قوی بال

بجے قرنا طبل گرجا بصد زور
دل اُمڈے قلزم تن مین مچا شور

خروشان لشکر جرار پہونچے
جوان و افسر و سردار پہونچے

گنید و کیسری با دل نل و نیل
بھابیر و نبید و لچھمن و رام
بڑھے فوج عدو مین خرس و میمون
کسی نے دی کسی پر ضربتِ مشت
تیر بجلی سا چمکا یا دکھایا
کسی کا سر تراشا قط کی صورت
بھابیر دلاور کا یہ تھا رنگ
کسی کو یاسے ملا ڈالا بصد جوش
ہوا جب میگھناد از بسکہ دلتنگ
کبھی ظاہر ہوا فرشِ زمین پر
کبھی اوجھل کبھی ظاہر کبھی گم
ہزارون بان مار افشان کیے سر
سیاہ خرس و میمون و سپہ دار
ہوئی اک بیتابی فرطِ غم سے
نل و نیل و گنید و کیسری سب
نبید و لچھمن و فوج نکو نام
ہوئی دہشت جوانمردون کے جی مین
شہِ خرسان نے دیکھا جب یہ اندھیر
پکڑ کر یانون صاف اس اہلِ کین کا
سپلے فوج عدو مین صورتِ پیل
شہِ خرسان و میمون نکو نام
ہوئی دونون طرف سے بارشِ خون
ہوئے شل سینہ و دوش و سر و پشت
ہمائے تیغ کا سایا دکھایا
صدائے گریہ تھی بربط کی صورت
ستمگارون کو پٹکا بر سرِ جنگ
کسی کا تن کیا سے سگِ وحش
ہوا آمادۂ تدبیر و نیرنگ
چھپا گہ گوشۂ عرشِ برین پر
بچایا صورتِ محشر تلاطم
برنگِ ابرِ تر برسائے اژدر
ہوئے بالکل اسیرِ حلقۂ مار
کھڑے سم رہ گئے تا تیر سے سم
رکھب انگد ہنومان جری سب
میانِ ناگ پھانس آ گئے سر رام
نہ تھی وان طاقتِ جنبش کسی مین
سرِ دشمن پہ پہونچا صورتِ شیر
گھما کر قلعۂ لنکا پہ پھینکا

یہاں لشکر ہوا پابند خواری ۔ ہر اک سو تھا ہجوم بیقراری
ہر اک فرط الم سے مضمحل تھا ۔ برنگ سرو بستان پا بہ گل تھا
اسیر غم ہوئے جب قوم جزو کل ۔ سر اوج فلک پر مچگیا غل
جناب اندر نے تب ہو کے مضطر ۔ گرڑ جی سے کہا با دیدۂ تر
کہ اے شاہنشہ مرغان پردار ۔ ہوا خواہ شریک درد و غمخوار
بلا مین رام کا لشکر پھنسا ہے ۔ میان حلقۂ اژدر پھنسا ہے
مدد ہو اس گھڑی درکار تیری ہے ۔ کہ ہے اژدر صفت منقار تیری
فسون سم خوردگان پر جا کے دم کر ۔ عطا لشکر کو تریاق کرم کر
گرڑ جی نے اُسی دم بھر پرواز ۔ ہوئے اوج فلک سے پھر گیے باز
خرامان لشکر شاہی مین آئے ۔ نسیم آسا ہوا خواہی مین آئے
ہزارون مار کر اکدم مین کاٹے ۔ برنگ لقمۂ تر منھ مین ڈالے
چھٹے سب حلقۂ قید گران سے ۔ نہ تھی پر طاقت جنبش وہان سے
بدن مین لشکر شاہی کے سم تھا ۔ روش کیسی نہ دم لینے کا دم تھا
جناب اندر نے گردون سے فی الفور ۔ امرت اُن سب پہ برسایا بہر طور
گھٹی ایک آن مین تاثیر سم سب ۔ اُٹھے خواب غشی سے تازہ دم سب
بہار آئی خزان نکلی چمن سے ۔ چھٹے سب آفتاب آسا گہن سے
مچین دھومین میان لشکر رام ۔ ملے باہم جناب لچھمن و رام
شہ میمون و خرسان دھابیر ۔ برنگ دل ہوئے باہم بغلگیر

مارا جانا میگھناد کا لچھمن جی کے ہاتھ سے اور آنا سلوچنا زوجہ میگھناد کا رامچندر کے پاس اور سر شوہر کا لیکر ستی ہونا

سری رگھبر کرم کیجے کرم سے ۔ رہائی دیجیے قید الم سے
زبان خامہ بیان کا لکھا حال ۔ سنو ابن شہ راون کا احوال
جگا یعنی وہ جب خواب غشی سے ۔ اُٹھایا سر غرور سرکشی سے
پدر کے سامنے آئی اُسے شرم ۔ برنگ آتش سوزان ہوا گرم
سنبھل کر پھر اُسی میدان میں آیا ۔ غضب سے جلوہ محشر دکھایا
تن و شور محشم پا سے تا فرق ۔ پکارا اُٹھا کڑک کر صورت برق
کہاں نل ہیں کہاں لچھمن کہاں رام ۔ کہاں ہیں شاہ سگریو نکو نام
یون ست ہیں کہاں انگد کدھر ہیں ۔ جو خیل وحشیان میں نامور ہیں
یہ سنکر طیش میں آئے سپہ دار ۔ بڑھے فوراً سو میدان پیکار
بلے رن میں خرد شان صورت شیر ۔ عدو کو صورت مژگان لیا گھیر
ہوئے دونون طرف سے وار پر وار ۔ زبس تھی جوش پر آنی پہ تلوار
ہر اک سو نیزہ و پر جیم عالم تھے ۔ زبان خامہ آسا سر قلم تھے
کسی نے تیغ سے مارا کسی کو ۔ کسی نے سر پہ للکارا کسی کو
چڑھا تھا خون جو تیغ پہ قدم پر ۔ غریق خون تھے لاکھون ہر قدم پر
رُخ غبرا تھا خون تازہ سے لال ۔ مچا تھا لشکر شاہی میں بھونچال

کسی کی تیغ چمکی ہمدم برق ہے
یہ وان ابن شبہ راون کا تھا حال
وہ وان ہر صف مین تھا غصہ کے مارے
زبس تھا اوستاد سحر و افسون ہے
وہ نو ایجاد افواج سیہ دل
بھڑے ہر ایک میمون پر وہ سفاک
جری میدان مین جب افسون سے ہارے
مہاراج آیئے دقت تعب ہے
جناب رام نے مارا جو اک تیر
جو دیکھا راون مفسد نے یہ رنگ
کیا لاکھون کو دم بھر مین تہ تیغ
صف میمون کو ٹپکا بر سر خاک
گل زخم شہادت تھے جو تن مین
ہوا سب لشکر میمون ہراسان
پھنسے سب قبضۂ تیغ دو دم مین
جو دیکھا زور مین لشکر ہے سارا
کیا ترکش سے تیر آتشین سر
مگر ہاتھ اک جدا ہو کر بدن سے
سلوچن زوجۂ فرزند راون

غریق خون تھا کوئی یا سے تا فرق
قدم سے صف کی صف کرتا تھا پامال
جری چھانسٹھ کرور اکدم سے مارے
کیے پیدا ہزارون خرس و میمون
ہوئے سب فوج شاہی کے مقابل
کیے لاکھون دلاور تودۂ خاک
کمال شدت غم سے پکارے
سپاہ بادشاہی جان بلب ہے
سراسر اڑ گیا نیرنگ تزویر
بڑھا غران میان عرصۂ جنگ
غضب اُمڈا تھا لشکر صورت میغ
کہین ریچھون پہ دھر جھپٹا غضبناک
بہار لالۂ خودرو کھلی بن مین
کہ مشکل تھا نہایت کار آسان
جگر کانپا ہوئی لغزش بدن مین
سری لچھمن ہوئے آکر صف آرا
تن دشمن گرا فرش زمین پر
گرا قصر عدو مین اڑ کے رن سے
انیس و محرم دلبند راون

زن پردہ نشین فرخندہ فرجام
تجمل سے مکان مین جلوہ گر تھی
جو دیکھا بازوے شوہر قضا را
کمال غم سے فریاد و بکا کی
پکار و کر کہ اے دست زبردست
کہان تن ہی سر اقدس کدھر ہے
کیا تن کو خدنگ تیر کس نے
دعا برھما کی تھی روز ازل سے
اگر چودہ برس تک آشکارا
رہے زیر فلک بے دانہ و آب
سر میدان وہی ہو حملہ آور
وہی مین ہون فدا گر نقش پا کی
جو کی ہو تیر کر باغ حسن کی سیر
تو اے بازو بیان درد و غم کر
قرار آئے زوال شدّ و مد ہو
یہ سرکش نے فلک آسا دہین پر
پے سیتا بیاہے عرصۂ جنگ
سری لچھمن ہین دمساز سر رام
کنارا کر گئے دریاے ہوس سے

پتت برتا عروس نازک اندام
خرامان صورت باد سحر تھی
تو سر کو زانوے رقت پہ مارا
اڑائین دھجیان جیب و قبا کی
برنگ نقش پا کس نے کیے پست
کہان تاج مرصع جلوہ گر ہے
کیا طعمۂ شمشیر کس نے
قدم سے گر نہ میدان جدل سے
کرے جو صحبت زن سے کنارا
نہ ہو ہرگز انیس شاہد خواب
کرے تن قلزم خون مین شناور
یقین ہے دامن عصمت کی پاکی
نہ دیکھا ہو کسی دن جانب غیر
برئے صفحۂ عنبر ارقم کر
رقم یہ خط دست آسا سند ہو
لکھا تب صفحۂ روے زمین پر
ہجوم عرصۂ راچھس سے دلتنگ
انیس و محرم راز سر رام
وہ ہین بیخواب و خور چودہ برس سے

خوشی سے غم تکلم سے خموشی
نگاہ خواب سے ہے چشم پوشی

سدا ہے بندگی سے رام کی کام
بچشم وسر کیا ہے ترک آرام

اُنھین نے رن مین اے زوج دل آرا
بصد زور شجاعت مجکو مارا

سوارانِ دلاور لیگئے فرق
رہا تن قلزم خون مین میرا غرق

ادِھر بازو اڑا لایا پرِ تیر
چبھی ہے دل مین پیکان سر تیر

سلوچن نے پڑھا نقشِ خطِ دست
دل وجان نشۂ غم سے ہوا مست

خیال آیا کہ ہے اب زندگی ہیچ
برنگِ زلف پیچان پڑگیا پیچ ؛

نہین رو رو کے دن بھرنا ہے اچھا
عبث ہے زندگی مرنا ہے اچھا

مناسب ہے کہ مانند پر کاہ ؛
جلون مین لاشۂ شوہر کے ہمراہ

یہ کہکر ہمکنارِ شاہدِ یاس
گئی خوشدامن مندودری پاس

تپ غم سے پکار اُٹھی کہ مادر ؛
ہوئی پرزے شکیبائی کی چادر

پسر مارا گیا رن مین تمھارا
نہین ضبطِ شکیبائی کا یارا ؛

گران ہے مجکو بارِ زندگانی ؛
خزان ہے اب بہارِ زندگانی

ہوس ہے رام کے لشکر مین جاؤن
بچشم و سرتنِ شوہر کو لاؤن ؛

خوشی سے شمع کی صورت جلون ساتھ
کہ تا پروانۂ غیرت لگے ہاتھ

دلہن تھی وہ جو دو دلبری نیک
کہ پچکنیان مین تھی مندودری ایک

سخن پردازِ فرخندہ فرجام
دل وجان سے فدائے جلوۂ رام

سُنا اُن سے جو حالِ مرگِ فرزند
کھلی آنکھین صدف آسا دمِ چند

کمالِ غم سے کی فریاد زاری ؛
غشی تھی قالبِ لاغر پہ طاری ؛

بہو کو حالتِ درد و الم مین ہے / لیا رو رو کے آغوشِ کرم مین ہے
کہا اے راحتِ روح و دل من ہے / تن من جان من آب و گل من
یہ منزل ہر گھڑی پیشِ نظر ہے / ہر اک کو باغِ ہستی سے سفر ہے
کسی کو باوجود نکتہ دانی / نہین حاصل بقا کا جاودانی
غمِ فرزند سے گو چشم تر ہے / تشفی ایک باعث سے مگر ہے
اگر مارا گیا پیش سری رام / کریگا کشورِ شر پر مین آرام
ستی گر ہو تو ہے عینِ سعادت / فدا ہے تجھپہ سو نقدِ عبادت
ستی ہونا ہے دستورِ پتیبرت / چمکتا اس سے ہی نورِ پتیبرت
اگر جانے کی خواہش ہی تو جا خیر / نہین دان چشمِ ظاہر مین کوئی غیر
اہلیہ زوج راون اور تارا ہے / بباطن ایک تینون ہین دلارا
دلاور وان جو انگد مشتہر ہے / زنِ تارا کا پیوندِ جگر ہے
عزیز بال ہی سگریو ذیشان ہے / اہلیہ کے نواسے ہین ہنومان
جو افسر رام و لچھمن ہین وہان کے / وہ خاوند حقیقی ہین جہان کے
ببھیکن ہین وہان بہرِ سفارش / کرین گے تیری جانب سے گذارش
وہان جانے مین ہی ہر طرح بہبود ہے / کہ ہین وہ بیگیان یہ خشمیہ جود
اجازت جب کہ خوشدامن سے پائی / سلوچن محفلِ راون مین آئی ہے
کہا رو کر کہ اے شاہِ زمانہ / جگر ہے تیرِ کلفت کا نشانہ
موا شوہر دغا مین آج میرا / متاعِ ہوش کا تاراج میرا
پریشان ہون برنگِ تارِ گیسو ہے / اندھیرا دیدۂ دل مین ہے ہر سو

ہوئے رام کے لشکر مین جاؤن
بچشم و سر چلون ہمراہ سر کے
سُنی کیفیتِ مرگِ پسر جب
تو سرشکِ چشم دریا سے بہایا
سلوچن کو براہِ جوش کھینچا
کہا گو ضبط کا یارا نہین ہے
بہادر یون ہی لڑ مرتے ہین زمین
طلوعِ صبح تک اب ضبط کر خیر
سحر کو مین بصد زور آزمائی
مگر مشکیک ہان جانے مین ہی ننگ
نہ ہرگز جا میانِ محفلِ غیر
سری سیتا کے بدلے اے جگربند
سلوچن سنکے یون بولی بصد جوش
ابھی تک یہ ہزل گوئی غضب ہے
اسی نخوت نے گھر غارت کیا ہائے
غریقِ خون ہوئے لاکھون جفاکوش
فنا ہونگے جو کچھ راچھس ہین باقی
بیرون کر دل سے یہ اندیشۂ خام
نہین وہ ہین تری صورت خردمند

سر شوہر خوشامد کرکے لاؤن
پھپھولے ظاہر اٹھو ہین جگر کے
ہوا وہ فرطِ غم سے نوحہ برلب
طپش نے عالمِ شدت دکھایا
میانِ گوشۂ آغوش کھینچا
مشیت سے مگر چارہ نہین ہے
سدا زخمِ سنان کھاتے ہین رن مین
نہو محو فغان با حالتِ غیر
پکڑ لاؤن گا جا کر دونون بھائی
ہنسینگے خرس و میمون خوش آہنگ
نہ دریا سے ہتک مین ہٹ کے بل پیر
کرینگے نورِ چشم آسا نظربند
ضعیفی مین ترے برجا نہین ہوش
مگر ضعف و نقاہت کا سبب ہے
وہی جوشِ تکبر ہے ابھی ہائے
کھلے ابتک نہ لیکن دیدۂ ہوش
نہ مے ہوگی نہ خم ہوگا نہ ساقی
کہان یہ فوج یہ باطن کہان رام
لیے سیتا کرین مجھکو نظربند ہا

وہ خاوند حقیقی ہین بلا ریب — کرم بخشِ جہان بخشندۂ عیب
بتانے بخشش اور عالم کے مان باپ — جدھر دیکھو اُدھر ہین آپ ہی آپ
سُنی جب شہ راون نے تقریر — تو برگشتہ ہوا مانند تقدیر
غضب غصہ مین آیا صورت شیر — سلوچن کی طرف سے منھ لیا پھیر
محافہ مین سلوچن ہو کے اسوار — سوے لشکر چلی با دیدۂ زار
گروہ خرس و میمون مین مچی دھوم — ہوئے گرد محافہ پیر و معصوم
خیال آیا کہ ڈر کر غائبانہ — کیا راون نے سیتا کو روانہ
فسادِ شر مٹا اچھا ہوا خیر — گلِ مطلب ملا بے منتِ غیر
بھبھیکن نے خبر جس دم یہ پائی — تو کی جوشِ طرب سے پیشوائی
بصد درد و محبت ساتھ لایا — محافہ اُس کا ہاتھون ہاتھ لایا
حضورِ لچھمن و رامِ نکو نام — اُتارا درمیانِ محفلِ عام
سلوچن نے چھوئے پاے منور — پھری گرد تنِ اقدس سراسر
زبس کی مثل صندل جبہہ سائی — ادب سے سامنے گردن جھکائی
کھڑی ہو کر مودب دست بستہ — کہا اے مرہم دلہاے خستہ
مبرا ہے خطا سے آپکی ذات — قدم سے ہے عیان شانِ کرامات
سیہ کار و گنہگارانِ مغموم — نہین پھرتے کبھی اس در سے محروم
ہوا دست مبارک سے جو انجام — مرے شوہر نے پایا نقد اکرام
نہین غم ہے اگر مارا گیا خیر — بہشتِ باغ شہ پر کی اُسے سیر
مگر اس دم سرِ شوہر جو پاؤن — بچشم سر تنِ شہ کی جلاؤن

مہاراج ازرہ عاجز نوازی
حصولِ عیش ہو میرا نبے کام
ہوئی جب یون وہ نحوِ خوش بیانی
کرم سے خود بدولت نے اٹھایا
اُسے نالان جو دیکھا فرطِ غم سے
دہی اسکو براہ مہربانی
ہوئے حیران اراکینِ خوش آہنگ
ہوئی سب کنانِ عرش کو یاس
کہا تاروں نے آکر اے مہاراج
ہوا زندہ جو بیخوف و خلل یہ
کریگا اک جہان کو کشتہ تیر
کرینگے در گذر آپ اسکی جان سے
گذارش ہی یہی اے بندہ پرور
جناب رام نے یہ سن کے اسّ آن
سلوچن نے کہا با دیدۂ زار
عنایت آپکی مجھپر ز بس ہے
نہ وقت ایسا ملے گا پھر کبھی ناتھ
ہمیشہ یاری قسمت کہان ہے
سلوچن کو سرِ شوہر عطا کر
مجھے سرِ شوہر کے بخشو سرفرازی
جہان مین مشتہر ہو آپ کا نام
تو کی اُس پر نگاہِ مہربانی
سرِ محفل سرِ راچھس منگایا
تو بے باکانہ فرمایا کرم سے
یہ ٹھادون پھر تیکا زندگانی
اولی العزمی یہ محفل رہگئی دنگ
طبیعت کو ہوئے صد گونہ وسواس
یہ جان بخشی مناسب ہے نہین آج
تو ہارے گا نہ ہنگامِ جدل یہ
کہ ہے برقِ قیامت اسکی شمشیر
ملے گا مارنے والا کہان سے
سلوچن کو فقط دیدیجیے سر
کیا دل مین تامل آگیا دھیان
کہ اے بخشندۂ جرم خطاکار
نہین شوہر کے جینے کی ہوس ہے
کہ ہوا انجام شوہر آپکے ہاتھ
سدا گردش مین چرخ ناتوان ہے
کہا تب رام نے یون مسکرا کر

ترے شوہر کا سر گر خندہ زن ہو | یقین سب کو میان انجمن ہو
کہ ہان بیشک سر ابھس یہی ہے | جوانمرد و دلاور بس یہی ہے
یہ سنکر اُسنے زانو پر رکھا سر | ہوئی یون درفشان بادیدۂ تر
اگرمین فی الحقیقت پارسا ہون | اسیر حلقۂ زلف دوتا ہون
تبسم کر ذرا فرط طرب سے | کہ جاؤن سرخرو ہوکر مین سب سے
سر شوہر نہ جب مطلق ہنسا وہ | ہوئی تب گرم توصیف ثنا وہ
نہین تمسا کوئی مرد دلاور | کہ ہین لرزان مہ و خورشید خاور
جناب اندر کو تم نے کیا زیر | پلنگ آسا ورندون پر ہے شیر
شریر و فتنہ گر چُن چُن کے مارے | رہے جو تسان کبھی ہمت نہ ہارے
کمر کھولی نہ دم بھر بہر آرام | ہمیشہ خونفشانی سے رہا کام
فلک لرزان رہا دہشت کے مارے | چھپے ہیبت سے گردون پر ستارے
رہے مجھپر ہمیشہ عاشق زار | تبسم کر کے ہو سر گرم گفتار
ولیکن کچھ سر ابھس نہ بولا | زبان سے قفل خاموشی نہ کھولا
ہوئے خندان میان انجمن سب | ہنسے غنچہ کی صورت صف شکن سب
وہ عاجز بھی جو اپنی زندگی سے | ہوئی وان سرنگون شرمندگی سے
سر محفل ہوئی دل مین پشیمان | خجالت سے ہوئی سر در گریبان
غرض آنسو بہا کر چشم تر سے | سلوچن نے کہا جھنجھلا کے سر سے
ملا تھا گر کسی سے درد جانکاہ | کیا مجکو نہ کیون مطلب سے آگاہ
جناب شیش جی میسر پدر ہین | جو شور افگن میان بحر و بر ہین

خبر کرتی اُنھین جا کرین فی الفور — مدد کے واسطے آتے بہر طور
یہ سنکر سبر یکایک کھِلکھلایا — تعجب مجمع لشکر کو آیا
کہا اسنے براہ نکتہ دانی — نہین تو واقفِ رازِ نہانی
تجھے جس سے تمنائے مدد ہے — وہی میرا عدوے شد و مد ہے
جنابِ شیش کا مجھمن ہین اوتار — مجھے مارا انھین نے وقت پیکار
یہ سُنکر اہلِ محفل رہگئے دنگ — چلی لیکر کے وہ زوج خوش آہنگ
کنارِ بحر قلزم آکے یکبار — جنارہ آسا چلی وہ سرو گلزار
جو تھی پروانہ آسا دل جلی وہ — لگن سے شمع کی صورت گلی وہ

مشورہ کرنا راون کا مالونت وزیر سے اور نکالنا شہر لنکا سے اور نصیحت کرنا مندودری کا خوابگاہ مین

سری رگھبر زبان شکر شکن ہو — کہ طے یہ جادۂ ملکِ سخن ہو
شہنشاہ اُفق جسدم غضبناک — ہوا رونق فزائے بزمِ افلاک
شہ راون اُٹھا بستر سے مغرور — سرورِ بادۂ احمر سے مخمور
کھنچی ابرو شکن لوحِ جبین پر — دماغِ بیہودہ عرشِ برین پر
نہایت مضطرب دردِ جگر سے — رواں آنسو کے دانے چشمِ تر سے
دل و جان خنجرِ غم سے دوپارا — ہوا بزمِ طرب مین جلوہ آرا
وزیر اسکا تھا اک سرمایۂ ہوش — بنامِ مالونت از بس وفا کوش

بلایا گوشۂ محفل مین اُسکو
کہا راون نے اے دستورِ دانا
شریکِ غم ہے ہمرازِ قدیمی
براہِ نکتہ بینی آج تک تو
ہے گفت و شنید پند گوئی
میانِ جنگ اے فرخندہ فرجام
غریقِ خون ہوئے لاکھون سپاہی
ملایا خاک و خون مین کنبھ کرن کو
کمالِ دردِ غم ہی کیا کہون حال
کہان تک ہمکنارِ ضبط رہیے
بتا مجکو وہ تدبیرِ خوش اسلوب
خوشی سے کارِ سخت انجام ہو جائے
ولیکن ہے یہ شرطِ غمگساری
انیس رمز دان در پردہ ہے تو
اگر درد و عقوبت ہو نہ سہنا
سُنا جب یہ شہِ عالی نسب سے
کہا اے شاہنشہ زیبندۂ تخت
رہے روزِ ابد تک راج تیرا
کرم بخشی سے جان بخشی اگر ہو

بصد شفقت جگہ دی دل مین اُسکو
فراست تیری ہی آج آزمانا
مشیر و کارپردازِ قدیمی
ادا کرتا رہا حقِ نمک تو
نہین تجھ سا ملے دانشمند کوئی
زبس غالب ہوا ہے لشکرِ رام
ہوئی شل جملہ فوجِ بادشاہی
مٹایا میگھناد صف شکن کو
جگر ہے خنجرِ کلفت سے غربال
مثل ہے اپنی بیتی کس سے کہیے
جو ہو میرے دلِ مضطر کو مرغوب
جہان کو حاصلِ آرام ہو جائے
اُدھر کی کچھ نہ کرنا پاسداری
کہ موروثی نمک پروردہ ہے تو
سمجھ کر سوچ کر کہنا سو کہنا
کہا نائب نے دستورِ ادب سے
رہے ہر دم فروغِ نیرِ بخت
فلک ہو بندۂ محتاج تیرا
زبان بہرِ سخن سنجی اگر ہو

میسر ہے تجھے وہ دولت و جاہ | کہ حیران ہین فلک پر مہر و ماہ
کرے گر عین ابرو سے اشارے | فلک سے سر پر ترے تارے اُتارے
زبان سے حکم سلطانی جو پائین | ہزارون اپسرا سر پر سے آئین
بہت سے دلبرانِ شوخ و طناز | سدا ہین پایۂ خدمت سے ممتاز
برائے اک عروسِ جانکی نام | بنا بغض و حسد سے دشمن رام
زنِ بیگانہ و زر و زمین زر+ | یہ ہین چارون فساد تازہ کی گھر
محبت اِن سے کرنا اے قوی پشت | دہانِ مار مین دینا ہے انگشت
شہا تیرا یہ ہے اندیشۂ خام | کہ ہین انسان جناب لچھمن و رام
کہین ظاہر کہین گم ہین وہ مردم | بباطن نور مردم ہین وہ مردم
ازل سے واقفِ اسرار ہین وہ | تامل کر کے دیکھ اوتار ہین وہ
گروہِ خرس و میمون ہین جو دلیر | نیستانِ شجاعت کے وہ ہین شیر
مناسب ہے کہ اے شاہِ نکو نام | سیا کو بھیجدے پیشِ سری رام
کسی سے تا بہ امکان شر نہ کیجے | عداوت کر کے غارت گھر نہ کیجے
اسی مین خیریت ہے اے مہاراج | رہے سر پر ہمیشہ جلوۂ تاج
کہا مین نے براہِ خیر خواہی | کہ ہون مین بندۂ دربار شاہی
اب آگے ہو جو تجویز مقدس | پسندِ خاطرِ عالم ہے ازبس
سنی راون نے جب تقریر دستور | تو غصے سے شیشۂ خاطر ہوا چور
کہا جلکر کہ اے دستور بیباک | روا ہے گر کرون تجکو تہ خاک
ہوا ایسا مری شفقت سے گستاخ | نکالی نخل مضمون مین مرے شاخ

مناسب ہے کہ دون تعزیر تجھکو — کرون اس دم تہِ شمشیر تجھکو
اُنھین کا پاسِ خاطر سے کیا پاس — بھلایا گوشۂ دل سے سراپاس
بتائی کیا صلاح نیک مجکو — ملا اُستاد کامل ایک مجکو
نصیحت کی ادب سے دور تو نے — خطائے سخت کی مغرور تو نے
کیا گر خرس میمون کو نہ تاراج — کرونگا کشور لنکا کا کیا راج
ہنسی ہو گی تہِ افلاک میری — بندھیگی کیا جہان مین دھاک میری
کرون گر درگذر قتل اُس سے — اُٹھائے کے سر ہراک آئین شر سے
نہین مجکو ہوا اے زوجۂ غیر — بہم ہے مجکو باغ حسن کی سیر
سیا سے کچھ نہین مجکو غرض ہے — فقط خواہر کی بینی کا عوض ہے
نہین کچھ مشورہ میرا غلط تھا — تری عقل آزمالینا فقط تھا
یہ کہکر مطلب باطن یہ ظاہر — نکالا شہر سے نائب کو باہر
ہوا جس دم جہان مین جلوۂ شام — گیا منزل مین خورشید سبک گام
شہ راون غریق ورطۂ یاس — شبستان مین گیا مندودری پاس
پلنگ خواب پر لوٹا کیا شیر — سراسر لشکر غم نے لیا گھیر
جگر مین بیکلی اُلجھن مین دم تھا — برنگ زلف سنبل پیچ و خم تھا
کبھی چونکا یہ فرط بیقراری — کبھی تھا مائل اختر شماری
جبین نے چین الم سے آبدیدہ — کبھی سے صورت بستر کشیدہ
کبھی کروٹ بدلنا بھر کے آہین — کبھی حسرت سے کرتا تھا نگاہین
کبھی بستر سے اُٹھ بیٹھا سنبھلکر — کبھی جھجھکا کبھی چونکا مچل کر

کہا مندودری نے اے مہاراج — اداسی رخ پہ کیون ہے وجہ کہہ آج
نصیب دشمنان کیا درد دل ہے — طبیعت بے سبب کیون مضمحل ہے
ہوئے ہین یا میان عرصۂ جنگ — کیا ہے یا کسی سرکش نے دل تنگ
مری آرایش تن مین کمی ہے — یہی شاید بنا کے برہمی ہے
براہ آشنائی اے شہنشاہ — کہو کس پر چشمۂ خوبی کی ہے چاہ
میان عرصۂ ہیجا ضرر ہے — تو تدبیر تکمیل سہل تر ہے
مناسب ہے برسم خسروانہ — سیا کو خود بخود کیجے روانہ
مٹے فتنہ فساد تازہ ہو دور — فروغ تخت شاہی ہو بدستور
تامل اسمین اب دم بھر نہ کیجے — کبھی بیٹھے بٹھائے شر نہ لیجے
یہ واجب ہے شہنشاہ زمن کو — بچشم بد نہ دیکھے غیر زن کو
نہ کیجے غیر سے کر امید یاری — ہزارون ہین یہ خدمتگزاری
سنے راون نے جب یہ کلمۂ ہوش — ہوا دل شاہد غم سے ہم آغوش
دکھائی آتش دل نے بھڑک اور — پڑا گویا جراحت پر نمک اور
اسے چین بر جبین ہو کر ہٹایا — سمٹ کر صورت بستر ہٹایا

روز اول جنگ کرنا راون کا اور نیرنگ سحر دکھانا اور شکست پانا

جناب رام ادھر بھی جوش رحمت — رہ موہن مین دانا ہمدوش رحمت

ہوا تابان شہنشاہِ اُفق جب
تو بھاگا شہسوارِ ظلمتِ شب

تو اب نے شکستِ فاش پائی
پھری خورشیدِ اعظم کی دوہائی

اُٹھا بستر سے راون سخت غمناک
گریبان مثلِ دامانِ سحر چاک

پریشان مضطر و ناکام و دلگیر
ہراسانی کا نقشہ غم کی تصویر

خیالِ بد میانِ گوشۂ دل
غم و درد و صعوبت توشۂ دل

بصد جوشِ غضب آیا سوئے بزم
دلِ مضطر مین عزمِ عرصۂ رزم

بُلائے جملہ سرداران شاہی
سپہدار و نمک خواران شاہی

کہا جستی سے ہان تیار ہو جلد
روانہ بر سرِ پیکار ہو جلد

دلیرو ہے مقامِ جانفشانی
دکھا دو آبِ خنجر کی روانی

میانِ جان کسو ہمت نہ ہارو
بدن پر زخم لو تن تن کے مارو

مرے بل پہ دکھاؤ جوہرِ تیغ
چلو جوشان اُمڈ کر صورتِ میغ

قدم ہو رزمگہ مین لاکھ من کا
عوض لینا ہے چلکر لچھمن کا

سُنا جب یہ شہِ راون کا ارشاد
ہوئے بیسل افسرانِ فتنہ ایجاد

کماندارانِ افسون ساز نکلے
ہر اک گوشے سے تیرانداز نکلے

ہزارون گرزبرداران پُرجوش
ہزارون شہسواران زرہ پوش

چلے سب بل دکھاتے شوخ و طناز
پھکیت اور پہلوان بانکے پٹے باز

جسیم و زشت یاطن پلٹین سب
برنگِ شیرِ غران نعرہ زن سب

جو دیکھا یہ شہِ راون نے انداز
بدن پر جوش نخوت سے سجے ساز

کیے تاج جواہر زینتِ سر
لیے گرز گران و تیر و خنجر

کمال غیظ مین حشم غضبناک
چڑھا رتھ پر بصد شان تجمل
نیئے فوج ستمگاران جرّار
شگون بد نے کی یہ پیشوائی
کیا شور آ کے مرغان چمن نے
خبر یان فوج سلطانی مین آئی
یہ شور و غا آیا ہے انبوہ
شہ میمون سے یون بولے سر رام
صفین ہر سو سے نرغا کر کے جائین
یہ سنکر شاہ میمون نے بصد جوش
بصد چستی کمر کو باندھکر تنگ
سواران دلاور رہا بکانہ
پیادہ بادلہ جرأت شرارہ
جداگانہ سب افواج گرامی
صف خرسان تھی محکوم نل و نیل
صف میمون کے افسر گند تھکر
دلاور کو بچ رکھ لاج در کھب سب
مسلح جب ہوئی فوج نکو نام
ظفر نے نیجسر رگھناتھ جو ما

نشان خونفشانی سرخ پوشاک
بڑھے جوشان وہ مست ساغر مل
سو میدان جنگ آیا ستمگار
کہ چھینک اک گوشہ لشکر مین آئی
صدا دی کرگس و زاغ و زغن نے
کہ کی دشمن نے آکر پیشوائی
جما ہے رزمگہ مین صورت کوہ
کرو جلدی مسلح لشکر عام
میان رزم رنگ اپنا جمائین
مسلح کی سپاہ گرز بر دوش
سجے تن پر سلاح و جوشن جنگ
ہوئے سب برق دم ہو کر روانہ
چلے جوشان بدن پر سجکے ہتھیار
ہوئے محکوم سرداران نامی
بڑھی دشت و غا مین صورت سیل
نید و گند و اشمند ٹھہرے
چلے رن کو بصد جوش غضب سب
چلے خندان جناب لچھمن و رام
قدم نصرت نے ہاتھون ہاتھ چوما

جلو مین افسر میمون بصد شان
بھبھیکن جامونت انگد ہنومان

بظاہر تھا جو پابوسی کا انداز
زمین تھی ہر قدم پر بر سر ناز

نظر آیا جو جو شانِ تجمل
تو کی پیر فلک نے بارشِ گل

جناب اندر نے دیکھا جو یہ رنگ
کہ بیدل رام و لچھمن ہین بے جنگ

سواری کو رتھ اپنا خاص بھیجا
براہ الفت و اخلاص بھیجا

ہوئے وہ زینتِ آرائے سواری
پیادے تھے دوان بادِ بہاری

بصد شوکت میانِ جنگ پہونچے
سپہدارانِ خوش آہنگ پہونچے

کمالِ غیظ سے سردار صف آرا
کڑک کر برق کی صورت پکارا

کہان ہین کیسری انگد کہان نل
دکھائین آکے گیسو کی طرح بل

یہ سنکر صف شکن غصے مین آئے
بصد چستی قدم آگے بڑھائے

لیے فوج عدو مین پلٹین سب
بڑھے جو شان خروشان صف شکن سب

ہزارون کو اُتارا تیغ کے گھاٹ
لب خنجر کو خونریزی کی تھی چاٹ

کہین سگریو نے مارا کسی کو
کہین انگد نے للکارا کسی کو

کسی صف کو رکھ نے بڑھکے ڈانٹا
مثالِ چوب خشک اکدم مین کاٹا

کہین نل نے بصد زور آزمائی
برنگِ تیغ کی جوہر نمائی

کسی کو نیل نے دابا بغل مین
مچا اک تہلکہ راون کے دل مین

کسی پر شاہ خساران نے کیا وار
کہین لچھمن نے کی تیرونکی بوچھار

صفِ اعدا کمندون سے وہ پھانسے
سراسر حلقۂ پیکان مین گانسے

شہ راون نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
تو زلف آسا بچھایا دامِ نیرنگ

پلا فوج جری مین صورت شیر میان حلقۂ ناوک لیا گھیر
کہین گرجا کہین تڑپا تعب سے کہین ضیغم صفت گونجا غضب سے
ملا لاکھون کو با چشم غضبناک کیے لاکھون دلاور تودۂ خاک
کہین چمکائی شمشیر شرر ریز کسی پر آب خنجر کو کیا تیز
کبھی غائب ہوا اڑ کر وہان سے کبھی کی بارش خون آسمان سے
اڑا اگہ صورت تیر ہوائی کبھی دشت وغا مین خاک اڑائی
زبس پرکالۂ آتش کو تھی لاگ جلن سے مشتعل کی ہر طرف آگ
جو دیکھا عالم آتش فشانی ہوئے زہری جوانمردون کے پانی
نظر آئے جو ہر سو شعلۂ نار ہوئے مضطر جوانمردان بیکار
سہی میدان مین گو شمشیر کی آنچ نہ اٹھی آتش تزویر کی آنچ
جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ ہوئے فرط غضب سے گرم آہنگ
زبس کی تیر سحر افگن کی بوچھار ہوئے پانی سراسر شعلۂ نار
جو شکل نطفا آتش نے پائی پریشانی صف اعدا مین آئی
سیاہ خرس نے مارے وہ چنگال تن فوج عدو خون سے ہوئے لال
نہنگ قلزم جرأت تھے ہیمون جسے کاٹا لپک کر پی گئے خون
کیا پسپا سپاہ پر تعب کو غریق خون کیا میدان مین سب کو
پڑا جس دم زمین پر پردۂ شام پھری لنکا کو سب فوج بد انجام
نل و نیل و نید و کیسری سب پھر کر رن سے مع فوج جری سب
زبس کی یاوری بخت رسا نے بجے فرط طرب سے شادیانے

ہوئی پابوس لشکر فتح و اقبال | ہوئے سب خواب و خور سے فارغ البال

روز دوم جنگ کرنا راون کا اور ہزاروں خرس و میمون پیدا کرنا مایا کے زور سے اور شکست پا کر پھر جانا

جناب رام ادھر جوش کرم ہو | متاع مطلب خاطر بہم ہو
سوار رخش گردون درخشان | ہوا جب گوشۂ مشرق سے رخشان
تنزل پر ہوا اوج کواکب | پریشان ہوگئی فوج کواکب
شکست فاش سے پھر کے اک آہ | قمر نے گوشۂ مغرب کی لی راہ
ہوا یعنے سحر کا جب کہ ہنگام | اٹھے فرش حجر سے لچھمن و رام
ہوئی بانگ طبل آویزۂ گوش | اٹھے چابک سواران زرہ پوش
پیادے افسر و سردار جاگے | برنگ طالع بیدار جاگے
سنید و گند رکھراج و رکھب نے | بصد چستی سجے ہتھیار سب نے
چلے خوش ہو کے سمجھے عرصۂ جنگ | ہوئے مانند صرصر گرم آہنگ
نل و نیل انگد سگریو رکھراج | ہوئے سب لشکر مشرق کے سرتاج
اگنید و جامونت و بادن و سرب | چلے جوشان خروشان جانب غرب
جیند اول کیسری میہون جرار | ہوئے فوج جنوبی کے سپہدار
ببھیکن لچھمن و انگد ہنومان | سوئے فوج شمال آئے بصد شان
شہ راون نے یہ جب دم سنا غل | اٹھا بستر سے مست ساغر مل

پریشان مضطر و غمدیدہ اُٹھا
لیے کچھ ساغرِ صہبائے گلگون کا
کمالِ نخوت و طاقت سے جو شان
برنگِ ببر گونج اُٹھا جو رن مین
جما کر اپنی فوج صف شکن وہ
جوانو آج میدان جدل ہے
ہر اک سو سے صف میمون کو گھیرو
بصد زور آوری سب کو کرو زیر
حصولِ نیکنامی ہے یہان آج
سر میدان نہ بھاگو ہو کے دلگیر
دکھاؤ زور تن یارو غضب ہے
نقیبون نے ادھر دی بڑھکے آواز
مقام آبرو ہے موقع ننگ
بلو فوج عدو مین تیغ در دست
سُنی جب یہ صف میمون نے آواز
بلے سب صورت پیل سیہ مست
کہین خنجر برنگ برق چمکا
کسی کو نل سنے جھٹکا صورت گرد
مچا ئی جا کے دھومرنے کہین دھوم

برنگ فتنۂ خوابیدہ اُٹھا
بنی آنکھین غضب سے ساغرِ خون
سوے میدان رزم آیا خروشان
گو زن و گور کانپ اُٹھے بدن مین
بصد نخوت ہوا یون نعرہ زن وہ
گروسید ھا اُسے جس جسکو بل ہے
برنگ آب خنجر منھ نہ پھیرو
بڑھو دشت وغا مین صورت شیر
مجھے مدنظر ہے امتحان آج
مقابل سر پہ کھاؤ زخم شمشیر
پکڑ لو باندھ لو مارو غضب ہے
کہ ہان اے فوج میمون سب تاز
بڑھے جاؤ میان عرصۂ جنگ
گرو میدان مین سب کا حوصلہ پست
بڑھے دشت وغا مین حسب انداز
مچایا فتنۂ محشر بسر دست
تبر خون عدو مین غرق چمکا
کف پا سے ملے لاکھون جوانمرد
غبار آسا کیا لاکھون کو معدوم

کسی کو کیسری نے جا کے مارا
مہابیر دلاور نے پہونچکر +
کسی کو پنجۂ و دندان سے کاٹا
کہین انگد نے کی زور آزمائی
شہ میمون نے توڑا سر کسی کا
جو دیکھا سرور لنکا نے یہ رنگ
کیا سحر و طلسم و فن ہویدا
ہر اک صہبائے نخوت سے سیہ مست
کسی پہ گرز چمکایا کسی نے
کوئی جوشان گیا پیش مہابیر
کسی نے بڑھکے انگد پہ کیے وار
کسی نے گرز مارا کیسری پر +
کوئی انگد سے تھا سرگرم کشتی
چنداول کو کسی نے جا کے گھیرا
منید و کیسری رکھراج باون +
نکلکر دام سے کیونکر جوان جائین
جو دیکھی گرمی بازار تزویر +
وہ راون تھے جو پیدا سحر و فن سے
ہوئے شاد انگد و نیل و ہنومان +

کسی کو نیل نے جھنجھلا کے مارا
کیا برپا کہین ہنگامِ محشر
کسی نے خون ستمگار ونکا چاٹا
دکھائی تیغ بران کی صفائی +
اڑایا سر برنگِ پر کسی کا
یکایک شکل آئینہ ہوا دنگ
کیئے لاانتہا راون ہویدا
بھڑا ایک ایک میمون سے زبردست
دکھایا تیغ کا سایا کسی نے
کسی نے نل پہ مارا اسہم کر تیر +
کسی نے نل پہ کی تیرونکی بوچھار
تبر چمکایا سگریو جری پر
دکھاتا تھا کوئی طرزِ درشتی
میانِ رزمگہ چھایا اندھیرا +
ہوئے سب مبتلائے سحر راون
کرین کیا کسطرف جائین کہان جائین
وہین مارا جنابِ رام نے تیر +
مٹے سب ناوکِ جادو شکن سے
شہ میمون کی آئی جان مین جان

رہائی نجۂ غم سے جو پائی + ہوئے پھر برسرِ زور آزمائی
بلے لچھمن کسی صف مین بصد جوش کہین گند و نیند گرز بردوش
بڑھے باون کہین کرتے ہوئے بل کہین انگد کہین دھوم کہین نل +
ہوئی غائب سپاہِ خرس و میمون ہزارون کو کیا آغشتۂ خون
میانِ فوجِ دشمن پل کے مارا عروسِ فتح سے مل مل کے مارا
سُنا جب سرورِ لنکا نے یہ غل تو بل کھایا اُلجھ کر مثلِ کاکل
کیے پیدا براہ سحر و تزویر + ہزارون جاموَنت انگد مہابیر
دو بدھ نیل و گنید و کیسری سب بھبھیکن شاہ سگریو جری سب
وہی تھی صورت اصلی وہی بات عجب تھا نقشۂ سحر و طلسمات
مطابق تھی سراسر اصل سے نقل کہ تھی حیران نگاہِ دیدۂ عقل
وہ سب لیکے فوج سرفروشان حضورِ رامچندر آگئے خروشان
جناب رام نے عقل و ہنر سے مٹایا سب کو تیرِ تیز بر سے
گھٹا جادو کا بل بگڑی لڑائی بد اقبالی نے یہ صورت دکھائی
گریزان سب ہوئی فوجِ ستمگار پریشان صورتِ زلفِ سیہ کار
گئے لنکا کو نالان صورتِ ابر سراسر پُرزے پُرزے دامنِ صبر
ادھر سب فوج منصور و مظفر پھری خیمون کو اپنے شاد و خوشتر
جنابِ رام نے فضل و ہنر سے کیا لشکر کو مالا مال زر سے
جو کی سب پر نگاہِ مہربانی ہوا حاصل متاعِ شادمانی
ہم آغوشِ ظفر تھے صف شکن سب گھٹا درد اور بھر کر زخم بدن سب

روز سوم جنگ کرنا راون کا اور شکتی بان مارنا لچھمن جی پر اور شفا پانا انکا

خیال رام و لچھمن حرز جان ہو — صفت مین جوش پر طبع روان ہو
کھلا جب غنچۂ صبح مباہی — اٹھی خندان سپاہ بادشاہی
اٹھے سب بستر راحت سے سردار — سجے حسب قواعد تن پہ ہتھیار
صفین اپنی جما کر رن مین آگئے — برنگ شیر غران بن مین آگئے
فراہم کرکے دل بر خاستہ فوج — ادھر راون نے کی آراستہ فوج
نفیر و کوس و قرنا نے کیا شور — طبل بادل سا ودان گرجا بصد زور
بھڑے میمون و راچھس لیکے شمشیر — ہوئے جوشان جوان و کودک و پیر
پیادے سے پیادے دوش بر دوش — سوے راون سواران زرہ پوش
کسی نے برق وش چمکایا بھالا — الجھ کر مثل گیسو بل نکالا
کسی نے تیر سے مارا کسی کو — سر شمشیر سے مارا کسی کو
کہین تیزی پہ شمشیر و سر تھی — سنان خون تن اعدا مین تر تھی
ہوا از بس پریشان جبکہ بد ذات — بچھایا دام تزویر طلسمات
جو تھا پر کالۂ آتش جفاکش — لگا دی دامن صحرا مین آتش
سراسر شکل بیدردی دکھائی — کبھی گرمی کبھی سردی دکھائی
کیے پیدا ہزاردن خرس و میمون — سر گردون سے برسایا کبھی خون

کبھی اوج فلک پر اُڑ کے پہونچا
برنگ گل گریبان چاک ہو کر
کبھی مانند صرصر خاک اُڑائی
کبھی ظاہر کیا دریائے زخار
کبھی سانپ اُسنے لہرا کر دکھائے
جو دیکھا شعلۂ تر دو پرتابان ؎
کمان سے تیر سحر افگن کیا سر ؎
غریق غم ہوا جس دم سیہ کار
بصد زور شجاعت تن کے پہونچا
بہت کی سر پہ زلف آسا چڑھائی
اُڑا اوج فلک پر دیکے دھوکا ؎
لگائی سینۂ لچھمن پہ شکتی
یکا یک درہم و برہم ہوئی فوج ؎
ہوا برپا جہان مین ماتم عام
رُخ لچھمن پہ حسرت سے نظر کی ؎ ؎
دہین بوٹی سجیون آ گئی یاد
ملی بوٹی جو وہ زخم بدن مین ؎
شفائے سنجۂ لچھمن کو جو ما ؎
ارا کین آ کے لچھمن سے ملے سب

برنگ آب خنجر مڑ کے پہونچا
ہوا غالب کبھی غمناک ہو کر ؎
فلک کا نپا زمین چکر مین آئی
کیا روے سحر کو تیرہ و تار
کبھی آتش فشان اژدر دکھائے
جناب رام چندر آئے شتابان
مٹایا نقشۂ جادو سراسر ؎
بڑھا آگے برنگ بحر زخار
خروشان سامنے لچھمن کے پہونچا
مگر سایہ کی صورت منہ کی کھائی ؎
دکھایا صرصر آفت کا جھوکا ؎
ہوئی طاری جہان پر تیرہ بختی
مچا غوغا غریق غم ہوئی فوج
سر بالین جا پہونچے سری رام
برنگ ابر باران چشم تر کی
منگائی خیمۂ شاہی سے دلشاد
بہار جاودان آئی چمن مین ؎
ہمائے فتح و نصرت سر پہ گھوما
خوشی سے غنچۂ خاطر کھلے سب

ہوئے پھر صف شکن آمادۂ جنگ
کہ ہر دم تھا سرور بادۂ جنگ

گنید و انگد و لچھمن مہابیر
چلے فوج عدو میں لیکے شمشیر

مچایا فوج اعدا میں تلاطم
گیا ابتر برنگِ فوج انجم

پریشان فوج راون ہوکے بھاگی
متاع جان سراسر کھوکے بھاگے

جو زندہ رہگئے باقی سیہ کار
سوے لنکا گئے بادیدۂ زار

ادھر سب فوج منصور و خوش اقبال
پھرے خیموں کو اپنے فارغ البال

جو دیکھا رام نے چشم کرم سے
چھٹے سب حلقۂ درد و الم سے

وہ بے مرہم بھرے سب زخم کاری
شفائے آ گئی کی خدمتگزاری

ببھیکن اور سگریو وغیرہ کا درخواست کرنا راجہ رامچندر سے واسطے قتل راون کے اور اقرار کرنا اُن کا

سری رگھبر قلم ہو عنبر افشان
سدا ہو تختۂ کاغذ زر افشان

ہٹا جسدم حجاب ظلمت شب
بسوے خیمہ گہ افسر پھرے سب

ببھیکن انگد و لچھمن مہابیر
گنید و بادن فرخندہ تقدیر

ہوئے آکر قدمبوس سری رام
کیا حاصل متاع عز و اکرام

فراغت خواب و خور سے جبکہ پائی
سبھوں اروں نے کی عقل آزمائی

ہوئے آکر شریک جلسۂ بزم
لگے سب مشورہ کرنے پے رزم

ببھیکن اور سگریو تکو نام
ہوئے یوں حرف زن پیش سرِ رام

تنگ آ گئے ہین دل دست عدو سے
نہین گو سر فروشی مین تامل ہے
کرین صدقہ متاع جسم و جان تک
ہمارا راج آپ سے کرتے نہین زیر
ابھی تک کچھ نہین جوشِ غضب ہے
کہا اے شاہ میمون وفا کیش ہے
سیا کا ہر گھڑی راون کو ہی دھیان
تصور سے کبھی غافل نہین ہے
لہذا ہی برون از حلقۂ موت ہے
سری سیتا ہمارا نصف تن ہین
میان چشم و دل ہی جا ہے سیتا
کرون سر تیر اگر اُس صف شکن پر
اُدھر جب شدتِ دردِ جگر ہو
مجھے غم ہو تو اور اک سیر ہو جائے
سبب یہ ہے کہ سب مجھسے جہان ہی
غرض تیر افگنی کو اے جوانمرد
کرون بالفرض اگر صدمہ گوارا ہے
کہ یعنی ایک سر کاٹون جو رن مین
تب غم سے کیا تھا جسگھڑی دھیان

پریشان ہین فساد چار سو سے
وفا یا گر مجوشی مین تامل ہے
مگر جوش وفا کب تک کہان تک
بہت کشور کشائی مین ہوئی دیر
عجب ہے کیا تامل کا سبب ہے
مجھے تیر افگنی مین ہے پس و پیش
وہ ہین دلمین بدن مین جسطرح جان
کشیدہ مثل دامن دل نہین ہی
کسی صورت سے ہو سکتا نہین فوت
جو ہم تن ہین تو سیتا پیرہن ہین ہے
تصور ہی جبین فرسائے سیتا
تو صدمہ ہو سری سیتا کے تن پر
پئے سیتا مری یان چشم تر ہو
جہان کا خاتمہ بالخیر ہو جائے
بپا قصر زمین و آسمان سے ہے
تجھی کو ہی بباطن حاصل درد
قیامت ہو جہان مین آشکارا
ہزارون سر ہون راون کے بدن مین
دیا تھا تب سدا شیو جی نے بردان

کیے ہین آرزین جتنے گل تر
ہم ہون وقت حاجت اُسقدر پر

سوا اسکے ہے در پردہ سبب اور
وہ ہے جس سے ہم آغوش طرب ور

امرت اس فتنہ گر کی ناف مین ہے
عیان مطلب دل شفاف مین ہے

اسی باعث سے ہی بیغم وہ سفاک
نہین ہوتی قبائے زندگی چاک

غرض ہر طرح بیخوف و خلل ہے
گلو تک نارسا دست اجل ہے

مگر سہواً جو سیتا کا چھٹے دھیان
تو قتل راچھس سرکش ہو آسان

اسی ساعت پڑے تیر آشکارا
روان ہو ناف سے امرت کی دھارا

چھٹے دھیان اور مٹے امرت کی تاثیر
تو ہو راون اسیر حلقۂ تیر

بھبھیکن نے کہا اے صاحب شان
جو تم چاہو تو سب مشکل ہی آسان

کروگے جب کہ بیم دار پر وار
پریشان خود بخود ہوگا ستمگار

رہے گا جامۂ تن کا نہ جیب ہوش
خیال جانکی ہوگا فراموش

سوا اسکے سیا خود نکتہ بین ہین
عیان دل پر امور دلنشین ہین

دم قتل ستمگار صف آرا
کرین گی دامن دل سے کنارا

قدم سرکائین گی راون کے دل سے
کرینگی خود وہ دوری متصل سے

اُسی ساعت براہ عقل و تدبیر
عدو کو کیجیے گا کشتۂ تیر

کہا ہنسکر کہ خیر اچھا بہت خوب
یہی کل ہوگی تدبیر خوش اسلوب

مارا جانا راون کا اور آنا سری جانکی جی کا اسوگ باٹکا سے اور شہادت دینا دیوتون کا واسطے تصدیق عفت کے اور تخت نشین ہونا بھبھیکن کا لنکا مین راجہ رامچندر کے حکم سے

ہمیشہ حرز جان ہو رام کا نام
کہ ہو حاصل متاع عزّ و اکرام
شکستِ فاش جب راون نے پائی
پریشانی سے سر پر خاک اڑائی
دوان سوے پرستش گاہ پہونچا
بہ فرط صدمۂ جانکاہ پہونچا
زبس رو رو کے کی فریاد و زاری
گھِسا ماتھا بہ فرط بے قراری
ہوا رو رو کے یہ گرم ہون آپ
برائے حاصلِ مطلب کیے جاپ
بھبھیکن نے خبر دی اے مہاراج
پرستش گاہ مین راون گیا آج
مبادا جگ اگر ہو جائے پوری
نہ ہو پھر قربتِ مطلب سے دوری
نہ شل یعنی وہ ہنگامِ جدل ہو
عروسِ کامرانی ہم بغل ہو
اگر ذرا تو کسی پہلو سے ہل جائے
کنارہ قلزمِ مطلب کا مل جائے
سنی جسدم بھبھیکن کی یہ تقریر
چلے تب کیسری نندن مہابیر
در معبد یہ پہونچے چست و چالاک
کیا سب پھر سے راون کو تہ خاک

سرانجام پرستش کو مٹایا
کمالِ زور سے راون کو کھینچا
جو پایے راچھس پر جوش سر کا
گرج کر بس برنگِ ابر لیکا
ہوا دے کر ہوئے لیکن ہوا وہ
ہر اک سو جستجو کی غل مچایا
بہ فرطِ غم ستمگارِ بد آہنگ
ہجومِ راچھس بد کیش ہمراہ
خبر پہونچی میان فوج شاہی
نل و باون گنید و انگد و نیل
جنداول کیسری دھوم ہنومان
مسلح جملہ لشکر کے سپاہی
خوش اقبالی تھی قبضے مین ظفر پاس
مبارک ساعت و روز و سہرہ
چڑھے رتھ پر جناب رام و لچھمن
بھبھیکن شاہ سگریو جری ساتھ
زمین نازان ہوئی فرطِ طرب سے
ہوئے صدقہ مہ و خورشید خاور
غرض پہونچی جو سب فوج خوش آہنگ

بہایا ہر طرف سر کھایا لٹایا
درِ معبد تلک دشمن کو کھینچا
اڑا مرغِ تحمل ہوش سر کا
پریشان مضطر و بے صبر لیکا
اٹھے ہم صورتِ پیکِ صبا وہ
بہا بیرِ دلاور کو نپایا
دوان آیا میانِ عرصۂ جنگ
مشیر و جملہ خیر اندیش ہمراہ
مسلح ہو گئے فوراً سپاہی
میان رزمگہ آئے بہ تعجیل
بڑھے گرزِ گران لیکر بصد شان
ظفر تھی ہمرکاب فوجِ شاہی
شگون نیک تھے پیش و چپ و راس
عجب روزِ دل افروز و سہرہ
جلو مین جملہ سردار صف افگن
نل و نیل و گنید و کیسری ساتھ
توجہ پایۂ خدمت ادب سے
فلک خود ہو گیا سر پر تھا ور
ہوئی دونون طرف سے آتش جنگ

بڑھی دریا صفت فوج خوش اقبال | ہزارون کو کیا دم بھر مین پامال
روان تھا رزمگہ مین چشمۂ خون | شناور تھے دیت اور خرس و میمون
ذلیس راون کو تھا جوش حرارت | بڑھا میدان مین از راہ شرارت
ازل سے خوشۂ مطلب کی تھی تاک | مقابل رام کے آیا غضبناک
ہٹا پیچھے نہ میدان جدل سے | دکھائے شعبدے جادو کے بل سے
لیا لب تھا جو جام زندگانی ؎ | وہ دم تھا اختتام زندگانی ؎
اجل سے بس نہین چلتا کسی کا | مچا ہے شور غل ہر دم اسی کا
مقابل جب وہ آ پہونچا سیہ کام | زمین پر رتھ سے صاف اترے سریرام
کمان نے کی رسائی تا بناگوش | لب سوفار نے چومے بر و دوش
کیا اک تارکِ آتش فشان سر | تن اسکا قلزم خون مین ہوا تر
گرا فرش زمین پر صورت کوہ | ہوا ابلیس یا دیتون کا سب انبوہ
کہین تاج اور کہین دھڑ تھا کہین فرق | سراسر خون مین تھا عضو بدن غرق
گرا جس دم زمین پر وہ صفا را | کیا نظارہ قدرت کا نظارا
حقیقت مین جو تھا اخلاص اسکو | نظر آیا جمالِ خاص اسکو
بباطن پھر ہوا یون مدح خوان وہ | عنادل کی طرح رطب اللسان وہ
کہ اے گلچین گلزارِ دو عالم | خطا بخش گنہگارِ دو عالم
تمھین سے تازہ گلزارِ جہان ہے | کھلا باغ زمین و آسمان ہے
مبرا ہے خطا سے ذاتِ اقدس | نہین برہما کو معلوماتِ اقدس
دعاے بد سے سنکادک کی ہیہات | ہوا راپچھس مین اے بحر کرامات

ہوا مین برسرِ زور آزمائی
عزیز و اقربا خویش و یگانہ
کہ پھر ہرگز نہ وقت ایسا ملے گا
زہے طالع زہے قسمت زہے بخت
متاعِ راستی پایا کجی سے
حقیقت مین وہ راون نکتہ ور تھا
ازل سے جبہہ سائے جانکی تھا
سیا کا گوشۂ دل مین قدم تھا
لہذا شل نہ ہوتا تھا دمِ رزم
سیا جی نے وہ جب سر کا لیے پانون
غرض مارا گیا راون جو رن مین
سیارکباد کی ہر سو مچی دھوم
ہوئے خندان جنابِ اندر جی مین
مٹی خلقت کے چہرے سے اداسی
بدل بڑھا کبیر اور اندر سنکاد
مٹی سب کے کلی باغِ جہان سے
ادھر تو جشنِ سلطانی بپا تھا
سیہ دل لاشۂ راون کو لیکر
پڑا اسر پہ جو بارِ دردِ جانکاہ

کہ تا ہو اس تنِ بد سے رہائی
زبردستی کیے رن کو روانہ
کہ اُن کا غنچۂ مطلب کھلے گا
کہ دستِ پاک سے چھوٹا تنِ سخت
ملا نیکی کا پھل نخلِ بدی سے
فہیم و قدردانِ شاستر تھا
فدائے نقشِ پائے جانکی تھا
اسی سے قالبِ خاکی مین دم تھا
نہ تھا فیضِ تصور سے غمِ رزم
تو نخلِ مرگ کی سر پر ہوئی چھاون
تو پھولے خرسِ میمون پیرہن مین
ہوئے خندان جوان و پیر و معصوم
مچی دھوم اندر لوک امراوتی مین
بدن مین پھول اُٹھے کیلاش باسی
نویدِ فتح سُن سنکر ہوئے شاد
ہوئی پھولون کی بوچھار آسمان سے
تلاطم فوجِ راون مین مچا تھا
سوئے لنکا گئے با دیدۂ تر
کیے مندودری نے نالہ و آہ

برنگِ گل وہ بہاڑی تن کی پوشاک — گریبان کو تب غم سے کیا چاک
غرض لاشہ کنارِ قلزمِ تر — جلایا حسب آئین مقرر
بوقت احسن فرخندہ اطوار — کیا سکھپال مین سیتا کو اسوار
جلو مین جملہ سرداران نامی — و دان پیدل تمامی اہتمامی
بھبھیکن جامونت انگد سپ راس — لٹاتے گوہر و یاقوت و الماس
گنید و کیسری دھومر تھے ہمراہ — چنور جھلتا تھا سگریو ہوا خواہ
غرض با کرّ و فر لاکر سواری — میانِ محفلِ اقدس اتاری
ہر اک افسر قدم چھونے کو آیا — بڑھا یاس نے پابوسی سے پایا
ہوا مخاطب گو مجمع عام — زبان سے پر نہ کچھ بولے سری رام
خبر پوچھی نہ فرمایا تبسم — نہ لب پر زینہار آیا تبسم
لیے رفعِ غبارِ اعتراضی — ہوئین سیتا قسم کھانے کو راضی
بے تصدیقِ عفت بہر آئین — میانِ چشمۂ آتش در آئین
ہوئی غائب اگن مین شکل مایا — مگر نورِ مجسم باہر آیا
نہ آنچ آئی سری سیتا کے تن پر — نہ داغ آیا سرِ مو پیرہن پر
سری سورج نے کی تصدیق پاکی — شہادت چندرمان جی نے ادا کی
گواہی دی برہما اہل فن نے — برن نے اندر نے جم نے پون نے
شہ دسرتھ نے دی عرش سے آواز — کہ ہان بے عیب ہے یہ مایۂ ناز
نہ سمجھا کوئی اسرارِ حقیقت — کہ تھا گرمی یہ بازارِ حقیقت
تھا بیر انگد و لچھمن نہ سمجھے — یہ تقلید لباسِ تن نہ سمجھے

کیا سیتا نے ایفائے قسم جب / تو پہلو مین جگہ دی رام نے تب
ببھیکن پھر میان محفل عام / ہوا آکر قدمبوس سری رام
گذارش کی ادب سے اے مہاراج / خطاپوش جہان بخشندۂ تاج
تمامی ساکنان شہر لنکا / قدمبوسی کی رکھتے ہین تمنا
زہے قسمت زہے تقدیر یاور / کہ آپ آئے کنار قلزم تر
قدم رنجہ اگر فرمائین وان آپ / تو سب کے فیض درشن سے کٹین پاپ
نہ پھر ہوگا فروغ کوکب بخت / مشرف ہونگے سب درشن سے یک لخت
کہا گو ہے ہوائے سیر لنکا / ہوس اک ہے برائے سیر لنکا
مگر تا انقضائے چار دہ سال / نہین بستی مین جا سکتا بہر حال
کہا لچھمن سے پھر اے نیک تدبیر / کہ تم اور شاہ میمون اور مہابیر
سو لنکا کو روان ہو شاد و مسرور / تردد تا دل خلقت سے ہو دور
تسلی دیکے سب کو بادل شاد / نئے سر سے کرو لنکا کو آباد
ببھیکن کو بٹھاؤ تخت زر پر / رکھو دیہیم شاہی اسکے سر پر
کمال عقل و دانش پروری سے / کرو ہمدوش اسے ستدوری سے
کرو سب انتظام کار شاہی / کہ پھر ہو رونق دربار شاہی
اسی دم حسب ارشاد سری رام / سو لنکا ہوئے لچھمن سبک گام
مچا غل آمد آمد کا ہر اک جا / تو دوڑے ساکنان شہر لنکا
قدمبوسی کو آئے مرد و زن سب / بچشم و سر ہوئے نظارہ زن سب
قدم پر کی ادب سے جبہہ سائی / برائے ڈنڈوت گردن جھکائی

بروز احسن و تاریخ انسب ۔ کیا داں انتظام انجمن سب
ہوئے حاضر مشیر و کارپرداز ۔ ہجوم نغمہ سنجان خوش آواز
بھبھیکن کو بٹھا لا بر سر تخت ۔ دیے سب کو قبا و خلعت و رخت
سری لچھمن جتی نے حسب دستور ۔ جبین پر اسکی کھینچا قشقۂ نور
بھبھیکن کی پھری ہر سو دہائی ۔ ہر اک نے سامنے گردن جھکائی
ہوا حاصل جو اسکو دولت و گنج ۔ زبس کی درفشانی بے غم و رنج
بصد بخشش کیا خوشحال سب کو ۔ کیا دولت سے مالا مال سب کو
ستشہ سگریو لچھمن بادل شاد ۔ پھرے داں کپس از تعمیل ارشاد
جناب رام نے دل مین کیا غور ۔ کہ ہے لشکر اسیر حلقۂ جور
مری خاطر یہ راون سے لڑی ہین ۔ غریق خون سر میدان پڑے ہین
ملے پھر انکو بار زندگانی ۔ میسر ہو بہار زندگانی
ہوئی اک قدرت کامل وہین پر ۔ امرت آکاس سے برسا زمین پر
ہوئی زندہ سپاہ بادشاہی ۔ رہے بیجان وہ راون کے سپاہی
دقیقہ ہے یہان اک آشکارا ۔ رخ وحدت کا ہو جس سے نظارا
گئے تھے دست اقدس سے جو مارے ۔ زمین سے جانب گردون سدھارے
ہوئی تارائی اس خاکی بدن سے ۔ چھٹے بے درد و غم آواگون سے
سپاہ راچھسان نے جنکو مارا ۔ انھین نے زندگی پائی دوبارا

آنا راجہ دسرتھ کا سُرلوک سے واسطے ملاقات رام و لچھمن کے اور پھر تشریف لیجانا

جناب رام کا ہر دم رہے دھیان ॥ ہوتا حل مشکل لاحل کا آسان
ہوا جب مشتہر آوازۂ فتح ॥ سُنی سب نے نوید تازۂ فتح
سری دسرتھ شہنشاہِ نکو نام ॥ ہوئے مشتاق دیدارِ سری رام
اُسی دم حسب ارشادِ دھرم راج ॥ چلے سُر پُر سے وہ زینت دہِ تاج
بوان زریہ باشانِ مباہی ॥ ہوئے وہ عالمِ بالا سے راہی
لیے خدمتگزاروں کا پرا ساتھ ॥ لیے طاعت ہجوم البشرا ساتھ
گرے آکر قدم پر لچھمن و رام ॥ ہوا اک حلقہ افگن مجمعِ عام
شہنشاہِ اودھ نے مسکرا کر ॥ لگایا اُنکو سینے سے اُٹھا کر
خوشی خاطر نے چین آنکھوں نے پایا ॥ متاعِ نورِ عین آنکھوں نے پایا
مشرح سُنکے سب کیفیتِ جنگ ॥ ہوئے سوئے فلک پھر گرم آہنگ

پھرنا رام اور لچھمن کا مع فوج لنکا سے اجودھیا کو اور جانا ہنومان جی کا اور خبر کرنا بھرت جی کو

سری رگھبر عنایت ہو بہر حال ॥ ہمائے خستہ پا کو دے پر و بال

سشیہ سگر یو سے بولے سری رام
کرو تیاری عزم سفر جلد
ز بس سیر وطن کی ہے مجھے چاہ
ہوے ہین یان مقام اتفاقی
ہوا لشکر خبر سن سن کے تیار
بھبھیکن جامونت انگد نکو نام
سر پشپک پہ بیٹھے با تجمل
نل و نیل و گنید سد نکتہ در سب
سوار توسن و پیل و عماری
سپہدار و سوار و افسر فوج
جناب رام نے کی مہربانی
خیال آیا کہ پھر راچھس مبادا
کرین پل سے عبور قلزم شور
اسی اندیشہ و وہم گمان سے
بھبھیکن سے کہا اے صاحب تخت
خوشی سے جاکے لنکا مین کرو راج
رعیت کو کرم سے شاد رکھنا
بھبھیکن نے کہا اے مایۂ نور
تمنا ہی رہون خدمت مین دن رات

کہ اے دانشور و فرخندہ فرجام
ارادہ ان ہو صورت باد سحر جلد
بھرت جی دیکھتے ہون گے مری راہ
وفا کے وعدہ مین دو دن ہین باقی
چلے مانند موج بحر زخار
سری سیتا سری لچھمن سری رام
ہوئی باغ فلک سے بارش گل
جلو مین تھے لیے تیغ و تبر سب
ارا کین جملہ ہمراہ سواری
سمندر پار آئے صورت موج
کرم بخشی سے کی گوہر فشانی
کرین لہرا کے شورش کا ارادا
ستائین اہل عالم کو بصد زور
کہ اس پل کی توڑی درمیان سے
نہ ہو دل پر سفر کے صدمہ سخت
رہے سر پر ہمیشہ جلوۂ تاج
جہان کو عدل سے آباد رکھنا
قدم سے آپ کے ہونگا نہ مین دور
اطاعت مین کرون صرف اپنی اوقات

کیے مجھپر کرم سے سر بسر لطف
دیا اور رنگ شاہی بنغم و باک
سرافرازی ہوئی حاصل نہایت
ازل سے پشت طاعت ہے خمیدہ
غرض جب کلمۂ رخصت نہ مانا
اجودھیا رہ گئی باقی جو کچھ دور
بھرت جی کو کرو تم جا کے آگاہ
قدم چھوکر چلے فوراً ہنومان
کہا آکر بھرت سے لو مبارک
مبارک ہو نوید مقدم رام ٭
سری لچھمن سری سیتا ہین ہمراہ
بھرت کے سنتے ہی جان آئی تن مین
یکایک مژدۂ مقدم جو پایا ٭
کہا اس مژدۂ عشرت کے قربان
وہ لب جو ہون یہ نکلی بات جنکے
کبھی تمسے نہین مین عہدہ برہون
مجھے وہ عشرت تازہ بہم ہے ٭
بھرت جی کو خبر دیکر اسی آن

نوازش پہ نوازش لطف بر لطف
کیا مجھکو جہان مین خاک سے پاک
ادا کب ہو سکے شکر عنایات
کہ ہون مین جان نثار و زرخریدہ
ہوئے لیکر بھبھیکن کو روانا ٭
یون ست سے کہا تب ہوکے مسرور
کہ ہو گئے منتظر وہ بر سر راہ
اجودھیا مین ہوئے داخل بصد شان
مبارک ہو مبارک ہو مبارک
بر آئی سب امید مقدم رام
ہم آغوش ظفر ہین حسب دلخواہ
نہ تن پھولا سمایا پیرہن مین ٭
گلے سے اپنی ست کو لگایا ٭
تن پژمردہ مین جس سے پڑی جان
ہوئی آمد کی معلومات لب سے
مگر ممنون احسان عمر بھر ہون
صلہ مین جو تمھین بخشون وہ کم ہے
رکاب رام مین آگئے ہنومان

آغاز اوتر کانڈ استقبال کرنا بھرت اور ستر ہن کا اور داخل ہونا رام لچھمن کا شہر اجودھیا میں اور گلفشانی کرنا دیوتوں کا

جناب رام و لچھمن کا کرم ہو
سیاجی کی عنایت دمبدم ہو

بھرت نے مژدۂ مقدم جو پایا
تو سب کو قصۂ عشرت سنایا

اجودھیا میں یکایک مچ گئی دھوم
بدن میں پھول اٹھے سب پیر و معصوم

عزیز و مونس و ہمدم ہوئے شاد
ہوئے ویرانۂ خاطر سب آباد

پھلا خلقت کا باغ زندگانی
پڑا سوکھے ہوئے دھانوں میں پانی

بپا کی ہر طرف بزم طرب خیز
کیا آغاز رقص فرحت انگیز

کئے سب کوچہ و بازار رنگین
برنگ تختۂ گلزار رنگین

سجے قصر و مکان مرغوب آفاق
رنگے سارے رواق و در و روزن و طاق

ہوئی آئینہ بندی شہر بھر میں
مچا شور طرب ہر اک کے گھر میں

دکھایا دن جو یہ بخت رسا نے
بجے کوچہ بکوچہ شادیانے

خبر یہ آمد آمد کی جو پائی
چلے سب گھر سے بہر پیشوائی

وہ کوشلیا سمترا کیکئی سب
چڑھیں رتھ پر بصد فرط ادب سب

بھرت اور ستر ہن دونوں برادر
اراکین و بشسٹ نکتہ پرور

ہجوم فوج باصدق و صفا ساتھ
ہوا خواہ و عزیز و اقربا ساتھ

بھرت اور ستر ہن باعز و اکرام
زمیں پر ڈنڈوت کرتے تھے ہر گام

ہوا بس اختر قسمت جو تابان ۔ جبین دیکھ کر جابجا ہو تیج تابان
قدم پر گر پڑے با دیدۂ زار ۔ پھرے گرد تن اقدس کئی بار
بھرت نے کا سر اٹھا کر پشت پا سے ۔ لگایا سینہ صدق و صفا سے
قدم پر کوشلیا کے باصد اکرام ۔ گرے جا کر جناب لچھمن و رام
ملے جا کر سمترا کیکئی سے ۔ قدم پر گر پڑے جوش خوشی سے
ہر اک نے لیکے کاکل کی بلائیں ۔ جبین و رخ کو چوما دیں دعائیں
گئے پیش بششٹ نیک تدبیر ۔ ہوئے خویش و اقارب سب بغلگیر
بڑھی آگے سواری باتجمل ۔ سر عرش بریں پر مچ گیا غل
لبالب گوہر مقصد سے داماں ۔ میان شہر خاص آئے خراماں
زمیں کی جاگ اٹھی تقدیر خفتہ ۔ بیاباں بن گئے باغ شگفتہ
ہوئی ہر سو بہار لطف و رونق ۔ ہوئی رونق نثار لطف و رونق
ہوئے سب فیض مقدم سے شجر سبز ۔ مطرا تازہ و سیراب و سرسبز
ہوئی جس دم خبر آمد کی معلوم ۔ چلے اہل تماشا مچ گئی دھوم
برائے حاصل نظارۂ رام ۔ ہوا کوسوں تلک اک مجمع عام
یہ تھی کثرت میان شہر و بازار ۔ ہوا کو کشمکش تھی وقت رفتار
زن پردہ نشیں چڑھ کر لب بام ۔ ہوئیں سب محو دیدار سری رام
کوئی غرفے سے زن نظارہ زن تھی ۔ کھڑی کوئی برنگ ناردن تھی
بندھی تھی ٹکٹکی الفت کے مارے ۔ کوئی جھک جھک کے کرتی تھی نظارے
سر اقدس پہ آئین سلف سے ۔ گل افشانی ہوئی چاروں طرف سے

یہ تھے چار و نطرف پھولون کے انبار ہوا فرش زمین ہمہ تنگ گلزار
جو دیکھے راچھس میمون وہ ہر سو دماغ دل مین حیرت کی بسی بو
کوئی بولا یہ میمون ہین کہان کے قوی ہیکل جری جرار بانکے
ہجوم خرس کیون آگے ہین جوشان روان ہین صورت دریا خروشان
رکاب رام مین راچھس ہین کیسے پسند خاطر اقدس ہین کیسے
یہ سنکر بول اٹھا اک پیر دانا یہ میمون ہین جو انمرد و توانا
سنا اک معتبر سے مین نے سب حال کہ ہے یہ لشکر شاہنشہ بال
سو لنکا ہوئی فوج اسکی رہبر ہوئی راون پہ منصور و مظفر
جناب رام نے مارا اسے جب سر یہ زر دیا سگریو کو تب
وہی یہ جلوہ گر ہے جانب راس بپاس قدر دانی رام کے پاس
یہ چنور جھلتے ہین جو سر پر بصد شان یہی ہین کیسری نندن ہنومان
جلا کر قلعۂ زر کو کیا خاک خبر سیتا کی لائے چست و چالاک
وہ میمون ہے جو ہمراہ سواری روان ہین صورت باد بہاری
یہ انگد ہے جو انمرد خردمند یہی ہے بال کا فرزند دلبند
سو جیت وہ جو راچھس جلوہ گر ہے جناب بسر داجی کا پسر ہے
ببھیکھن ہے یہی راون کا بھائی ملا اسکو رسوخ جبہہ سائی
اسی کو رام و لچھمن نے دیا راج کیا لنکا پری مین صاحب تاج
غرض تا میت یہی چار و نطرف تھین روایات خلائق مختلف تھین
سواری قصر سلطانی تک آئی توکی عیش و طرب نے پیشوائی

محل مین جانکی جی کو اُتارا
ہوئے سب منتظر گرم نظارا

ہجوم جملہ سرداران لشکر
ہوئے داخل میان خیمۂ زر

جناب رام جی سوچے یہ اُسدم
سخن ہی طول مہلت ہے ابھی کم

ہزارون ہین جوان و کودک و پیر
مین ہون ایک ایک سے کیونکر بغلگیر

اک امید وفا کوشی ہے سب کو
تمنائے ہم آغوشی ہی سب کو

کیا اک جلوۂ اعجاز پیدا
کیے لاکھون وہ روپ اپنے ہویدا

ملے ایک ایک سے اسطرح یہ رام
دیا سب کو متاع عز و اکرام

خبر پہونچی ملے لطف و کرم سے
چھڑایا حلقۂ درد والم سے

یہ قدرت تھی میان محفل عام
عیان تھے ہر نظر مین ایک ہی رام

ہر اک کو تھا یقین دلمین بصد جوش
کہ ہون مین شاہد عشرت سے ہمدوش

مجھی پر ہے کمال لطف و اشفاق
مجھی پر رام پیش آئے باخلاق

مجھی کو ہے حصول ارجمندی
پھلا پھولا نہال مستمندی

پڑا جبسدم حجاب ظلمت شام
ہوئے داخل محل مین لچھمن و رام

ہوئے راحت سے گرم خواب راحت
ہر اک نے کی خوشی سے استراحت

بسین رگھبر میان خانۂ دل
کہ ہو روشن سدا کاشانۂ دل

سحر کو جبکہ شاہنشاہ خاور
ہوا رونق فزا تخت فلک پر

اُٹھے خواب لطافت سے سر رام
ہوئے زینت فزائے محفل عام

بوقت نیک و تاریخ خجستہ
ہوئی اقبال و دولت دست بستہ

رکھا دیہیم سلطانی کو سر پر
ہوئے زینت فزا اورنگ زر پر

تلک کھینچا بشسٹ نکتہ دان نے | مبارک ہو کہا پیر و جوان نے
گئے سب دیوتا رنج و الم بھول | سر گردون سے برسانے لگے پھول
دکھایا منھ عروس مدعا نے | بجے امراوتی مین شادیانے
نئے سر سے خوشی خلقت نے پائی | اجودھیا مین پھری ہر سو دہائی
خوشی کا جملہ عالم مین ہوا جوش | غم ماضی ہوئے دل سے فراموش
جناب رام نے با خاطر شاد | نئے سر سے کیا خلقت کو آباد
بڑھائی رونق دربار شاہی | ہوئے مصروف کاروبار شاہی
ششہ میمون و خرسان و بھبیکن | گئے حسب اجازت سوے مسکن

آنا اگست جی کا محفل مین اور تعریف کرنا لچھمن جی کی بوجہ قتل کرنے میگھناد کے اور سبب دریافت فرمانا رامچندر کا

رہے یاد سری رگھبر ہر اک دم | نہ ہو جور فلک سے کچھ مجھے غم
کسی دن بزم شاہی مین قضارا | اگست آکر ہوئے خود رونق آرا
مہاراج از رہ اجلال اٹھے | اراکین بہر استقبال اٹھے
ہوئی آرائش محفل دوبالا | جنھین دے کر مسند پر بٹھالا
مہامن نے براہ نکتہ دانی | یہ کی درج دہن سے دُر فشانی
کہ بس تھا حاکم لنکا زبردست | برنگ دیدۂ مستان سیہ مست
اسے زور توانائی سے مارا | دکھایا روے وحدت کا نظارا

مگر کام آپ ہی کا تھا بہر طور — بلا ٹالی مٹائی گردشِ دور
نہ رام اوتار اگر ہوتا جہان مین — خلل پڑتا زمین و آسمان مین
مگر سچ پوچھیے ہمسے تو اے رام — زیادہ تم سے لچھمن نے کیا کام
بردن امکان سے ہین اوصاف لچھمن — کہ مارا میگھناد ایسا صف افگن
دلیر و صاحب جرأت بڑا تھا — صف آرائی مین راون سے کڑا تھا
غضب تھی آب خنجر کی روانی — کیے دل آتش افشانون کے پانی
مہ و مہر و فلک تھے اُسکے محکوم — مچی تھی تا لبِ تحت الثریٰ دھوم
اُسے لچھمن نے مارا آفرین باد — یہی علمِ شجاعت کے ہین اُستاد
ازل سے تھی انھین کے نام پر فتح — کھُدی تھی قبضۂ صمصام پر فتح
سری رام اُنسے یون بولے مہاراج — بیانِ مختصر فرمائیے آج
پسر مین زور و طاقت گو کہ سب ہے — پدر سے ہو سوا جاے عجب ہے
کرم سے کہیے اے فرخندہ اقبال — بھبھیکن کمبھ کرن راون کا احوال

ذکر پلست جی کا اور پیدا ہونا بسرا جی کا اور ظہور فرمانا کبیر جی کا بھردواج کی دختر سے اور لنکا مین رہنا کبیر جی کا

سری رگھبر ادھر بھی مہربانی ہو — ملے توفیق وصف مدح خوانی ہے
کہا منی نے براہ نکتہ دانی ہے — سنو آغاز ست جگ کی کہانی ہے
پُلست اک جچھ پرجاپت کے فرزند — زبس تھے نکتہ آموز و خردمند

تپسیا مین سدا مشغول تھے وہ ریاضت کے چمن کے پھول تھے وہ
کوئی تربند نام اک تھا شہنشاہ سپہر ارجمندی نیر جاہ
حسین اک اسکی دختر نوجوان تھی عفیف و نکتہ سنج و نکتہ دان تھی
ہمیشہ اپنی ہمچشمون کے ہمراہ مکان رکھ مین جاتی تھی وہ دیجاہ
وہان پھرا کے سب گاتین بجاتین بصد جوش طرب موجین اڑاتین
مہامن کی ریاضت مین خلل تھا سراسر گیسوے طاعت مین بل تھا
غضب سے ایکدن یہ بددعا دی شبیہہ قدرت کامل دکھا دی
یہان وارد جو از راہ خلل ہو اُسی دم اُسکو آثار حمل ہو
قضا را وہ حسین پاک دامان مکان رکھ مین جا پہونچی خرامان
یہ گل پھولا دعاے بد کے پھل سے پھلی وہ گلبدن بار حمل سے
کمال درد حسرت سے گئی گھر مگر آئینہ آسا دل مین ششدر
پدر سمجھا کہ بے تقصیر ہے یہ دعا کی سربسر تاثیر ہے یہ
خطا دیکھی نہ جب اُس بیخطا کی ٭ پولست نکتہ پرور کو عطا کی ٭
رہی یان شاغل خدمت وہ گلفام رضاے خاطر شوہر سے تھا کام ٭
مہامن بھی ہوئے سو دل سے راضی مٹا سارا غبار اعتراضی
کہا اک طفل نیک انجام ہوگا ٭ ریاضت کش بسروا نام ہوگا ٭
دیئے اور دیوتا دونون کو یک تخت کریگا پرورش وہ صاحب تخت
ہوا پیدا غرض طفل نکو ذات بسروا صاحب کشف و کرامات
ہوئے محو ریاضت جاکے بن مین کھلایا گل ریاضت کے چمن مین

برہمن نکتہ پرور تھے بھردواج
خرد در نکتہ آرائون کے سرتاج

زبس دیکھی نسروا جی کی پاکی
تو من نے دختر رعنا عطا کی

کبیر انسے ہوئے طفلِ وفا کیش
عقیل و نکتہ آرا دانش اندیش

ہوئی سب پرتون کو عشرت عام
رکھا خوش ہوکے برہما نے کرن نام

سخندان تھے وہ فرخندہ جوان بخت
ہوا صحرا مین محوِ طاعتِ سخت

کہا آکر سری برہما نے شاباش
خوشی سے پردۂ مطلب کرو فاش

کہا مجکو نہ دولت کی کمی ہے
مری خود مشت کف مین پچھمی ہے

تبسم کرکے برہما نے کہا خیر
بہم ہو باغ مطلب کی تمھین سیر

ابھی تک لے ند رتھے جم تھے برن تھے
پئے نظمِ دو عالم کارکن تھے

برائے پرورش اب ہم ہوئے چار
کرین سب کو مے عشرت سے سرشار

یہ فرماکر زبان سے بادلِ نیک
بصد بخشش دیا پسپک انھین ایک

کبیر نکتہ بین آئے پدر پاس
کہی سب داستان بے درد و سواس

کہا اب کچھ ہو اسے زر نہین ہے
مگر بہر سکونت گھر نہین ہے

کہا من نے میانِ قلزم تر
بنا ہے خوشنما اک قلعۂ زر

کوئی ترکوٹ پربت مشہور ہے
دہان لنکاپری سونے کا گھر ہے

بصد عقل رسا و فہم و تدبیر
کیا تھا بسوکرمان جی نے تعمیر

دیتون نے زبردستی سے چھینا
کمال نخوت و مستی سے چھینا

زبس تھے فتنہ گر لنکا کے والی
برہم مالوان مالی سو مالی

کمالِ سرکشی سے شر مچایا
زمین و چرخ کو سر پر اٹھایا

ہوئے تب بشن جی آمادۂ جنگ
سوے تحت الثرا بھاگے وہ لتنگ

پھنسے دام اجل مین دل قضارا
وہ تالی باغ عالم سے سدھارا

بسسر داجی نے فرما کر یہ روداد
کیا پھر یون لب شیرین سے ارشاد

بسو لنکا مین جا کر صورت بو
فضا و سبزہ و دریا ہے ہر سو

کبیر نکتہ بین نے حسب ارشاد
کیا لنکا پُری کو جا کے آباد

پیدا ہونا راون کمھ کرن بھبھیکھن کا اور طاقت پانا عبادت کے زور سے اور جیتنا سب دیوتاؤن یعنی برن جم راجہ اندر وغیرہ کو

خیال رام یہ چھمن روز و شب ہو
عروس کامرانی لب بہ لب ہو

اگست نکتہ ور ہین بر سر قال
سنو پیدایش راون کا احوال

سومالی کو سدا ارمان بد تھا
کبیر نکتہ پرور سے حسد تھا

خیال آیا کہ اب کیجے وہ تدبیر
تکار مدعا ہو پا بزنجیر

وقار و دولت و علم و ہنر سے
برابر ہون کبیر نکتہ ور سے

کوئی دختر تھی اسکی کیکسی نام
ہوا گرم سخن اوس سے وہ ناکام

مناسب ہے کہ اے ماہ دل افروز
بسسر داجی کی خدمت کر شب و روز

پسر گر ہو بہ فیض مہربانی
کبیر نکتہ پرور کا ہو ثانی

غرض وقت ظہور جلوۂ شام
مکان رکھ مین جا پہونچی وہ ناکام

بسسر داجی نے فرمایا زبان سے
بیان کر مدعا آئی کہان سے

کہا بخشش سے کیجے شاد مجکو
کہا مین نے کرا ے سرمایۂ ناز
گذارش کی نہ موقع پا کے تو نے
دیئے ہونگے پسر تیرے وہ شہزور
کہا اب کیکئی نے باندھکر ہاتھ
تعجب ہے کہ پیدا آپ سے ہون
کہا اچھا پسر ہوگا نکو ذات
یہ فرما کر کیا ہمدوش اسکو
پس از مدت ہوا راون جو پیدا
قوی ہیکل تڑپ مین صورت برق
ہوا پھر لکھ کرن فرزند ثانی
تول پھر ہوئی دخت سیہ فام
ہوا پیدا ببھیکن آخری بار
بڑھے تینون برنگ جوش مادر
جوانی پا کے زورون پر چڑھے وہ
ببھیکن ابتدا سے تھا نکوکار
مگر یہ کالۂ آتش تھا راون
ادھر اس لکھ کرن نے شر مچایا
کبیر نکتہ مین آئے کسی روز

بہم ہو گوہر اولاد مجکو
کھلا دلبر سراسر پردۂ راز
دعا کی مجھسے یہ وقت آ کے تو نے
دیئے ہین گے اہل عالم صورت حور
نہین خواہش تیونکی مجھے ناتھ
دیئے ہو کر بغی مان باپ سے ہون
سراسر واقف رمز کرامات
جگہ بخشی تہِ آغوش اسکو
بلا تھی اسکے سایہ سے ہویدا
بدن مین تھین بازو اور دوش فرق
بلا قامت قیامت کی نشانی
جسیم و زشت باطن سب نکھا نام
نکو صورت نکو سیرت نکوکار
میان گوشۂ آغوش مادر
برنگ موجۂ دریا بڑھے وہ
گوارا تھا نہ مظلومون کا آزار
عدو جو دوسری پر غش تھا راون
رکھون کو دشت مین چن چنکے کھایا
ہوئے قصر پدر مین جلوہ افروز

کیا ناور نے راون کو اشارا
نظر آیا جو لطف شوکت و شان
کہا مین بھی بس اب طاعت کے بل سے
یہ کہکر تینون زور آور چلے ساتھ
برائے حاصل نقد سعادت
زبس کی کمھ کرن نے طاعت سخت
رہا پانی کے اندر وہ بد اقبال
بہت مدت بہ پیش مہر انور
ادھر راون برائے نقد اقبال
بدل بحر ریاضت مین رہا غرق
ہوئی فرق دہم کی جبکہ باری
برہج و شب ہوئے وان جلوہ آرا
کہا راون نے مین شاد جری ہون
بآسانی زبردستون کو مارون
دیا پاسخ براہ نکتہ دانی
کہا ہر وحش انسان کی فقط قید
وہ سمجھا تھا بشر میری غذا ہین
برہج و شب علی گر قضا را
ببھیکن نے کہا بے رد و غم ہون

کہ ہے یہ قوت بازو تمہارا
ہوا راون زبس ذل مین پشیمان
ثمر ون گا گلستان امل سے
گئے قرب مکان گو کرن ناتھ
ہوئے خوش ہو کے سرگرم عبادت
ہزارون سال تک سویا نہ یک لخت
برابر برہج اگن تاپی بہت سال
رہا استادہ مانند صنوبر
رہا بیخواب و خور تا دہ الف سال
چنار آسا چڑھائے کاٹکر فرق
زبس کی اختر قسمت نے یاری
کیا اظہار مطلب کو اشارا
اجل کے حد امکان سے بری ہون
سدا جیتون مین جیتے جی نہ ہارون
نہین ممکن حیات جاودانی
یہی مارین تو مارین صورت بید
برائے انطفائے اشتہا ہین
ہوئے بیشی ببھیکن جلوہ آرا
طریق نیک مین ثابت قدم ہون

سدا ہر مشکل کا حل ہو آسان
دعا دیکر گئے جب کمھ کرن پاس
خیال آیا کہ پاکر کامیابی
اسی دم سرستی آئین ادھر کو
دعا مانگی کہ بخشو خواب آرام
دعاے دل ہوئی جس دم یہ مقبول
سمالی بے نوا سا سُنکے آیا
کہا لو دی چراغ آرزو نے
ہمیشہ تھا تہِ تحت الثرا خوف
تمھیں اب ہو ہمارے دستگیری
ازل سے قلعۂ زر ہے ہمارا
ولیکن دیوتون نے عقل و فن سے
عروسِ در دے ہو کر ہم آغوش
مناسب ہے کہ بیر نکت ہر ور سے
بصد جوش طرب چلکر کرو راج
کہا اون نے وہ میری ہین بھائی
سمالی نے کہا اے صاحب داد
عداوت ہے بہم روزِ ازل سے
ازل سے ہین شجاعون کے یہی کام

برنج بشن و شمبھو کا رہے دھیان
ہوئی تب دیوتون کو صورتِ یاس
کریگا سب کو پابندِ خرابی
کیا اغواز مان فتنہ گر کو
فقط جاگون پے صید دو دوام
وہ راکھس جامۂ تن مین گیا پھول
نواسون کو کلیجے سے لگایا
معبر دل کیا عنبر کی بو نے
مٹا بارے جناب بشن کا خوف
کہ ہے سر پر وبالِ ضعف پیری
ہمین ہین مستحق گھر ہے ہمارا
نکالا ہم ضعیفون کو وطن سے
ہوے تحت الثرا مین جا کے روپوش
پُری کو چھین لو آئین تم سے
مغرق فرق ثروت پر رکھو تاج
نہین لازم طریق کج ادائی
یہ ہین سب سر اشرکشب کی اولاد
ہر اک بالا ہے موقع پاکے سب سے
بڑھو مارو لڑو پیدا کرو نام

غرض یون جب کہ سمجھایا بجھایا
بہت سی اپنی ہمراہی مین لی فوج
روانہ کرکے اک پیک بد انجام
نگر پہ نظر ہو گوشمالی
دیا پاسخ کبیر باخرد نے
ہمارا مال ہے راون کا سارا
یہ کہکر بسروا جی کے گئے پاس
کہا من نے وہ ہے جارہے باہر
کرو راجہس کو لنکا دیکے راضی
کرو کچھ اپنی جانب سے نہ نشتر تم
کبیر نکتہ بین سنکر بصد یاس
پچمک یان بخت وارون نے دکھائی
بصد جوش طرب سر پر رکھا تاج
کسی دن حضرت نخوت پرستان
ملادان اسکو نے نامہ دیت ایک
کہا راون نے لے سرمایۂ جاہ
کہا ہے نام ہون مشہور آفاق
مجھے ست دیو تون نے بادل نیک
تولد اس سے ہے اک دخت گلفام

تو راون دفعتہً غصے مین آیا
چلا لنکا کی جانب صورت موج
زبانی کہدیا راون نے پیغام
نکل جاؤ کرو لنکا کو خالی
عبث دل مین جگہ کی ہے حسد نے
برادر خرد ہے آنکھون کا تارا
سنائی سر بسر کیفیت یاس
کہ ہے پرکالۂ آتش بظاہر
فرو ہو تا فساد اعتراضی
بسو جا کر سر کیلاش پر تم
بسے خود بے بسی سے قرب کیلاش
پھری راون کی لنکا مین دوہائی
شہنشاہان عالم سے لیا باج
شکار افگن گئے سوے نیستان
گرامی رتبہ و دانشور و نیک
مجھے کر اپنی کیفیت سے آگاہ
ازل سے علم صناعی مین مشتاق
ہم آغوشی کو دی تھی اپسرا ایک
زن نازک بدن مندودری نام

ابھی وہ غنچہ لب ناکتخدا ہے | گل رعنا نہین دل سے جدا ہے
خوشی سے راز سربستہ عیان کر | نشان و نام سے دل کے نشان کر
وہ بولا مین برہمن اصل مین ہون | بہ نسبت نکتہ ور کی نسل مین ہون
شہادت ہے اگن کی حسب دلخواہ | وہین راچھس نے دختر کا کیا بیاہ
خوشی سے دیکے کنیان وان اسکو | دیا اک اپنا شکتی بان اسکو
وہی شکتی بہ فرط بے قراری | دغا مین سینۂ لچھمن پہ ماری
ہم آغوش عروس حسب دلخواہ | سوے لنکا غرض آیا شہنشاہ
حسین اک استری سے کر کے شادی | مٹائی لکھ کرن کی نامرادی
بھبھیکن کا بشان عزت و جاہ | کیا اک دختر گندھرب سے بیاہ
پسر پیدا ہوا اون کے گھر مین | کہ تھی بوے شرارت جسکے سر مین
سیہ کار و سیہ بخت و سیہ فام | خوشی سے میگھناد اسکا رکھا نام
ادھر اون نے کی مشتاقی جو زر | مبدل ہو گیا اک نقشۂ دور
زبردستی شہون کو کر کے تاراج | میان قبضۂ قدرت کیے راج
کبیر نکتہ ور نے بادل نیک | بدین مضمون لکھا اون کو خط ایک
منون کے تو نے جب گلشن اجاڑے | خزان بنکر رکھون کے بن اجاڑے
اسی عرصہ مین مین نے کی ریاضت | نکالا گندم مقصود کا ست
سدا شیوجی سبھی گوری کے ہمراہ | ہوئے تب جلوہ افگن حسب دلخواہ
مگر مین نے بچشم راس دیکھا | سری گوری کو بے دسواس دیکھا
کہا دل مین عجب دیبی کا ہے روپ | کہ ہے پرتو سے جسکی مشعل دھوپ

میانِ حلقۂ چشمِ گنہگار ہے
اگر زمین سے بہر نقدِ اقبال
سداشیو نے دئیے درشن کرم سے
کہا عین کرم سے قرۃ العین ہے
سُبھل یہ چشم راس اے نکتہ دان ہے
کہا مجکو یہ کہکر ہر بسر دوست
مجھے گو رتبۂ اعلےٰ بہم ہے
ترے شاکی زمین و آسمان ہین ہے
ابھی تک خیریت ہے چشم دل کھول
پڑھا نامہ شہ راون نے جس دم
کہا وہ قربتِ دانش سے ہین دور
طرح دی گو بزرگ اپنا سمجھ کر ہے
وہ دانا مرغ مطلب کو یہ جانا
نصیحت کی جو بے باکانہ تحریر
یہ کہکر نامہ بر کا سر تراشا
کمالِ غصہ سے کی تیاری فوج
ہو دردھومر و یابچ وسارن
بصد شورش ہوئی باہم لڑائی
ہوئے دونون طرف زخمی سپہ کار

پڑے چھالے اسی دم لے سپہ کار
ریاضت کی قریب ہفتصد سال
رہائی دی مجھے قیدِ الم سے
میسر خاطرِ مضطر کو ہو چین ہے
جبین بھگوتی پر چند رمان ہو ہے
بنایا صورتِ شیر و شکر دوست
تری پر کوتہ اندیشی کا غم ہے
جرس کی طرح سرگرم فغان ہین
ستم سے باز آ آفت نہ لے مول
ہوا گیسو صفت قاصد سے برہم
سداشیو کی عبادت پر ہین مغرور
پر اب دل مین گرہ ڈالی الجھ کر
پھنسایا چاہتے ہین دیکھے داتا
کرونگا اِس خطا پر پابہ زنجیر
وہ سر مثلِ چنار پر تر تراشا
سو گیلا سہو پہونچا صورتِ موج
لیے چھیاسٹھ گرد ہ افسر قوی تن
شکست فاش جب جگشتون نے پائی
بنا میدان وہ خون سے رشک گلزار

کبیر نکتہ ورنے ہو کے دلتنگ
زبس تھی آتش محشر کی تیزی
ہوا زخمی وہ مارتیج ستمگار
جو تھی بجنے غضب راون کے سر مین
نگہبان نے جو لی راون سے بل کی
وہ دستور کبیر صاحب قدر
گیا رن مین وہ دستور قوی بال
غضب سے دھوم راچھس جڑا گرز
گدا اسنے جو مارا ہو کے مغموم
ہوا راون زبس دلمین غضبناک
کڑک کر پھر دیو دن خانہ پہونچا
حقیقی قوت بازو سمجھکر
سنبھل غفلت نہ کر بس ہوش مین ہو
نہ کر اہل جہان پر ظلم جانکاہ
مگر زور دن یہ تھا شاہ تنو مند
جڑا جھنجھلا کے گرز ایسا جگر پر
لیا دشنک لو ان انکا سر دست
رکا لیکن یوان اڑکر ہوا این
پرتیغ نکتہ مین بولا کہ اے شاہ

مقابل لشکر اک بھیجا پے جنگ
کہین نیزہ کہین خنجر کی تیزی
گرا سایہ کی صورت زیر کہسار
چلا قصر کبیر نکتہ ور مین
غضب سے دی اسے ٹھوکر اجل کی
دلیر و صاحب جرأت تھا مہودر
کیا فوج ستمگاران کو پامال
سر دستور دلنا پہ پڑا اگرز
گرا دھوم دلاور مچگئی دھوم
گیا دستور دانا کو تہ خاک
ستمگر جیسے وہ بیباکانہ پہونچا
ہوئے گویا کبیر نکتہ پرور
کر نقد مدعا آغوش مین ہو
ازل سے عمر ظالم کی ہے کوتاہ
گوارا تھے اسے کب گوہر پند
غشی چھائی کبیر نکتہ ور پر
چلا ہمراہ افواج سیہ مست
تعجب تھا دل اہل وفا مین
نہین تو اسکی خاصیت سے آگاہ

کبیر نکتہ در کی ہے سواری | روش مین صورتِ بادِ بہاری
کسی کے بل سے ٹل سکتا نہین ہے | بغیر اُنکے یہ چل سکتا نہین ہے
ہوا راون برنگِ زلف برہم | کیا یون عہد و اقرارِ مصمم
نہ دین شمبھو جو پشپک کو روانی | چکھا دون لذتِ نامہربانی
اُٹھا کر صورتِ قرطاس پربت | پلٹ دون تختہ کیلاسِ پربت
بہت سے خرس و میمونِ تنومند | سر کیلاس پر رہتے تھے خرسند
عدو نے یہ کیا جبر آشکارا | کہ سب کو دشت مین چُن چُن کے مارا
دعا دی اُسکو نندی گن نے فی الفور | کہ ہو راچھس اسیرِ حلقۂ جور
اِسی تن مین ہم اب ہو کر نمودار | کرینگے نوج سرکش کو دل افگار
کہا مُن نے براہِ ہوشمندی | یون سب مین وہی اوتار نندی
نمایان ہو کے بطن انجنی سے | بنایا صید اُسکے صید افگنی سے
شہ راون نے پھر بے درد و وسواس | اُٹھایا قوتِ بازو سے کیلاس
ہوئی ابرو صفت جنبش جو جا سے | دبایا شیو نے اک انگشتِ پا سے
دبے دستِ عدو زیرِ تنِ کوہ | لیی شکل نظر مین شکلِ اندوہ
بہت سے دست و پا مارے سرِ دست | رہا محوِ فغان شاہِ سیہ مست
بہت مدت تلک اس عالم مین رویا | سراسر دامنِ غبر ابھگویا
سدا شیو جی نے کی عقدہ کشائی | تنگ آکر فغان سے دی دہائی
شرارت سے جزا کی حد کو پہونچا | کل آئی جب سزا بد کو پہونچا
مہا مُن ہنسکے فرماتے ہین تب سے | ہوا راون وہ رونے کے سبب سے

چلا آخر رہائی پا کے دل سیر
بنی صحرا مین اک دخترِ سرافراز
کہا راون نے اے سرمایۂ نور
ہوئی گرمِ سخن وہ نکتہ پرور
بہت دریا دلون نے کی مری چاہ
یہ تھا عزمِ نہان اے خود فراموش
حسد سے ایک راچھس نے قضا را
پے بشن اب مین ہون گرمِ عبادت
ہوا راون یہ کہکر نکتہ پرداز
جری ہون صاحبِ خیل و خدم ہون
مری طاعت سے ہے عالم سرافراز
خیال بشن دل سے دور کر تو
کہا تب بیدونتی نے کہ بس بس
دل الجھا یا جو طول گفتگو نے
اٹھایا اسنے ہاتھ اپنا جو یکبار
سراسر حلقۂ گیسو کٹے وہ
دعا دی یون لب شکر فشان سے
زمین سے ہو کے پیدا بے تامل
یہ فرما کر ہوئی فوراً ستی وہ

شہانِ عصر کو کرتا ہوا زیر
یہ اسمِ بیدونتی صاحبِ ناز
مجھے کر اپنی ہمخوابی مین منظور
کہ مین اک رکھ کی ہون دخترِ مفخر
پدر نے بحرِ مطلب کی نہ دی تھاہ
جنابِ بشن سے کیجے ہم آغوش
پدر کو عالمِ غفلت مین مارا
ملے تا نقدِ اعزاز و سعادت
عتاب اپنا نہ کھو اے پیکرِ ناز
جنابِ بشن سے کس شے مین کم ہون
مفخر ہین حسین نکتہ پرداز
بچشمِ دو سر مجھے منظور کر تو
کہان تو اور کہان ذاتِ مقدس
پکڑ کر جعد سر کھینچا عدو نے
بنا قدرت سے شمشیرِ شرربار
قلم کیے رخ سے ابر آسا چھٹے وہ
مٹا دونگی تجھے باغ جہان سے
چراغ نسل گل کر دونگی ترا اگل
کہ تھی نورِ جمال بھگوتی وہ

سنا کر قصۂ دلچسپ سارا ۔ ہوئے گویا اگست نکتہ آرا
وہی یہ بیدونتی سے ہے نکوکار ۔ سری سیتا مہارانی کا اوتار
زمین سے جلوہ گر ہوکر بصد سوز ۔ ہوئین قصر جنک مین جلوہ افروز
پس از شادی جدا ہوکر مہاراج ۔ گیا لنکا کے سردارون کو تاراج
غرض راون چلا باحسرت و یاس ۔ گیا پھر یاجۂ مروت کے پاس
وہان تھا اتفاقاً جگ کا آغاز ۔ رگھیشر جملہ تھے شرکت مین ممتاز
عدو کی آمد آمد کا مچا غل ۔ برنگ بید کانپ اٹھے جزو کل
جوانان جری یکبار بھاگے ۔ پریشان و بچشم تار بھاگے
برائے حفظ جان حسب ضرورت ۔ بدل لی دیوتون نے اپنی صورت
نبے یعنی چراغ دھرم جی زاغ ۔ وہ سرپت شکل طاؤس سیہ داغ
کبیر نکتہ بین چڑھا پر ن ہنس ۔ بہ دانائی بنے وہ کارکن ہنس
کہا راون نے جاکر اے خوش آہنگ ۔ سنبھل مین سر یہ آپہونچا ہے جنگ
اُٹھا گرز گران لیکر وہ جرار ۔ کہا تب ہمنشینون نے خبردار
بقدم انصرام کار کیجے ۔ نہ اُٹھکر خواہش پیکار کیجے
اُٹھے جا سے تو ہونگے دست و پا شل ۔ چلے گا تیغ راعی سے برا پھل
سنا جب یہ تو پھینکے شہ نے ہتھیار ۔ جما بہر پرستش چار نا چار
پکارا راون مفسد وہ مارا ۔ مری طاقت کا شہرہ سنکے ہارا
غرض جوش تکبر سے یہ کہکر ۔ چلا آگے وہ منصور و مظفر
کبیر و اندر جم راج و برن سب ۔ ہوئے شکلین بدلکر کارکن سب

ہوا راون جہان مین بر سر شور
تہ دل سے کیا تھا ہون نے اقرار
اودھ مین پھر شکار افگن گیا وہ
کہا جا کر کہ اے سردار نامی
مفخر نسل رگھو بنسی مین تھا وہ
کیے راچھس ڈنڈکا کے بیچ زخمی
طپانچہ جل کے اک راون نے مارا
بوقت واپسین رو کر کہا خیر
ہماری نسل مین ہونگے سری رام
اُدھر راون اڑا اوج ہوا پر
کہا دیکھا تمھین کلفت ہوئی دور
تمھین پشپک پہ دیکھا دل گیا پھول
مناسب ہے نہ کہ اے شاہِ تنومند
نہ دو ایذا البشر کو اے نکو ذات
ستانے مین ہے بدنامی بہر طور
دغا جم کر کسی ہم جنس سے کیجے
تمھین مارو تو ہان شہرت ہو فی الحال
کہا لڑنے کو جاتا ہون بہت خوب
کہا نارد نے جا کر جس سے احوال

کیے شل سب شہنشاہان پر زور
کہ ہم سب ہین مطیع و حکم بردار
بہ پیش راجۂ اندن گیا وہ
لڑ دیا لکھ کے دو خطِ غلامی
ہوا جھنجھلا کے سرگرمِ دعا وہ
پرست و سارن و ماریچ زخمی
پھنسا دامِ قضا مین شہ قضا را
ملے گا خونبہا بے منتِ غیر
کرینگے تیرا انجام اے بد انجام
سری نارد ملے رستے مین آکر
سرور اک دل کو آنکھون کو ملا نور
تجمل کشن و برہما کا گیا بھول
بگوشِ دل سنو کچھ کلمۂ پند
یہ ہین ہر لحظہ پابندِ صعوبات
یہ ہین خود مبتلائے گردشِ دور
برن سے اندر سے یا جم سے کیجے
کہ جم کے قبضۂ قدرت مین ہی کال
تامل ہے جوانمردی سے معیوب
ادھر سر پر وہ جا پہونچا تو ہی بالی

عدالت کا وہان تھا محکمہ گرم — مجسم تھے خلائق کے وہان گرم
سیاہہ سے حساب نیک و بد تھا — گنہگارون پہ وقت شد و مد تھا
خلائق تھی سزاوار تلافی — پہ مجرم نہ تھی شکل معافی
پڑی جب کان مین راون کے فریاد — کیا سب نو گرفتارون کو آزاد
بلا زم جم کے پہونچے صورت شیر — سراسر لشکر راون لیا گھیر
کڑک کر برق سان کی بارش تیر — ہوئی لیکن نہ کچھ بیشک یہ تاثیر
سُنا جب قصۂ روداد برہم — میان رزمگہ آ کر جمے جسم
لیے تیر و کمان و ترکش و تیر — شجاعت باڑھ پر مانند شمشیر
جلو مین اِنکے اک فوج قوی بال — غضب سے دونون چشم سرگین لال
مجسم کال بھی خود ہو کے جوشان — میان رزمگہ آیا خروشان
زمین کانپی فلک پر مچگیا غل — مثال بید کانپ اُٹھے جزو کل
جمایا جب قسم خونریزی کا یہ رنگ — کہ دشمن جامۂ تن مین ہوا تنگ
وہ تھی چارون طرف تیرونکی بوچھار — نمایان تھے مہا پرلے کے آثار
جو دیکھی کال کی چشم غضبناک — گرے غش کھا کے راجھس بر سر خاک
وہ مار پیچ و پرست و سارن و دھوم — گریزان ہو گئے میدان سے مغموم
مگر پایے قوی راون نے روکا — دکھایا صرصر آفت کا جھوکا
تن جسم پر براہ کینہ و شر — کیے اک لاکھ تیر جانستان سر
مقابل جبکہ کال آیا تعب سے — کیے تیر اسپہ سر جوش غضب سے
پڑے راون پہ ایسے زخم کاری — کہ تھے فوارۂ خون تن سے جاری

مگر بل مین نہ بل آیا سر مو
وہی تیور وہی چتون وہی خو

رہا میدان ہیجا سات دن تک
دلون سے وہم یکتائی ہوئے حک

ہجوم دیوتا از بہر گلگشت
خرامان تھا میانِ دامنِ دشت

ہوئی فوج جری سب زیر و بالا
غضب سے جم نے گرز اپنا سنبھالا

دلِ اقدس ہوا جب درپئے قہر
زمین تھرائی کانپا تختہ دہر

سری برہما نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
تو سمجھایا براہِ عقل و فرہنگ

کہا راچھس یہ بے خوف خطر ہے
دعا خود میری مانندِ سپر ہے

مبادا اگرچہ حربہ سے خطا کی
بظاہر ہے حقارت انتہا کی

وگر مارا تو ہو بر دان مین بل
پڑے وعدے مین زحمتہ شان مین بل

سنا جب یہ بریج و نکتہ ور سے
ہوئے جم دفعتہً غائب نظر سے

اُدھر غل ہنس کے راون نے مچایا
نصیب دشمنان جم کو بھگایا

چلا پھر بادۂ نخوت سے جوشان
سوئے تخت اندرا پہونچا خروشان

سری باسک شہِ ماران سے کی جنگ
کیا اُنکو بھی با مردی سے دلتنگ

لڑا جا کر جنابِ بیس جی سے
دکھائے مار پیچ اپنی کجی سے

چلا آگے تو وان دیکھی نئی قوم
دیتون کی بسی تھی کالکئی قوم

غضب سے جا کے گونجا صورتِ شیر
اُنھین بھی زور بازو سے کیا زیر

اُسی رن مین تھا سپنکھا کا شوہر
ہوا وہ بھی غریقِ آبِ خنجر

منادی پھر گئی جب زیر افلاک
برن کے لوک مین پہونچا وہ سفاک

گئو دیکھی وہان پر اک خوش انجام
باسمِ پاک سر بھی شہرۂ عام

اُسی کے شیر سے پُر بحر تر ہے ۔ باسم چھیر ساگر مشتہر ہے
امرت اور چندرمان سب مین ہو پیدا ۔ غرض ہین چار وہ تن اس سے پیدا
ملے درشن تو پرکرمان پھر اوہ ۔ قدم پر انکساری سے گرا وہ
چلا آگے وہ سفاکِ صف آرا ۔ برن کے حکم بردارون کو مارا
برن کے جملہ فرزندان نامی ۔ گئے وان لے کے اک فوج گرامی
بصد جوشِ غضب کی بارشِ تیر ۔ کیا لاکھون ستمگارون کو نخچیر
عدو کا مُنھ دغا مین لڑکے پھیرا ۔ بہو در دھوم و سارن کو گھیرا
تنِ راون تھا گو تیرون سے غربال ۔ مگر آنکھین مے نخوت سے تھین لال
وہ مارے ناوک آتش سپر دست ۔ گرے شل ہو کے فرزند برن ست
غشی دیکھی زخونین جس گھڑی آہ ۔ اٹھا کر لیگئے گھر کو ہوا خواہ
مٹا جب خوف و شر لڑکون سے لڑکے ۔ برن کے در پہ جا پہونچے اکڑ کے
کہا کھدو برن جی سے کہ آئین ۔ جو طاقت ہو تو آکر مُنھ دکھائین
درونِ قصر سے آئی یہ آواز ۔ عبث ہے شور و غل اے فتنہ پرداز
میانِ محفل برہما برن ہین ۔ فقط یان اہتمامی کار کن ہین
سُنا جب یہ تو راون نے کیا شور ۔ غضب کا فی الحقیقت ہے مرا ذور
خبر آمد کی سُنکر اشک ریزان ۔ برن جی ہو گئے گھر سے گریزان
یہ کہکر عرش پر بیتاب پہونچا ۔ قریب مہر عالمتاب پہونچا
سری سورج نے دیکھا جب وہ سرکش ۔ کمالِ غیظ سے برسائی آتش
کہا اسکو سزائے بر ملا دون ۔ ضیا سے جملہ خلقت کو جلا دون

سہری برھانے سمجھایا بہ نرمی	مٹائی نیر اعظم کی گرمی
مطیع حکم برھا تھے وہ نیہوش	دیا راون کو اپنا حلقۂ گوش
عدو کا اختر قسمت جو تھا راس	ذنب آسا گیا پھر چندرمان پاس
تمنے دفعتہً چمکائی سردی	زمین سے آسمان تک بیچ سے بھردی
تخلل آگیا کار جہان مین	پڑا غوغا زمین و آسمان مین
سری برھانے سمجھایا بصد ہوش	مٹایا ماہ عالمتاب کا جوش
زمین و آسمان جب کر چکا سر	پھر النکا کو منصور و مظفر
ہزارون نازنینان نکو کار	زبردستی سے کین پشپک پہ اسوار
بشر کی جلکش کی یادیوتا کی	اڑائی نسہ مین دختر جو تا کی
کسی نے بل کیا گر مثل شمشیر	کیا اسکو اسیر حلقۂ تیر
وہ سب گل چہرہ اشک آسا رواں تھین	عنادل کی طرح محو فغان تھین
دعا دیتی تھین سب باجان ناشاد	یہ ہو زن کے سبب سے خانہ برباد
شہ لنکا جو پہونچا با تجمل	بغلگیری کو سب دوڑے جزو کل
پرستش راچھسون نے کی ادب سے	ملا درجہ بدرجہ جا کے سب سے
یکایک سب نکھا لنکا مین آئی	دوہائی دیکے سر پر خاک اڑائی
کہا شوہر مرا میدان مین مارا	کیا ہمشیر پر جبر آشکارا
بنایا بیوہ دلگیر مجھکو	دکھایا غم یہ بے تقصیر مجھکو
کہا راون نے سچ ہے اے نکو ذات	خطا کی مجھ سے یہ سرزد ہوئی بات
عزیز و اقربا کی اے اولی العزم	شناسائی نہین رہتی دم رزم

نہو محو فغان اب بےبسی سے
کھرو دو دکھن کی ہمراہی مین دلشاد
دیت چودہ ہزار آنکھونسے تیری
یہ سمجھا کر برسم خسروانہ
کمالِ رعب سے وہ صاحبِ رزم
وہان پر میگھناد صف شکن تھا
برنج و صندل و سائیدہ و عود
بدل شاغل تھا فرزند گرامی
غرض دیکھا جو راون نے پسر کو
جنابِ سکر بولے اے جہان گرد
پسر تیرا جری ہے چشم بد دور
چھ جگ اس نے کیے ایسے جہان مین
ہر اک نے درجۂ انجام پایا
حصول مدعاے دلنشین ہے
گر یادش بخیر آئے بہت خوب
عنایت شمبھو نے لا انتہا کی
براے فتح بخشے اسکو بردان
وہ رتھ بخشا جو اڑ جائے ہوا پر
ہوا تب حرف زن شاہ بد انجام

خطا کی مین نے نادانستگی سے
خوشی سے کر تو ڈنڈک بن کو آباد
کرینگے روز و شب فرمان پذیری
کیا جو اہر کو صحرا مین روانہ
ہوا رونق فزاے عرصۂ بزم
تپشیا کر کے سرگرم ہون تھا
سرانجام پرستش سب تھا موجود
جنابِ سکر جی تھے اہتمامی
خوشی دل کو ہوئی قوتِ جگر کو
جوانمردون کے ہوتے ہین جوانمرد
ہزیمت اسکی نزدیکی سے ہی دور
کہ ہے شہرت زمین و آسمان مین
ہوا مطلب بخوبی نام پایا
مبارک ہو پسر اب جگ ساتوین ہے
قریب ختم ہے کار خوش اسلوب
خوشی سے تامسی مایا عطا کی
دیا دستِ مبارک سے دھنک بان
نظر سے کر ہو نہان برج سما پر
کیا تمنے یہ سکر اچھا نہین کام

دیت اور دیوتون مین زور بل سے
ہمارے دشمنون کو اے اولی العزم
غرض اس جگ نے جب انجام پایا
ببھیکن نے کہا اے نکتہ اندیش
جو تونے غیر زن چھینی بصد جور
گیا جب تو پئے صیادیِ عام
پرستش مین ادھر تھا راحت عین
دیت مدھ نے براہ حیلہ سازی
یہ مضمون جب ببھیکن نے سنایا
کہا دل مین کہ مارون مدھ کو چل کے
ملے لیکے سب فوج خوش آہنگ
یہ کہکر دو ہزار اچھوہنی فوج لے
سنگ سارن پرست ضیف شکن ساتھ
در مدھ پر جو پہونچا لیکے شمشیر
کہا گو طعمۂ شمشیر کیجیے
سنا جب یہ تو باز آیا جفا سے
پئے ہنگامۂ امرا بتی ساتھ
چلی جو شان برنگ ابر تر فوج
پئے نظارۂ لطفِ شب ماہ

عداوت ہے ہمارا روز ازل سے
دیئے آہت جگہ بخشی سر بزم
تو راون قصر سلطانی مین آیا
مثل ہے چاہ کن را چاہ در پیش
تری خواہر اٹھا کر لیگیا اور
برادر کمبھ کرن کرتا تھا آرام
مین گھر بیٹھا ہوا کرتا تھا جل سین
اڑالی تیری ہمشیرہ بہ بازی
شہ راون غضب غصہ مین آیا
ستمگارون کو دون دھوکے اجل کے
کرون امرا بتی مین اندر سے جنگ
چلا لیکر وہ جو شان صورت موج
سمالی نادتھے اور کمبھ کرن ناتھ
قدم پر گر پڑی راون کی ہمشیر
نہ مجکو بیوہ و دلگیر کیجیے
کیا راضی قبول مدعا سے
لیا مدھ کو بصد ذی ہمتی ساتھ
ہوئی خیمہ فگن کیلاش پر فوج
خراماں وقت شب نکلا وہ بدخواہ

بہار جانفزا تھی آب جو سے
قضارا البشرا اک اُر بسی نام
عدو نے دفعۃً کھینچا بغل مین
زبس رو رو کے کی تب اسنے فریاد
مین نل کوبر کے زوج حکم جو ہون
بھو باطن کی ہی دختِ مجازی
مگر راون جو تھا آلودۂ جوش
ہوئی وہ پیش نل کوبر روانہ
دعا دی پھر جو یہ شاہِ جفا کوش
عروس ورد کا نظارہ ہوجاے
چلا لشکر غرض منزل بمنزل
ہوئی سریت غریق قلزم یاس
جناب بشن جی سُریت سے بولے
ہے قتل شہنشاہ زیان کار
ابھی اقبال راون اوج پر ہے
جو اسباب سُریت نے جو پائے
ہوئی آمادۂ تیاری فوج
جوانمردون کے دل پہونچے خردشان
ہجوم دیوتا ہو تیجے مدد کو
بسا تھا بن گل و ریحان کی بو سے
نسیم آسا روان دیکھی گل اندام
کیا اُس نقش اُلفت کو عمل مین
نہ لے حرمت مری ای خانہ برباد
کبیسر نکتہ پرور کی بہو ہون
نہو باہم براہ فتنہ سازی
ہزل سمجھا سراسر کلمۂ ہوش
سُنایا ظلم راون کا فسانہ
کسی زن سے زبردستی ہو ہمدوش
سر اسکا چھپس ہین صد پارہ ہوجاے
ہوا امرا ابتی مین جاکے داخل
گئے مضطر جناب بشن کے پاس
زبان سے وقت گفتار رکھو لے
رکھین گے جا کے ہم ست جگ مین اوتار
ہمین خود در گذر مد نظر ہے
گریبان الم مین سر جھکایا
طلب جلکشون کو فرمایا بصد اوج
برنگ قلزم زخار جوشان
مٹائین تا فسادِ شد و مد کو

مسلح جکبش اور گندھرب دکتز
سمالی نام راچھس تھا اولی العزم
کیے جکشون پر اُسنے وار پر وار
مچا محشر یہ میدانِ جدل مین
ہوا بارے سمالی تو وہ خاک
کیا لشکر نے جب جام اجل نوش
جنید اک تھے سری سریت کے فرزند
رہی آویزش کامل بہت دیر
عدو نے ناوک آتش جو مارا
ترقی پر تھا گو اوج سری اندر
جنید نکتہ دان کو جب ہوا ہوش
رہی پھر بارش آہن دم چند
عدو نے جوش مردی سے قضا را
ہوان خوشنما پر چڑھ گئے بیت
ادھر راون ہوا خود رتھ پر اسوار
مسلح خنجر و تیر و کمان سے
کہ نندن بن سے اودیا چل تلک تو
مرے رتھ کو کمال اوج سے جلد
صفین جکشونکی یکسو سے کرو صاف

چلے جو شان برنگ قلزم تر
جما جا کر میان عرصۂ رزم
ہر اک جانب سے کی تیرونکی بوچھار
ہزارون سوئے آغوش اجل مین
لباس زندگی تن سے ہوا چاک
غضب سے سیگھناد آیا بصد جوش
میانِ رزمگہ آئے تنومند
ہوئے مطلق نہ شل دونون وہ دل سیر
ہوئے زخمی جنید نکتہ آرا
مگر بیبا ہو ہی فوج سری اندر
میانِ رزمگہ پھونچے بصد جوش
وہان زخم تھے محو شکر خند
مخالف کو کیا زخمی قضا را
ہوئے خود حملہ آور بڑھکے سریت
سر گردش مین آیا چرخ دوار
یہ فرمایا کرٹک کرکو جوان سے
نہ رک جانا کہین پر کر کے خنک تو
روان کر درمیان فوج سی جلد
جہان مین قاف سے تھہرہ ہو تاقاف

مطیع حکم نے رتھ کو کیا تیز
خروشان رزمگہ مین صورت سیل
کیا دم بھر مین لاکھون کو تہ تیغ
میان قصر تن کانپے قوی دل
کہا سرپت نے ہان اے اہل شمشیر
صف راکھس کو یورش کرکے بلا رو
سپہدارون نے آئین سلف سے
عدو کو حلقۂ لشکر مین گانسا
دکھایا جوش پامردی سر دست
وہ مارے تیر آتش بار تن پر
اودھر وہ میگھناد فتنہ ایجاد
ہوا اِن خاص پر چڑھکر اڑا وہ
زبس لشکر ہوا پابند خواری
کبھی غائب ہوا اوج ہوا پر
فلک سے اُسنے کی تیرونکی بوچھار
سوار پیل ایراپت بصد اوج
ہزارون سر گئے تیر تبر ریز
عدو لیکن جو غائب تھا نظر سے
چھلاوہ کیطرح اڑکر وہ کی جست

چلا راون بہ رنگ آتش تیز
گیا سیدھا برابر بصفت صد میل
سر میدان تھے آفت کے گھڑی میغ
کسی کا منھ نہ تھا آئے مقابل
کرو راون کو زندہ پابہ زنجیر
پکڑ لو باندھ لو ہمت نہ ہارو
گیا راون یہ نرغا ہر طرف سے
شکاریٔ نو کو دانائی سے پھانسا
سری سورج نے دشمن کو کیا پست
کھلائے زخم دامندار تن پر
زبس تھا تامسی مایا کا اُستاد
صف شاہی پہ تیغ آسا مڑا وہ
ہوئی غفلت سپہدارونپہ طاری
کبھی پنہان ہوا برج سما پر
میان رزم سہم اُٹھے کماندار
سری سرپت چلے جوشان مع فوج
ہوا میدان ہیجا آتش انگیز
ہوا صدمہ نہ تیر تیز برسے
سر ہودج پہ جا پہونچا سر دست

اُسی دم کرکے سُریت کو گرفتار
کہا راون نے اے سردار نامی
سرِ میدان براہِ عقل و تدبیر
مبارک فتح و نصرت با دلِ شاد
غرض راون بجا کر شادیانہ
سپاہِ سرکشان جوشِ خوشی سے
سپاہِ اندر ادھر سب اشک ریزان
ہجوم دیوتا نے تب کیا غور
ہو لنکا اراکین لیکے سب ساتھ
صفت کی میگھنادِ صف شکن کی
کہا غالب جو سُریت پر ہوا عام
ہوئی شہرت تری اے صاحبِ داد
کہا مفسد نے مین ہمت نہ ہارون
کہا اچھا مگر شرط اسمین ہی ایک
ہون سے ہو جو فارغ اے نکوکار
اسی پر چڑھکے گر جائے بے رزم
کسی دن فرق اگر آیا ہون مین
عدو نے الغرض با خاطرِ شاد
ہوئی سب دیوتون کو شادمانی

نظر سے کر ہو گیا غائب نگونسار
ظفر ہمدم ہو یاوس گرامی
کیا سُریت کو مین نے پابہ زنجیر
قدم سے کیجیے لنکا کو آباد
ہوا سرپر سے لنکا کو روانہ
یہ کر سب کشور رامابتی سے
ہوئے میدان سے ابر آسا گریزان
کہ ہو آزادی سُریت کسی طور
گئے برہما جناب کھیمی ناتھ
شجاعت کی اکڑ کی بانکپن کی
ترا ہے اندرجیت اسوجہ سے نام
مگر سُریت کو کر محبس سے آزاد
مقابل دیوتا آئین تو مارون
رہے مجبورِ پرستش با دلِ نیک
اگن سے ہو گا روزنہ اک رتھ نمودار
مظفر ہو سدا اے صاحبِ عزم
شکستِ فاش پھر بیشک ہے رن مین
کیا سُریت کو خود محبس سے آزاد
ہوا حاصل متاعِ زندگانی

اگست نکتہ بین گھر کو سدھائے	سُنا کردِ گبھیج راون کی بارے

جانا رامچندر کا اگست جی کے مکان پر اور نور رتن نذر دینا اُنکا اور بیان کرنا ذکر ایک راجہ کا رامچندر سے اور ذکر راجہ دنڈا کچھواک کے فرزند کا سکر جی کے بیٹی سے مباشرت کرنا اور سراپ دینا اُن کا

سری رگھبر ادھر بھی چشم الطاف — سخن مانند آئینہ ہو شفاف
سری رگھناتھ جی اگدن قضا را — گئے پیش اگست نکتہ آرا
مہامن پھول اٹھے جوشِ طرب سے — دیا آسن پرستش کی ادب سے
ادا کی میہمانی با دل نیک — مرصع نور رتن لا کر دیا ایک
جناب رام یہ بولے کہ بس بس — میں ہوں ممنون احسانات اقدس
میں نسل چھتری اور برہمن آپ — نہ توڑیں رشتۂ رسم کہن آپ
بہم نارِ محبت گو کہ ہے تیز — مگر مال برہمن سے ہے پرہیز
کہا کار جہان ہے آپکے ہاتھ — کہ ہو تم فی الحقیقت لچھمی ناتھ
کرے بھگت آپ بن جو شے وہ لیجے — متاعِ فخر فیاضی سے دیجے
نہیں جنس گران یہ تحفۂ غیر — قبول آرزو کیجے کہا خیر

مگر کہیے زبان درفشان سے | یہ جنس بے بہا پائی کہان سے
کہا اک دن مین نکلا بہر گلگشت | ہوا وارد میانِ دامنِ دشت
شجر بوٹے پھلے سرسبز تازہ | رخِ ہر برگ پر شبنم سے غازہ
وسیع و پختہ اک تالاب معقول | بہ عقلِ مختصر سو کوس کا طول
کنارِ چشمہ کاشانہ دیکھا | لیے انسان عبادت خانہ دیکھا
رہا مسکن مین بارے جب ہوئی رات | سحر کو طرفہ اک دیکھا طلسمات
میانِ چشمہ اک لاشہ روان ہے | مسلسل ہر جگہ ہر استخوان ہے
وہان اک عرش سے اُترا قضارا | سوار اُس پر تھا اک مردِ دلارا
یوانِ زر سے اُترا وہ وفا کوش | بٹھا کر لاشۂ انسان کیا نوش
ہوا حیرت سے مین مستفسرِ حال | تو بولا وہ شہ فرخندہ اقبال
کہ ہون مین نسلِ شاہانِ کہن مین | تپشیا کے لیے آیا تھا بن مین
جدا سب کر کے ملک و مال مین نے | ریاضت کی ہزارون سال مین نے
مگر تب مین بھی صید افگن رہا مین | کہ تھا پابند فکرِ اشتہا مین
ملی جب قید عالم سے رہائی | جگہ تب کشورِ سرپر مین پائی
بہم گو جملہ سامان طرب تھا | بہ فرطِ اشتہا پر جان بلب تھا
سری برہما نے فرمایا بصد جوش | وہی لاش اپنی کو عالم مین کر نوش
اگست آئینگے اُس بن مین قضارا | ہم کلفت سے بخشین گے کنارا
اُسی دن سے گرفتارِ الم ہون | غریق بحرِ زخارِ الم ہون
اگستِ نکتہ بین بوئے کرام | پھر تر اپنا گیا شکر بہ انجام

کہا مجھ سے مرا اُپکار کیجے
کرم بخشی سے بیڑا پار کیجے

دیا بازو کا اپنے نورِ تن پھر
بر دانائی ہوا یون حرف زن پھر

جو شے چاہو ابھی اس سے بہم ہو
حصول دولت و جاہ و حشم ہو

کرم بخشی سے لے اہلِ کرامات
سری برہمانے بخشی تھی یہ سوغات

غرض اوج نجوم بخت سے وہ
چھٹا فوراً عذاب سخت سے وہ

جناب رام ہین یون بر سرِ قال
مفصل کہیے اُس راون کا احوال

وہان وہ مسکن نایاب کیسا
وہ خلوت گہہ لبِ تالاب کیسا

کہا اک راجۂ عالی نسب تھا
جہان مین اچھواکُ اُسکا لقب تھا

میان قصر شاہی سو پسر تھے
نہال ستمندی کے ثمر تھے

پسر اک اُس مین مشاق ستم تھا
بہ رنگِ برق گردون برق دم تھا

دعاے بد سے کھٹکا تھا سرِ عام
لہٰذا شکرے ڈنڈ اسکا رکھا نام

کنارِ کوہ بندھیاچل بسا وہ
بنا حاکم بصد عقل رسا وہ

جنابِ سکر کو کاہل جو پایا
بہ ذوقِ دل گرو اپنا بنایا

پے دیدار سکر اک دن قضارا
گیا بن مین وہ سلطان صف آرا

مہامن اتفاقاً گشت مین تھے
نسیم آسا خرامان دشت مین تھی

وہان دختر اُنکی ارجا نام دیکھی
حسین و دلبر و گلفام دیکھی

کہا شہ نے مجھے ہمدوش کر تو
مے جامِ محبت نوش کر تو

کہا اُلفت سے مین بھی چشم تر ہون
مگر پابند ارشاد پدر ہون

کیا دل مین مگر عزمِ نہانی
کرون اس سے متاع کامرانی

وہ نادان جوش مین بادل سا گرجا ‏— زبردستی ہوا ہمدوش ارجا
مہامن بن سے جب آئے تو دیکھا ‏— کہ سنگ تفرقہ گردون نے پھینکا
دعا دی غرقۂ بحر الم ہو ‏— کہ ملک اس خانہ ویران کا عدم ہو
کہا سرسبز ہے با چشم غضبناک ‏— کرو اوج فلک سے بارش خاک
مکانات و مکین دم بھر مین ہون پست ‏— بنی بستی وہ صحراے کف دست
عمیق اک دشت مین ہو جاے تالاب ‏— نظر آئے سراسر عالم آب
کہا ارجا سے جا تو بھی وہین رہ ‏— پریشان مضطر و اندوہگین رہ
جو ہون رونق فزا یان لچھمن و رام ‏— تو ہو آبادی وحش و دد و دام
ارن کے نام سے شہرت ہو بن کی ‏— جماعت وان ہو مرغان چمن کی
اگست نامور بولے کہ اے رام ‏— وہی میدان دیرین ہے ارن نام

لچھمن جی کا سیتا کو صحرا مین چھوڑنا رامچندر کے حکم سے

جناب رام یہ سنکر فسانہ ‏— ہوئے بن سے اجودھیا کو روانہ
جناب جانکی شام و سحر ہو ‏— جمال بھگوتی پیش نظر ہو
بہ فیض رام سیتا بار ور تھین ‏— کہ خود پابند آئین بشر تھین
کسی دن ان سے یون بولے مہاراج ‏— بیان مدعا مجھ سے کرو آج
ہوس جس شے کی ہو اے صاحب جود ‏— ابھی ہو قصر سلطانی مین موجود
نکالین دل سے خار حسرت و غم ‏— منورتھ آپ کا پورا کرین ہم
کہا اک ہے ہوس اے دانش آگاہ ‏— رکھون کو بن مین پوجون حسب دلخواہ

سیا کی سُنکے تقریر خوش انجام
وزیرون سے کہا اے صاحب فکر
کہا سب متفق ہین شکر شکن ہین
کہ سیتا جی رہین راون کے گھر مین
ہوئے جب یون ادا کین بر سر قال
بلایا غمگسار ان کہن کو
کہا مجکو تہ دل سے ہے منظور
سیا صحرا نشین ہون مدت چند
کہا لچھمن جتی نے اے مہاراج
شہادت انکی عصمت کی جو چاہی
تعجب ہے کہ دلمین شک ہے باقی
کہا دامان عصمت مین نہین داغ
مگر اب مصلحت بہتر یہی ہے
اُسی بن مین انھین چھوڑو سحرگاہ
برادر سے سُنے جب کلمۂ ہوش
بیان فرماکے بارے حیلۂ گشت
رگھون کیواسطے سیتا نے یکسر
کنارِ گومتی جی پر ہوئی شام
چلے وقتِ سحر پھر جانبِ دشت

سبھو دیوان عام آئے سریرام
اجودھیا مین مرا ہوتا ہی کیا ذکر
مگر بعض اہل دانش طعنہ زن ہین
رکھا پھر انکو نور آسا نظر مین
غضب سے چہرۂ اقدس ہوا لال
بھرت لچھمن جناب سترہن کو
کہ سیتا کو وطن سے کیجیے دور
زبان طعن خلقت تاکہ ہو بند
خلاف عقل کیا ہے مصلحت آج
ہجوم دیوتا نے دی گواہی
سیا سے کچھ غبار اب تک ہے باقی
بری آسیب صرصر سے ہے یہ باغ
رضائے خاطر مضطر یہی ہے
جہان مین بالیقین نکتہ آگاہ
سری لچھمن ہوئے سکتے مین خاموش
چلے سیتا کو لیکر جانبِ دشت
لیا گھر سے لباس و زیور و زر
ہوئے دونون فرد کش بہر آرام
بہار آسا ہر اک سو محو گلگشت

کنار چشمۂ گنگ آکے پہونچے
برنگ موج تر لہرا کے پہونچے

ہوا لچھمن کو جوش بے قراری
ہوا اجر سرشک آنکھون سے جاری

جو دیکھا چشم تر سیتا تھین وانا
کہا رقت کا باعث مین بے جاتا

فراق رام مین درد جگر ہے
اسی سے چشمہ آسا چشم تر ہے

غرض کشتی منگا کر پار پہونچے
میان دامن کہسار پہونچے

وہان رو کر بہ فرط بے قراری
سنائی داستان لچھمن نے ساری

سیانے سُنکے پیراہن کیا چاک
گرین فرط غشی سے بر سر خاک

اُدھر لچھمن نہایت آبدیدہ
پھرے سوے وطن دامن کشیدہ

طپش دل مین لبون پر تھا دم سرد
بے سیتا جگر مین شدت درد

بغل مین فرط غم سے دل دوپارہ
ہوئے زیر شجر گرم نظارہ

ادھر سیتا کو ہوش آیا جو بارے
تو نعرے صدمۂ فرقت سے مارے

کبھی صحرا کو غمگین ہو کے دیکھا
زمین دیکھی فلک کو رو کے دیکھا

جگر مین سر بسر سوز نہانی
تن نازک یہ بار ناتوانی

رگھبنسر بن مین آنکلے قضا را
تو دیکھا جلوۂ نور دل آرا

گھسا صندل صفت لوح جبین کو
خبر دی بالمیک نکتہ بین کو

وہان مُن سُنکے آپہونچے خرامان
کہا مضطر نہو اے پاک دامان

عبث ہے سب خیال لاابالی
نہین مٹتی کبھی شے ہونے والی

رگھون کی استری اُن تھین جو موجود
کہا سب سے کہ اے سرمایۂ جود

سدا سیتا کی غمخواری کرو تم
تہ دل سے وفاداری کرو تم

پرستش سے بخیر انجام ہوگا — حصول دولت و آرام ہوگا
رہو دل سے محافظ تن کی صورت — رکھو دامن مین خوشہ دامن کی صورت
سری لچھمن پھرے زیر شجر سے — خروشان شدت درد جگر سے
سومنت نکتہ پرور کو جو ان تھا — رفیق و سرتِ عالی مکان تھا
کہا اُسنے کہ زاری رائیگان ہی — ابھی کیا کیا نہو گا دل کہان ہی
سیا کو رام نے گھر سے کیا دور — اسی پر شیشۂ خاطر ہوا چور
اسی صورت سے اوراب گل کھلینگے — فشانِ جادۂ فرقت بلین گے
سری لچھمن بھتین اور ستر ہن کو — جدا کر دین گے دونون صف شکن کو
سنا جب یہ تو لچھمن رہگئے دنگ — ہوا تن پر لباس زندگی تنگ
سبب پوچھا تو یون بولا وہ دانا — نہ کیجے گیسوِ مضمون مین شانہ
سماعت سے حصول درد و غم ہے — لیے افشا مجھے شہ کی قسم ہے
ہے آگاہی غیر آخر کار — قسم کھائی سری لچھمن نے ناچار

ذکر جنگ دیوتا اور راچھسون کا سمندر کے متھنے سے اور چکر مارنا بشن کا بھرگ جی کی استری پر اور بد دعا دینا بھرگ جی کا زبانی سومنت کے روبرو لچھمن جی کے راستہ مین

سری رگھناتھ جی وقت کرم ہے — دل مضطر اسیر درد و غم ہے

سو سنت نکتہ بین محو بیان ہے
شہنشاہِ اودھ اکدن قضا را
خرامان آکے دربار میں اُسی روز
کہا شن نے کہ گو دولت زبس ہے
ہوئے گویا وہ دربار مہاراج
دیت اور دیوتاؤن نے بصد زور
پے تقسیم اشیاے فراہم
ہوئے لاکھون دلاور تودہ خاک
دیتون کے گروہ وان سگر بھی تھے
وفا مین علم کے بل سے قضا کار
ہوئے سب دیوتا شمبھو سے شاکی
اُسی دم سگر کو میدان سے نندی
جناب سگر کو شمبھو بصد جوش
زبس تھین سگر کی مادر بھی اُستاد
لگین وہ بھی جلا دینے بدستور
غضب سے بشن نے تب چکر مارا
وعادی بھرگ جی نے آخر کار
جہان مین استری کا غم ہو تمکو
زبس ہو حسرت دیدار مادر
زبان سے کاشفِ رازِ نہان ہی
گئے بیشِ بشسبٹ نکتہ آرا
ہوئے بزم طرب مین جلوہ افروز
پے بحثِ جگر جوش ہوس ہی
کتھا اک درست جگ کی سنو آج
متھا بھر اکے جدم قلزم شور
ہوئی جنگِ عظیم آخر کو باہم
ہوئے زخمی جوانمردان سفاک
جو فرزند جناب بھرگ جی تھے
دیتون کو جلاتے تھے وہ ہر بار
بڑھا تب دل مین جوش خشمنا کی
پکڑ لائے براہ عقلمندی
دہن مین رکھ کے فوراً کرگئے نوش
وہی تھا علم جان بخشی اُنھین یاد
ستمگارون کے منہ پر چھا گیا نور
تن و سر گر پڑے ہو گرد و بارا
تمھارا جسم خاکی مین ہوا دتار
ہماری طرح سے ماتم ہو تم کو
جدا ہو مجمع خویش برادر

یہ کہکر بولے دربا سا مہا راج — کہ اے شاہِ اودھ بخشندہ تاج
وہی مضمون بر دے کار ہو گا — ترے گھر کشن کا اوتار ہو گا
پسر تین اور ہونگے نازک اندام — بھرت لچھمن جنابِ سترہن نام
بڑے سب سے جنابِ رام ہونگے — ہمیشہ موردِ آلام ہونگے
پھرینگے دشت مین بادیدہ تر — حقیقی سب جدا ہونگے برادر
سمنت نکتہ دان بولا کہ لچھمن — یہ ہے رازِ نہان سب مجھپہ روشن
سری لچھمن یہ قصہ سُنکے سارا — ہوئے مالکِ اودھ مین جلوہ آرا
جنابِ رام سے باجان ناشاد — کہی سیتا مہارانی کی روداد
سُنا جب ماجرا دلمین اُٹھا جوش — چھٹی دل سے عنانِ طاقت و ہوش
سری لچھمن سے فرمایا کہ جاؤ — ابھی بن سے سری سیتا کو لاؤ
کہا لچھمن جتی نے دست بستہ — نہ ہو بارِ الم سے دل شکستہ
فراقِ بے سبب گو لا دوا ہے — کہے پر مستقل رہنا روا ہے
طلب مین ہی سراسر حاصلِ درد — زیادہ طعنہ زن ہونگے زن و مرد
سُنا جب یہ تو ہوش آیا کہا خیر — کئی دن سے مین ہون باحالتِ غیر
خوشی سے تم کرو تیاری بزم — سو دیوانِ عام آؤن یہی عزم
مناسب ہے کہ دھرم اپنا کیے جاے — کرم بخشی سے کرم اپنا کیے جاے
جہان مین راجہ تم نے کیا دھرم — تو کیسی سختی مشکل ہوئی نرم
کہا لچھمن نے یہ کیسی ہے روداد — زبانِ صاف سے کچھ کیجے ارشاد

بیان فرمانا رام چندر کا لچھمن جی سے چرتر راجہ نم کا اور پیدا ہونا بششٹ جی کا اور اگست جی کا

سری رگھبر کرم شام و سحر ہو
جناب رام ہیں یون بر سر قال
خرد ور راجہ نم تھے جہان مین
جو تھا جوش کرم بخشی زیادہ
بششٹ نکتہ پرور سے یہ کی عرض
کہا پہلے سے ہے اک مجکو پیغام
فراغت جبکہ ہین سُر پر سے پاؤن
جواب صاف جب پایا سر عام
بچشم و سر وہ آیہو نچے پے جگ
اُدھر جب اندر کے جگ سے قضا را
فلک سے عالم فانی مین آئے
یہان دیکھا تو سلطان سو رہا ہے
جناب بھرگ سرگرم ہون ہین
رہے مُن دو پہر تک جلوہ افروز
وعادی یہ غضب سے آخر کار

جمال مطلب دل جلوہ گر ہو
کہ لچھمن راجہ نم کا سُنو حال
مشرف تھے ہمارے خاندان مین
کیا تیاری جگ کا ارادہ
کہ آپ انجام سب کر دین مرا فرض
کیا ہے اندر نے جگ کا سر انجام
تمھین آئینۂ مقصد دکھاؤن
دیا تب بھرگ جی کو نم نے پیغام
ہزارون سال تک کرتے رہے جگ
ہوئے فارغ بششٹ نکتہ آرا
شتابان بزم سلطانی مین آئے
سر انجام پرستش ہو رہا ہے
رکھیشر ہر طرف جلوہ فگن ہین
مگر جاگا نہ سلطان دل افروز
یہ ہین سوتا رہے شاہ نکوکار

مگر جب راجہ نم کو ہوا ہوش
مہاراج آپنے دیکھا نہ بھالا
ملے تم کو جزا ے خشمنا کی
ہوئے دونون دعا بد کے بس مین
بشسٹ نکتہ بین تب ہوئے مضطر
کہا بے جسم دل اندوہگین ہے
کہو گو ہو ہمارے بس مین تم
غرض پیشِ برن آئے دوا دو
برن تھے اس گھڑی سرگرمِ اشنان
اُسی دم ایشرا اک ار یسی نام
برن جی نے یہ فرمایا بصد جوش
کہا اُسنے کہ ناممکن ہے یہ کام
وہان سے جب فراغت کرکے آؤن
نکالا پھر نہ منہ سے گوہر حرف
اُدھر وہ ار یسی بیتاب ہوئی
کہا سورج نے لے وعدہ فراموش
خطا سے اپنی تو با جانِ ناشاد
یہ فرما کر براہ دانش و پند
غرض دونو نکے تخمون سے قضارا

کہا آکر مہا من سے بصد جوش
مجھے کیون ورطۂ آفت مین ڈالا
رہے دم اور فنا ہو جسم خاکی
پھنسے گویا صعوبت کے قفس مین
گئے پیش برہج نکتہ پرور
مجھے کچھ طاقتِ جنبش نہین ہے
لو مہر اور برن کے بس مین تم
کہ وے شاید چراغ آرزو لو
وصالِ شاہدِ عشرت کا تھا دھیان
لبِ دریا ہوئی آکر سبک گام
خوشی سے تم مجھسے ہو آکر ہم آغوش
مجھے پہلے سے ہے سورج کا پیغام
تمہاری آتشِ حسرت بجھاؤن
برن نے تخم تر رکھا بہ ظرف
حضورِ مہرِ عالمتاب پہونچی
کہے تو نے برن سے کلمۂ جوش
جہان مین ہو بشکل آدمی زاد
اسی خم مین وہ تخم اپنا کیا بند
ہوئے اول اگستِ نکتہ آرا

ہوئے زان پس بششٹ صاحب جود / بنائے فیض بخشی بحر بہبود
ادھر تم نے دعاے مینہ کے پھل سے / گل حسرت چنیے باغ اجل سے
جناب بھرگ جی نے بہر ناکام / کیا جگ کا نئے سر سے سرانجام
امید دل بر آئی مٹ گیا غم / ہوا یعنی دم سلطان مجسم
کہا سب دیوتون نے اے شہنشاہ / طلب کیجیے مراد حسب دلخواہ
کہا مردم سب آنکھون سے کرین پاس / مرا ہر نوک مژگان پر رہے باس
متھا پھر بھرگ جی نے لاشہ پر شاہ / ہوا پیدا اجنگ طفل نکو خواہ
جناب رام فرماتے ہین لب سے / متھن ہے لفظ متھنے کے سبب سے
لچھمن بولے کہ سلطان نے خطا کی / بششٹ نکتہ بین کو بددعا کی
کہا ہان فی الحقیقت سچ یہ سب ہے / بہت مشکل مگر ضبط غضب ہے
تمھین سمجھو کہ جب بن کو چلے ہم / بھرت سے تم ہوئے کیا کیا نہ برہم
مگر ہان ایک تے بیشک کیا کام / کہ دل کو عین غصہ مین لیا تھام
کہا لچھمن نے یہ کیونکہ ہی مذکور / بیان فرمائیے لے چشمۂ نور
سری رگھبر ادھر بھی لطف پر لطف / موصف پر رہے شام و سحر لطف

بیان فرمانا رامچندر کا چرتر راجہ ججات کا

سری رگھبر براہ ہوش و تدبیر / ہوئے لچھمن سے یون سرگرم تقریر
زمانہ مین ججات اک تھا شہنشاہ / بہم تھین دو عروسان نکو خواہ
وہ بانوے کلان تھی نکتہ پرور / جناب سکر کی دخت مفخر

نگر شاہ جہان براہِ کرم سے
فقط ایک ایک ڈونن سے بسر تھا
نواسے سگر کے جد تھے نکو نام
کدو کاوش بہم رہتی تھی ہر روز
کسی دن مان سے بیٹے نے کہا حال
سدا دسیت پڑھے جان ملتے ن
کیا مان نے جناب سگر کو یاد
دعا دی سگر نے با دیدۂ زار
کیا سب صدمۂ پیری گوارا
کیا ضبطِ غضب براہِ ادب کے
پڑا سر پر جو بار ناتوانی کا
شباب اپنا عطا کر لے خردمند
دلِ جد مین جو تھا کلفت کا آزار
پرو نے لیکن آئین وفا سے
قبا سے نوجوانی سے بسر کی
کہا پُر سے کہ اے طفل دلارام
دعا دی جد کو باصد تندہی جو
کتھا چھمن سے فرما کر سریرام

سوار اغب تھا بانوے دوم سے
نہالِ ستمندی مین ثمر تھا
پر و زوج دوم سے شہرۂ عام
ہر اک دم تھا حصول حسرت و سوز
کہ دل ہی خنجر کلفت سے غربال
ہر اک دم اُس سے پابندِ تعب ہون
سُنائی جملہ بے لطفی کی روداد
تنِ شہ پر ضعیفی کا پڑے بار
عجایت نکتہ ور نے دم نہ مارا
شکایت کی نہ کچھ سلطان نے لب سے
کہا جد سے براہِ نکتہ دانی
ہوس دل کی نکالون مدت چند
نکالا منہ سے فوراً حرفِ انکار
کیا راضی قبول مدعا سے
بہت دن زندگی شہ نے بسر کی
ازل سے تا ابد قائم رہے نام
کہ پیدا النسل جد نسبی مین ہو تو
ہوئے رونق فزائے محفلِ عام

آنا جون جی کا اور بیان کرنا ظلم لون راچھس کا اور تلک کھینچنا رام چندر کا سترہن کے ماتھے پر اور روانہ کرنا اُن کا اسکے قتل کے واسطے

سری رگھبر یم بخشش ہو مواج
متاع دولت دنیا بلے آج

یہ جون جی بھرگ کے طفل دل افروز
ہوئے آکر قضارا رونق افروز

سری لچھمن خوشی سے ساتھ لائے
اراکین اُٹھکے ہاتھوں ہاتھ لائے

یہ جون جی نے براہ نکتہ دانی
سنائی راچھس بدھ کی کہانی

کہا متھرا مین اک راچھس تھا مدہ نام
طریق راستی مین شہرۂ عام

رہا تپ مین وہ اک مدت مشغول
سدا شیو جی نے بخشا اُسکو ترسول

کہا تجکو اگر لین بے خطا گھیر
یہ فوج بشن و برہما کو کرے زیر

بڑھاؤ گے نہ جبتک دست گستاخ
پھلو گے اسکے پھل سے صورت شاخ

بری جبتک رہو گے جان کشی سے
حصول مدعا ہو گا خوشی سے

سدا اس سے حصول زر رہیگا
پسر تک بس یہ تیرے گھر رہیگا

ہوا پیدا پسر اُسکے لون نام
تنومند و قوی ہیکل بدانجام

کمر باندھی جفاکاری پہ اُسنے
شرارت پر دل آزاری پہ اُسنے

نکالا بل جوانمردوں کے تن کا
بنا دشمن وہ نسل برہمن کا

پدر جب بارہا سمجھا کے ہارا
بسا تخت الترا مین چھوڑ کر راج
کچھ اُسکے دفع کی تدبیر کیجے
جہان مانند بلبل نغمہ خوان ہو
سنا جب یہ تو بھرت اور ستر ہن سے
کہو باری ہے ابکی یار کس کی
سری لچھمن سے کہہ سکتے نہین ہم
جو سچ پوچھو تو لچھمن کر چکے کام
انھین جاتا نہین زیبا بہر رنگ
بھرت بولے کہ آپ آرام کیجے
جناب ستر ہن نے کی یہ گفتار
بھرت سے لچھمن عالی نسب سے
کرونگا جا کے بن کا رہنمایان
یہ سنکر خوش ہوئے طرز سخن پر
کہا ہمنے کہ بس اب بخشا تمھین راج
جناب ستر ہن بولے کہ بس بس
ترقی سے پھر انکو کب بخت
بھرت سے آپ سے لچھمن جیسی سے
نہین ہے خواہش جاگیر مجکو

یہ مجبوری جدائی کی گوارا
بنا طفل قوی تن صاحب تاج
سپہ میدان تہ شمشیر کیجے
رکھون کو دست ظالم سے امان ہو
یہ فرما کر لب شکر شکن سے
زبس سے ہے باڑھ پر تلوار کس کی
کہ لنکا سے ابھی نپٹر کر لیا دم
کہ مارا میگھناد ایسا تکو نام لو
کہو مجھ سے تو مین جاؤن بے جنگ
مجھے رخصت جناب رام کیجے
مہاراج ابکی باری ہے مری بار
حساب عمر مین چھوٹا ہون سب سے
کہ ہے طرز سعادت کی یہ شایان
تلک کھینچا جبین ستر ہن پر
نبو متھرا پُری مین صاحب تاج
نہین یہ خواہش الطاف اقدس
مرے منہ سے جو نکلا کلمہ سخت
جدا ہو کر رہون بے ہمتی سے
کہ ہے خاک قدم اکسیر مجکو

کلاہِ بادشاہی سر پہ ہے بار ۔ فقط توقیر پابوسی ہے درکار
جناب رام نے سمجھا سمجھا کر ۔ دمِ رخصت کہا یون مسکرا کر
لڑی ہی چشم تصور مین نگہ ہے ۔ تمھاری گوشۂ دل مین جگہ ہے
سدا لشکر کو زر سے شاد رکھنا ۔ عرق ریزی ہر اک کی یاد رکھنا
جناب سترہن سرمایۂ نور ۔ چلے چھاتی پہ پتھر رکھ کے مجبور
کنارِ بحر گنگ آکر گیا پاس ۔ شگونِ فتح و نصرت کے ہوئے راس
سحر کو جب مہر چمکا مہر نو ۔ حضور بالمیک آئے روا رو
پرستش کر لچھمن نے بجا لائے ۔ پنھایا خوشنما پھولون کا مالا
جناب سترہن جی نے بصد جاہ ۔ کیا وان رہ کے زلفِ شب کو کوتاہ
اُسی شب جانکی جی سے قضارا ۔ ہوئے دو نور کامل آشکارا
لچھمن تھے کرم بخشی پہ سرگرم ۔ پہونچکے بید کی رو سے کیے کرم
کشا سے جا کے جل چھڑکا بسرِ عام ۔ ہوا کش ایک کا اس وجہ سے نام
جو چھڑکا جانب پشت کشا سے ۔ ہوا لو دوسرا اس مدعا سے
اجازت سترہن جی نے جو پائی ۔ تو کی پائے سیا پر جبہہ سائی
برآمد جب ہوا شاہنشہِ روز ۔ ہوئے قصرِ چون مین رونق افروز
چون جی سے کہا اے صاحبِ اقبال ۔ لون کے زور کا کچھ کہیے احوال
ہوا غالب میان جنگ کس پر ۔ جمایا سرکشی کا رنگ کس پر

ذکر راجہ ماندھاتا کا اور مارا جانا لون کا سترہن کے ہاتھ سے

سری رگھبر ادھر بھی چشم احسان

چمن جی ستر ہن سے حرف زن ہین یہ
کوئی اک راجہ عالی گہر تھا
وہ سارا جہان جب کرچکا زیر
وڈرے دلمین سری سمرپت مہاراج
برا یرسند زیر بٹھا لاوے
ہوا جب اہتمام گرمجوشی
کہا تب اندر نے اے صاحب تاج
دیتون کو نہ وان مارا بصد عزم
کہا شر نے وہ کون ایسا جری ہے
کہا تھرامین راجھس ہے لون نام
اُسے ہان چل کے خونریزی دکھاؤ
ہوا رمز مطالب سے جب آگاہ
کوئی قاصد لون کے پاس بھیجا
کہ آکر حلقۂ طاعت مین آئے
لون نے غیظ مین دیکھا نہ بھالا
جواب خط کی کرکے انتظاری
مقابل بر سر میدان ہو اغول

برائین دل کی سب امیدوار مان

زبان صاف سے شکرشکن ہین
بہ اسم ماندھاتا مشتہر تھا
فلک پر اڑ کے لی امراوتی گھیر
براہِ صلح نصف اپنا دیا راج
کیا گرد البشرون نے آکے ہالا
رہے باہم کلام گرمجوشی
نہین عالم مین اک چھتر آپکا راج
سوے امراوتی آکے پے رزم
جو میری حد طاقت سے بری ہے
ازل سے سرکشی مین شہرۂ عام
میان رزمگہ تیزی دکھاؤ
بسوئے مرت لوک آیا شہنشاہ
زبانی کہکے بے دسواس بھیجا
نہین تو جوہر جرأت دکھائے
اُٹھا کر نامہ بر کو منہ مین ڈالا
چڑھا سلطان وہ لشکر لیکے بھاری
وہی لشکر پہ مارا آکے ترسول

عرق خون ہوئی فوج مظفر
یہ فرما کر لب شکر شکن سے
شجاعت اُسکی مشہور جہان ہے
مگر تو اُسکو در پر مار لینا
نہ دو مہلت کہ آ جائے لیکے ترسول
جناب سترہن ہنسکر قضا را
مخالف ین سے آپہونچا بصد جوش
کڑک کر سترہن نے دی یہ آواز
مین ہون فرزند دسرت سترہن نام
اگر جوش شجاعت ہے تو کر وار
ہنسا راچھس کہا بے منت غیر
یہ کہکر اُسنے کی تیرون کی بوچھار
جناب سترہن جی نے سنبھلکر
عدو پہ چکر مین آیا غل مچا کے
غشی مین سترہن آئے قضا را
عدو پھولا خوشی سے پیرہن مین
مٹا جب صدمۂ ضرب جفا کش
دم رخصت دیا تھا رام نے بان
بصد جوش غضب مارا وہین پر

وہین پر ماندھاتا کا کٹا سر
پہ چون جی نے کہا یون سترہن سے
ہر اک بات اُسکی گویا داستان ہے
بصد جوش غضب للکار لینا
غزال آسادہ جائے چوکڑی بھول
ہوئے قصر چمن مین جلوہ آرا
شکار دام دو دسے یار پردوش
مین آپہونچا سنبھل اے فتنہ پرداز
دل و جان سے مطیع لچھمن و رام
کہ ہو گی بارش تیر شرر بار
مرے دام مطالب مین پھنسا طیر
سر گردش مین آیا چرخ دوار
وہ سب ناوک ترا شے صورت پر
شجر اک دفعتہً پھینکا گھما کے
ہوئے فرش زمین پر جلوہ آرا
مچا غل پردۂ چرخ کہن مین
اُٹھے خواب غشی سے بے غل و غش
خیال آیا سو ترکش گیا دھیان
غرق خون گرا راچھس زمین پر

ہوا ے غم مٹی باغ جہان سے | ہوئی پھولون کی بارش آسمان سے
حصول مدعا کو بے غم وسوز | ہوئے سب دیوتا دان جلوہ افروز
دعا کی سترہن نے بادلِ شاد | کہ گردون مری بستی ہو آباد
غرض پھر از رہِ دانش پرستی | بسائی یک قلم متھرا کی بستی
دکھایا شیوۂ فیاضی وداد | کیا سب خانۂ ویران کو آباد
پس از مدت پے پابوسی رام | ہوئے ملک ادجودھیا کو سبک گام
حضور بالمیک آئے مودب | وہین پر رہ کے کاٹا قصہ شب
سیا کے دونون فرزندِ دلارام | لگے گا گا کے پڑھنے قصۂ رام
جناب سترہن جی نے بصد جوش | سنا قصہ لگا کر پردۂ گوش
خوشی سے اپنے پیراہن مین پھولے | صعوبت گوشۂ خاطر سے بھولے
ہوئے پھر جاکے پابوس سرِ رام | کہا قصہ لون کا تا بہ انجام
کہا مین کر چکا تعمیل ارشاد | کرو اب حلقۂ فرقت سے آزاد
کہا فرقت نہین منظور تم سے | نہین ہرگز بباطن دور تم سے
رہو متھرا پُری مین بادلِ شاد | کہ دل سے مری ہردم رکھو یاد
یہ فرما کر زبانِ درفشان سے | کیا رخصت برادر کو وہان سے

جگیہ تجویز فرمانا راجہ رامچندر کا اور چرتر بیان فرمانا راجہ الا کا لچھمن جی سے محفل مین

سری رگھبر روان ہو چشمۂ جود | موصوف کو بہم ہو نقد بہبود دے

کسی دن درمیانِ محفلِ عام
کھڑے تھے جملہ سرداران نامی
کہا لچھمن نے جگ آغاز کیجے
کہا لچھمن نے کیجے راجھستی جگ
رواج اسکا ہے ایامِ سلف سے
جناب رام نے یہ سنکے فی الفور
کہا بہتر ہے جگ اسمیدھ سے
جہان مین ہے اسی سے حاصل نام
مجھے یاد ایک رودادِ کہن ہے
کوشکر اک تھا شہ فرخندہ فرجام
شکار افگن گیا بن مین وہ نومید
بڑھا آگے تو دشت اک تھا لق و دق
سدا شیو وان سری گوری کے ہمراہ
بہم تھا اختلاط و ساز الفت
ازل سے جولی دامن کا جو تھا تھا
وہ ترلوکی نے خود استری روپ
وہین تقلید صورت کے اثر سے
نبے مادہ وحوش و جانور سب
ہجوم فوج جرار شہنشاہ

بصد جوش طرب تھے جلوہ گر رام
مودب تھے مشیر و اہتمامی
بہم ساز طرب کا ساز کیجے
یہ ہے بخشندۂ نقد خوشی جگ
پھلے اکثر جری اسکے شرف سے
بغور آئینۂ دل مین کیا غور
بہم ہے شاہد عیش و طرب سے
بخیر آخر کو ہو جاتا ہے انجام
شہادت بہی تصدیق سخن ہے
سپہر حشمت و شوکت الانام
گوزن و ضیغم و آہو کیے صید
بہارِ لالۂ خودرو سے رونق
ہم آغوش طرب تھے حسب دلخواہ
طریقِ الفت و اندازِ الفت
تو شیو گوری نے گوری بنین ناتھ
خطائے چشم باطن سے بری روپ
کھلا یہ پھول قدرت کے شجر سے
درند و طائر و جن و بشر
بنے سب نازنینانِ نکوخواہ

نہ پایا مژدۂ صحرا نوردی
الا کو جامۂ تن سے ہوئی شرم
کہا شیو نے بیان مدعا کر
کہا بس بس یہی جوش غضب ہے
کہا شیو نے سری گوری ہین مختار
الا نے پھر کیا گوری کو خوشنود
تن شیو مین مرا شامل بدن ہی
مجھے ہے اختیار آدھے بدن کا
بس اب یکماہ زن ای نعرہ زن ہو
اسی صورت سدا گذرے ترا سال
اگر بدلے جو تیرا تن پس ماہ
الا بارے غریق بحر اندوہ
بدل محو پرستش تھے وہان بدھ
بہا من نے بچشم غور دیکھا
خیال آیا یہ سب نے خانمان ہین
الا کو اپنے گھر رکھا بلا کر
جناب بدھ کی صحبت کے پھل سے
پس ہر ماہ وہ سرمایۂ درد
ہوئے جب منقضی تعداد ایام

سراسر ہٹ گیا آثار مردی
ہوا وہ طاعت شنبھو مین سرگرم
بجز تبدیلی صورت دعا کر
دل مضطر ہم آغوش تعب ہے
وہی بخشین تو بخشین جسم جرار
تو فرمایا براہ بخشش وجود
کہ اردھنگی مراد نصف تن ہے
بہم ہے اقتدار آدھے بدن کا
دو دم مین اتشکل مرد صف شکن ہو
رہے ہر ایک ششماہی مین خوشحال
نہو یاد گذشتہ اے ہوا خواہ
گئے ہمراہ لشکر جانب کوہ
جگر بند جناب چندرمان بدھ
تو رازِ مدعا فی الفور دیکھا
گرفتار بلاے ناگہان ہین
جگہ بخشی میان گوشۂ بر
رہی وہ غیرت گلشن حمل سے
کبھی عورت کبھی تھی صورت مرد
ہوا پیدا پسر اک پوربا نام

مہامن کو خیال آیا کرم سے
رگھون اور دیوتون کو دیکے پیغام
یہی ٹھہری کہ جگ اسمید سمجھے
اسی سے غنچۂ مقصد کھلے گا
بوقت جشن و فرخندہ فرجام
دلون سے مٹ گیا اندیشہ و درد
اجازت پاکے سب آئے وطن کو
سری رگھبر عطا نقد طرب ہو
کتھا کہکر الا کی یاد دلشاد
ہر اک سمت نیک انجام بھیجو
بھبھیکمن کشور لنکا سے آئین
شہنشہ سب قریب و دور سے آئین
رکھیشر دیوتا آئین تمامی
ادھر سے نیم سارن تک بنے راہ
ہر اک جا خیمۂ زرین ہون استاد
مغنی مطرب و رقاص سب ہون
شہنشا ہو نکی باصد چارہ سازی
بھبھیکن ہین فہیم و کارپرداز
برہمن آگے جو خیمون مین دم لین

رہائی دو ن اسے قید الم سے
بلایا درمیان محفل عام
منور شعلۂ امید کیجے
ہر اک کو قالب اصلی ملے گا
کیا سب بدھ نے جگ کا سرانجام
ہوئی فوج اور اِلا سب صورت مرد
پھرے بارے نسیم آسا چمن کو
پے تسلیم خم فرق ادب ہو
کیا یون رام نے لچھمن سے ارشاد
ہر اک کو نامہ و پیغام بھیجو
خوشی سے شیوۂ طاعت دکھائین
شہ سگریو پنپا پور سے آئین
بشسٹ نکتہ ور ہون اہتمامی
بہار جا نفزا ہو حسب دلخواہ
دو رویہ جملہ دو کانین ہون آباد
شریک عام خاص الخاص سب ہون
سری لچھمن کرین مہمان نوازی
رگھون کی بندگی مین ہون سرافراز
شہ سگریو جھک جھک کر قدم لین

ہوا پارے جو یہ حکم سری رام فراہم ہو گیا جگ کا سر انجام
شہنشاہان عالم گھر سے آئے رکھیشر جملہ بچشم و سر آئے
بشسٹھ و گوتم و کردم چون جی برن جی اگن جی نارد یون جی
بر یخ نکتہ ور سریت دھرم راج اگست نکتہ آموز بھردواج
بہم جب ہو چکا ساز پرستش کیا رگھبر نے آغاز پرستش
سیا اور دونون فرزندون کے ہمراہ جناب بالمیک آئے بصد جاہ
پرستش سب کی جا کر ہمہ تن ہوئے خیمہ مین آکر جلوہ افگن
کیا من نے کش و لو سے یہ ارشاد میان جگیہ جاؤ بادل شاد
بصد ساز طرب بینین بجاؤ خوش الحانی سے رامائن سناؤ
کتھا سب پیش رام اظہار کرنا اگر کچھ دین تو صاف انکار کرنا
یہی کہنا براہ عقل معقول غنیمت ہین ہمین صحرا کے پھل پھول
نہین کچھ مال و دولت سے مجھے کام رکھون کو جل سے ہی یا کند سے کام
یہ سنکر دونون فرزند نکوزاد گئے خندان پے تعمیل ارشاد
کتھا گا گئی سری رگھناتھ جی کی دکھائی بزم مین صورت خوشی کی
اراکین تھے بہار حسن پر غش دھنون پر نغمہ دان کرتے تھے عش عش
وے لعل و گہر رگھبر نے ہر چند ہوئے راضی نہ فرزند جگر بند
اسی صورت وہ فرزند نکوزاد گئے خندان پے تعمیل ارشاد
بہار نغمہ تھے چھوٹے سے سن مین کتھا سب ختم کی پچیس دن مین
ادھر پایا بخوبی جگ نے انجام تو بھیجا رام نے خوش ہو کے پیغام

سیا اور دونون فرزندون کے ہمراہ — جناب بالمیک آئے سحرگاہ
ابھی ہے مجمع شاہان نامی — تمام اہل اودھ مین اہتمامی
شریک بزم ہین پیر و جوان سب — عزیز و اقربا خرد و کلان سب
سیا آکر میانِ محفلِ عام — پئے عصمت قسم کھائین کرین نام
مہامن صبحدم محفل مین آ کے — کشش دلوا ور سیا کو ساتھ لائے
سیا بولین مرا تن ہو جو بے عیب — جگہ دے اے زمین مجکو بلا ریب
زمین شق ہوگئی یہ سنکے گفتار — ہوا اک اُس سے سنگاسن نمودار
ور آئین اُس مین وہ فرخندہ آئین — میانِ سینۂ غبرا سمائین
جو گذرا حادثہ پیش سری رام — تو خورشید غضب آیا لب بام
کہا لچھمن مرا لاؤ دھنک بان — ملا دون خاک مین پرتھی کی سب شان
سیا کو ڈھونڈھکر پانی سے لاؤن — جہان کو قدرت کامل دکھاؤن
سری برمہا نے سمجھایا بصد جوش — سنبھلیے خیر باشد ہی کدھر ہوش
بدلے قتل راون تھا بس اوتار — ہوا وہ کشتۂ تیر شرربار
جو ہونا تھا ہوا اب کام کیا ہے — سیا کا وسوسہ اے رام کیا ہے
سُنا جب یہ تو دھیان آیا کہا خیر — ہوئے رخصت عزیز و مونس و غیر

آنا کال کا محفل مین برمھا کے حکم سے اور تشریف لانا دربار سا کا اور نکالنا رامچندر کا لچھمن کو اجودھیا سے اور لچھمن جی کا سرلوک کو تشریف لیجانا اور رامچندر کا مع باشندگان اجودھیا گیتار گھاٹ مین گپت ہوجانا

تمبریک حال ہو فضل سری رام — بخوبی تا یہ رامائن ہوا انجام
برنج نکتہ پرور نے بصد سوز — اودھ مین کال کو بھیجا کسی روز
زبانی کہکے کچھ پیغام بھیجا — حضور بندگان رام بھیجا
ہوا کال آنکے پابوس گرامی — دکھایا طرز و انداز غلامی
کہا خلوت مین کرنا ہے مجھے عرض — کوئی دم تخلیہ ہے واجب الفرض
کوئی آیا اگر باین تقریر — وہ ہوگا مورد یاداش و تعزیر
کیا تب رام نے لچھمن سے ارشاد — رہو تم در پہ حاضر بادلِ شاد
عزیز و اقربا خویش و بیگانہ — قدم اندر نہ رکھین چابکانہ
جو آئے گا عزیز و آشنا غیر — کرونگا قتل اُسے اپنا ہو یا غیر
گئے لچھمن پے تعمیل احکام — سُنایا سب اُدھر قاصد نے پیغام
کہ سرداران لنکا مرچکے سب — اسیرانِ صعوبت ترچکے سب

یہ رنج و شیوہ ہیں ستشتاق والا | قدم سے کیجیے سر پر اُجالا
کہا اچھا یہی ہے مد نظر ہے | کوئی دن میں بس اب عزم سفر ہے
اُدھر آ پہونچے درباسا قضا کار | ہوئے لچھمن سے یوں سرگرم گفتار
جناب رام کو آگاہ کر دو | محل میں بر محل جا کر خبر دو
کہا خلوت میں ہیں اس دم سری رام | تامل ہے مجھے کہنے میں پیغام
کہا رکھنے خبر کر دو تو ہے خیر | دعا دونگا ابھی بے نیت غیر
اسی دم ستر ہیں لچھمن بھرت نام | رو ساپر اودھ سب ہونگے گمنام
سنا جب یہ تو لچھمن نے کیا غور | نہ دیکھی اس سے بہتر مصلحت اور
تحبراب ہرچہ بادا باد کیجے | متاع نقد جاں بر باد کیجے
بلا میں مبتلا گر ہوں بلا سے | بچے خلقت کمند بد دعا سے
ہمیں لچھمن گئے خلوت میں فی الحال | کہا رگھبر سے درباسا کا احوال
جناب رام نے دیکھا غضب سے | تامل کر کے فرمایا یہ لب سے
خلاف حکم کیا لچھمن خطا کی | نہ تھا شاید خیال خشمناکی
نہیں مطلق مروت سے سروکار | تہ خنجر کروں گا حسب اقرار
میں پھر سکتا نہیں حکم رواں سے | وہی ہوگا جو کچھ نکلا زباں سے
کہا گو واجب التعزیر ہوں میں | جو سچ پوچھو تو بے تقصیر ہوں میں
خبر کرتا نہ گر آ کر تمہارا راج | اودھ ہوتا دعائے بد سے تاراج
کہا ہرگز نہ ہوگی پوشش عیب | سزاوار عقوبت ہو بلا ریب
غرض جب قتل لچھمن کا کیا عزم | بششٹ نکتہ ور آئے سوئے بزم

کہا میری دعا منظور کیجے
برادر کو اودھ سے دور کیجے

بے لچھمن یہی کافی سزا ہے
برابر قتل کے یہ ہی سزا ہے

یہ سُنکر رام نے لچھمن کو ٹالا
غبار آسا نہ دل سے نکالا

کہا اب جانبِ مسکن نہ آنا
نہ مثل آئینہ صورت دکھانا

چلے لچھمن وہان سے تن بہ تقدیر
پریشان مضطر و نمناک و دلگیر

لب سرجو کنارا پر جاکے بیٹھے
برنگ موج تر لہرا کے بیٹھے

تن اقدس کو چھوڑا غم کے مارے
جہان سے جانب سر پر سدھارے

خبر سُنکر اودھ مین مچگیا غل
ہوئے مثل جرس نالان جز و کل

ہوئے جب رامچندر اس غم سے آگاہ
تو کھینچا فرطِ غم سے نعرۂ آہ

برنگ گیسوِ پیچان پڑا پیچ
کہا اب ہے بہارِ زندگی ہیچ

تن اپنا چھوڑ دون انسب یہی ہے
بباطن حاصل مطلب یہی ہے

مچا ملک اودھ مین شور و شیون
ہوئی فوج و رعایا حلقہ افگن

گذارش سب نے کی اے جانکی ناتھ
ہمین بھی سایہ سان لیجیے ساتھ

بنشست نکتہ بین بولے کہ ای رام
پزیرا ہو دعاے جمع عام

غرض خیل و خدم کو لیکے ہمراہ
لب سرجو وہ جا پہونچے بصد جاہ

جناب رام نے غوطہ لگایا
تن اپنا جسم ظاہر سے چھپایا

ملے سب جز و کل کو خوشنما روپ
بنے یعنی بشر سے دیوتا روپ

حباب آسا وہ جس سر ابھارا
بہم تھا نور قدرت کا نظارا

بوان زر یہ سب پاکر سواری
روان تھے صورت بادِ بہاری

جن و انسان و وحش و طیر سب کا	ہوا یون خاتمہ بالخیر سب کا

خاتمہ اور سبب تالیف رامائن

مرے اک مہربان ہین صاحب علم	خرد مند یگانہ عالم علم
سخندان و فہیم و نکتہ پرور	عقیل و نکتہ آرا و ہنرور
اجودھیا سے جو ہو پرشاد کا وصل	عیان نام گرامی ہو وہ در اصل
گرامی مرتبت افلاک پایہ	مروت پیشہ کایست انایہ
محلہ ہے جو بیگم گنج نامی	وہان ہین وہ وفادار گرامی
فن شعر و سخن مین طاق ہین وہ	ہنر مین شہرۂ آفاق ہین وہ
انھون نے مجھ سے فرمایا کئی بار	رقم کر کچھ بیان رام اوتار
کہا مین نے مجھے طاقت کہان ہے	مری بیہودہ گوئی رائگان ہی
جو دم مارون تو ہے اندیشۂ خام	کہان مین اور کہان ذکر سری رام
لکھون گر مین بیان شمۂ ذات	مثل سچ ہے کہ چھوٹا منھ بڑی بات
علاوہ اسکے اکثر اہل فن نے	غریق قلزم شعر و سخن نے
لکھا ہے سب جناب رام کا ذکر	دکھائی ہے سراسر جودت فکر
میان شہر تھے منشی جگنتا تھ	انھین یہ دولت عظمیٰ لگی ہاتھ
زبان صاف مین لکھی کتھا سب	دکھایا جلوۂ رخسار مطلب
جو دیکھو ابتدا سے تا بہ انجام	نہین ہی بندش الفاظ اسلام
غرض ہر ایک کا ایسا نہین بخت	بآسانی یہ طے ہو منزل سخت

اگر کچھ تسکل ترتیب سخن ہو | ہجوم عقلمندان طعنہ زن ہو
لکھون مین رطب یابس گر کوئی بات | اُٹھین انگشت طنز و اعتراضات
یہ حاصل ہو کہ لکھکر رام کا ذکر | دلائل کے لیے کرنا پڑے فکر
غرض کیا لون جو نکر تازہ ترمول | یہ لون میٹھے بٹھائے درد سر مول
لہذا اس سے بس معذور رکھیے | مجھے قرب سخن سے دور رکھیے
کہا حیلہ پسند دل نہو گا | پذیرا عذر لاطائل نہو گا
فقط موزون کرو اوصاف سری رام | نہین رنگینی مضمون سے یہ کام
صلے کی کچھ نہین خواہش کسی سے | ہنسینگے گر تو ہنسنے دو خوشی سے
ہوئے وہ جب کہ یون سرگرم گفتار | لکھی تب مین نے یہ نظم گہربار
اُنھون نے بھی مشقت کی گوارا | دکھایا بحر مطلب کا کنارا
کہ یعنی ہین جو بنوجی مہاراج | برہمن نکتہ آرا اون کے سر تاج
گرامی قدر مشہور جہان ہین | اودھ کیا شہرۂ ہندوستان ہین
کتھا گوئی مین گویا بیاس ہین وہ | سخن سنجی مین کیشوداس ہین وہ
فصاحت وہ کہ جسکی ہر طرف دھوم | بلاغت وہ کہ ہے خلقت کو معلوم
اُنھون نے بالمیکی کی تھی آغاز | بہت تھے سامعین شرکت مین ممتاز
ہوئی شہرت جو شہر لکھنؤ مین | مچائین خیل مشتاقان نے دھومین
جبین و سر سے دوڑے نکتہ بین سب | غریب و مفلس و مسندنشین سب
مرا بھی کوکب قسمت جو تھا یار | سماعت کے لیے پہونچا کئی بار
حقیقت مین نئی کچھ گفتگو تھی | بیانِ صاف مین وحدت کی بو تھی

عجب نطق فصاحت کا اثر تھا — سمان گویا وہی پیش نظر تھا
مرے وہ مہربانِ نکتہ آموز — کتھا سُننے کو وان جاتے تھے ہر روز
بوقت شب براہ فخر و اعزاز — کتھا لکھنا کیا اُردو مین آغاز
بہ عجلت نثر مین لکھکر جو لاتے — سحر کو سب چرتر آ کر سُناتے
یہان بھی خامۂ مشکین روان تھا — زمین صفحہ پر گوہر فشان تھا
پس از چندے بافضال سریرام — ہوئی اُردو مین راماین یہ انجام
چرتر اسمین عجائب دلکشا ہین — لطیف و دلپسند و خوشنما ہین
کہین یہ ہے بیانِ بالمیکی — کہین لیلا ہے تلسی داس جی کی
کہین نانک کے ہین ذکر طرب خیز — کہین اودھ کے مضمون دلاویز
ہجوم نکتہ بینان سے یہ ہے عرض — خطاپوشی ہی ہر دم واجب الفرض
پڑھین جب شائقین نکتہ ایجاد — دعائے خیر سے مجکو کرین یاد
کرین یاد شفیق سابق الذکر — جنھون نے کی نہایت محنت و فکر

اشعار دعائیہ و مدح جناب منشی نولکشور صاحب آنجہانی

سنبھل اے خامۂ فرخندہ کردار — مقام ہوشیاری ہے خبردار
ادائے شکر کو خم گر کے بل ہو — عروس مدعا سے ہم بغل ہو
مجھے اک قدردان ایسا ملا ہے — کہ جس سے غنچۂ مطلب کھلا ہے
وہ نام اس بحر مین کس طرح آئے — بھلا کوزے مین کب دریا سمائے
نول سے ہو کشور اسے دل اگر وصل — تو نام قدردان ظاہر ہو در اصل

سخن فہم و سخن سنج و سخندان | عقیل و سر گروہ عقلمندان
مہ برج شرافت نیر جاہ | سپہر ارجمندی دانش آگاہ
جہان مین مطبع والا کی ہے دھوم | مجھے کیا جملہ خلقت کو ہے معلوم
کلون کو کیسے نقل چرخ گردان | مگر ہو چرخ عقل چرخ گردان
جو دیکھو پیچ کو دل پیچ کھائے | رہے بیکل بشر چکر مین آئے
منیجر منشی و دیوان نامی | سب استادان فن ہین اہتمامی
دبیر و شاعر اہل فراست | ہر اک ہے اختر برج شرافت
قضا و موجد و تسلیم و شایان | عیان ہین سب کے اوصاف نمایان
عجب کچھ ہی بہار سنگ سازی | کہ پاسنگ اسکی ہی نیرنگ سازی
مصور غیرت مانی و بہزاد | غرض حاضر ہین دان ہر فن کے استاد
ملے مالک جب ایسا نیک نیت | ملازم کیون نہون عالی طبیعت
صفت کی اسکے طول اک داستان ہے | یہ ادنی قدر دانی کا بیان ہی
کئی نسخے مرے چھاپے کرم سے | رقم شکر کرم کب ہو قلم سے
زبس مرہون منت ہر خوان ہے | دعا یہ روز و شب ورد زبان ہے
فلک پر جب تلک ہین نیر و ماہ | رہے یہ قدردان قائم بصد جاہ
درخشان نیر جاہ و حشم ہو | سدا افزایش خیل و خدم ہو

تمت

رامائن منظومہ منشی شنکر دیال فرحت خلف منشی پورن چند
بن جہان سنگھ متوطن جلال آباد ضلع فرخ آباد

قطعات تواریخ تصنیف و تالیف راماین ہذا

از شاعر بے بدل دیوان گنیش پرشاد صاحب خوش

منشی دہر نکتہ سنج زبان نام شنکر دیال صاحب علم کرد منظوم حال رام اوتار باد دل شاد خوش بے ساش	ناظم و ناصر و فصیح و متین المخاطب بہ فرحت ست قرین باد براد مدام رام معین گفت ہاتف چراغ جادہ دین

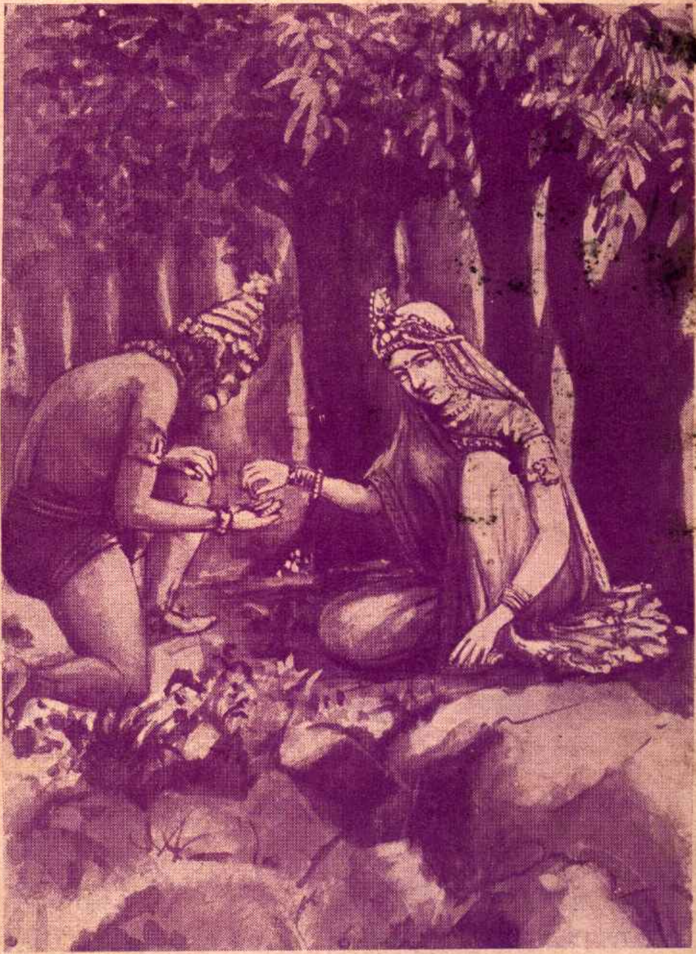
۱۲۰۲ء

از منشی سیتانند عرف منا لال ولد راجہ درگا پرشاد

ناظم میان گنج و صفی پور وغیرہ

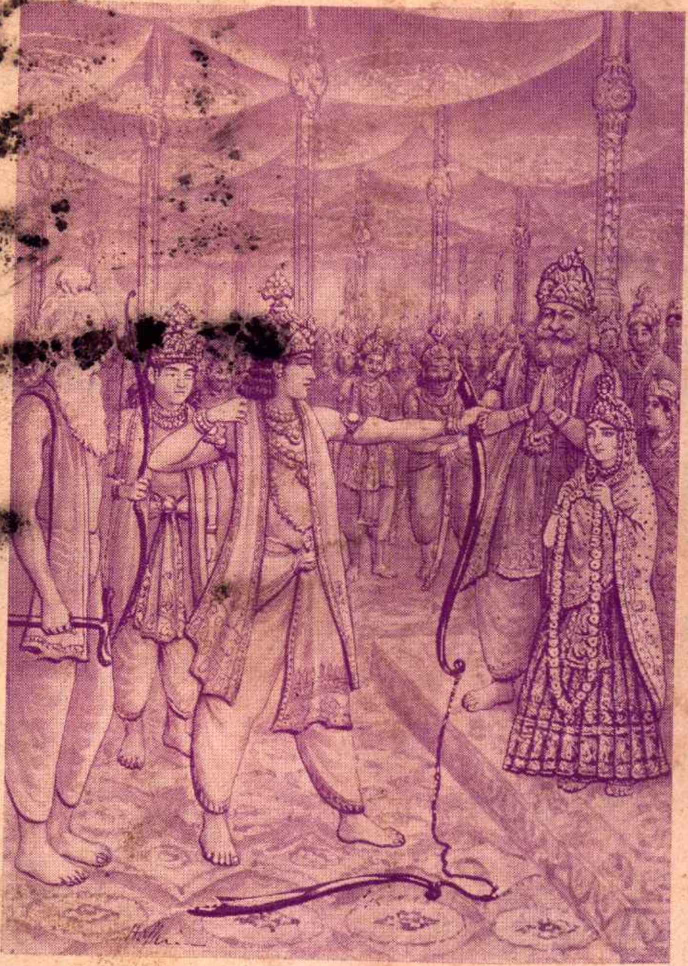
نہین ہے یارا قلم کو اصلا کہ لکھے وصف کمال اُسکا
ہے نام شنکر دیال جس کا دُر سخن کا وہ جوہری ہے
بہت سی ایمان کی کتابین زبان اُردو مین ترجمہ کین
اسی کے ابر قلم سے ابتک چمن مین شاخ قلم ہری ہے
بھجن سے اُسکو ہے جی سے اُلفت بیان معنی سے دلکو فرحت
کنایہ سے ہے عیان تخلص کمال پر رنگ شاعری ہے

رامائن فردمت



سیتا جی سے ہنومان کی بدائی

رامائن فردت

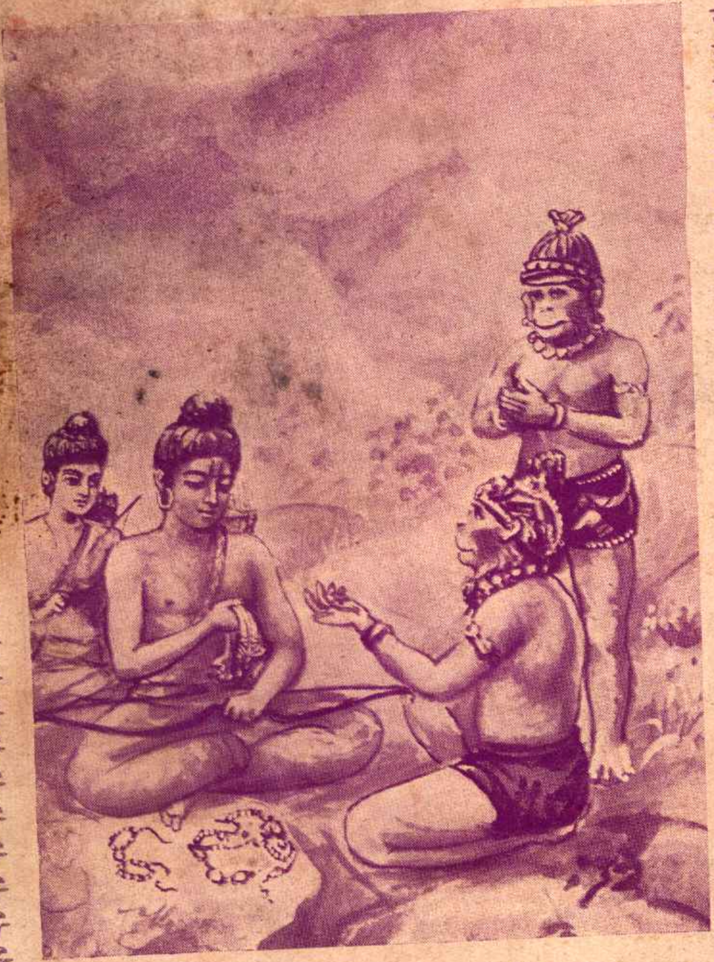


دھنش جگ

راماین فردت



سیتا بن باس



سگریو سیتا جی کے آبھوشن اور چیر رامچندر جی کو دکھا رہے ہیں

صفائے آب سخن کا جو ہر عیان ہے شیرینی زبان سے
کیا ہے اودھ مین کام کیسا بڑی طبیعت کی برتری ہے
لکھا تھا جو بالمیک جی نے اُسی کا چھاپا اُتار اُن نے
لکھا ہنومان ناٹک ایسا کہ جس سے لنکا مین تھرتھری ہے
اُڑے نہ کیونکر برنگ راون حواس خمسہ ہر اک بشر کا
جمایا رنگ گُتا ئین سارا عجب یہ اربعہ عناصری ہے
پڑھی جو رامائن اُسکی مین نے تو ہو کے محظوظ دل یہ بولا
کہ سچتا سند سال لکھو صنائع سے یہ ہری بھری ہے
سر ارادت سے مین نے فوراً لکھی یہ تاریخ بے تصنع
زبان نادر دبیر صائب عجیب برج سخنوری ہے
سنہ ۱۸۶۶

از منشی خادم حسین صاحب افسوس

جو رامائن اُردو مین فرحت نے لکھی	پسندیدہ دیدۂ نکتہ سنجان
لکھا افسوس تاریخ ارادت کی رو سے	ہوئی یہ کتھا صاف خورشید ایمان ۱۸۶۶

از سخنور ذہین شعور منشی جھاؤلال صاحب مجبور

کیون نہو فرحت کی رامائن کی دھوم	جب پسند رام اور لچھمن ہوئی
نظم رنگین مین ہے کیا جوش بہار	تر زبان تعریف مین سوسن ہوئی
روئے ایمان سے کہا عیسی سال	خوب شمع راہ دین روشن ہوئی

پھر سن ہجری لکھا یوں نے		ترجمۂ اردو مین رامائن ہوئی ۱۲۵۸۳
از لالہ تاج بہادر صاحب غریب		
چو فرحت گفت رامائن بہ اردو غریب از پئے حرف معجم سنتش گفت		ز فرحت بر رخے دل کشو دست ترقی بخش ایمان ہنود ست ۲۲ ب ۹
	خاتمۃ الطبع	

شکر خدا کا کہ رامائن منظومہ فرحت مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بسر پرستی عالیجناب معلے القاب منشی رام کمار صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بانصرام وحسن انتظام اہل کاران مطبع ہذا بصحت تمام وباہتمام کیسری داس صاحب سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ جنوری سنہ ۱۹۳۸ء بار ہفتم طبع ہوئی۔